New Era Magazine

بے خودی

از رمشا حسین

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

بے خودی

از قلم رمشا حسین

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

دور کریں اِس کو میری نظروں سے۔ مہتاب خان گرجدار آواز میں بولے خاموش کوریڈور میں ان کی آواز گونجنے لگی تھی۔

ہوش کر مہتاب اِس ننھی بچی کا کیا قصور۔ سادیہ بی نے تاسف سے ان کا چہرہ دیکھ کر کہا جو ہر احساس سے پاک تھا۔

اِس منحوس کا ہی قصور ہے آپ اِس کو میری نظروں سے دور رکھیں۔ مہتاب خان نے نفرت سے کمبل میں لپیٹے وجود کو دیکھ کر کہا ان کی بات پہ سادیہ بی کا کلیجہ منہ پہ آیا تھا۔

بیٹیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔ سادیہ بی نے جیسے یاد کروایا۔

میری ایک بیٹی ہے بس اِس منحوس کی وجہ سے میری سلما مجھے چھوڑ کر چلی گئ۔ مہتاب خان غمگیں لہجے میں بولے۔

اُس کی عمر اتنی تھی۔ سادیہ بی نے ٹھہرے لہجے میں کہا

اِس کی وجہ سے ہوا ہے نہ یہ پیدا ہوتی نہ میری سلما یہ دنیا چھوڑ جاتی یہ منحوس ہے پیدا ہوتے ہی سلما کو کھا گئ۔ مہتاب خان گرجدار آواز میں بولے۔

صبح اُس کی آنکھ کھلی تو بے مقصد چھت کو تکنے لگی پھر گہری سانس لیتی اُٹھ کر الماری کی طرف آئی وہاں سے ایک سادہ سا ڈریس لیا پھر فریش ہونے چلی گئ۔

اسلام علیکم! بی۔ ارسلہ تیار ہوتی سادیہ بی کو پیچھے سے ہگ کرتی بولی۔

وعلیکم اسلام اُٹھ گئی میری بچی۔سادیہ بی مسکرا کر بولی۔

جی ناشتہ دے بھوک لگی ہے۔ارسلہ نے معصوم شکل بنا کر کہا

ٹیبل پہ بیٹھو میں لاتی ہوں تمہارا پسندیدہ ناشتہ۔سادیہ بی محبت سے اُس کا گال چھوتی بولی تو ارسلہ سر ہلاتی باہر آئی جہاں ڈائینگ ٹیبل پہ اُس کا باپ مہتاب خان اور پانچ سال بڑی بہن نازش پہلے ہی موجود تھے اور مسکرا کر آپس میں کوئی بات کر رہے تھے دور ارسلہ نے یہ منظر بڑی حسرت سے دیکھا تھا سادیہ بی نے اُس کو ایک جگہ کھڑا دیکھا تو سرد سانس خارج کی۔

یہاں کیوں کھڑی ہو گئی ہو آؤ نہ وہاں چلتے ہیں۔سادیہ بی نے اُس کا ہاتھ تھام کر کہا میں اُن کا موڈ خراب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ارسلہ سنجیدگی سے کہتی دوبارہ کچن کی طرف چلی گئی۔سادیہ بی نے ایک نظر اُس کی پشت پہ ڈالی دوسری ان باپ بیٹی پہ۔

❤❤❤❤

ہاد

ہاد

یار اُٹھ جا۔عالمگیر اُس کا دوست کب سے ہاد کو جگانے کی کوششوں میں تھا پر ہاد جاگتے ہوئے بھی نہیں اُٹھا۔

ہادا گرتوں اب نہ اُٹھا تو میں نے پانی کی بالٹی تیرے سر پہ گرانی ہے۔عالمگیر نے دھمکی دیتے ہوئے کہا تو ہاد نے اپنی سیاح آنکھیں کھول کر تیکھی نظروں سے اُس کو دیکھا جو اپنی جیت پہ گردن اکڑا کر کھڑا ہو گیا تھا۔

میں یہاں اِس لیے نہیں آیا کے تم میری پیاری نیند خراب کرو۔ہادا اپنے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بے زار سے بولا

اپنی پیاری سی نیند کو ٹاٹا بائے بائے کرو کیونکہ ہمیں یونیورسٹی سے دیر ہو گئی ہے۔عالمگیر نے بیڈ پہ بیٹھ کر کہا

کونسا قیامت آجانی تھی ہمارے دیر یونیورسٹی جانے سے۔ہاد کوفت سے بولا

قیامت کا تو پتا نہیں پروفیسر جلال کو جلال ضرور آئے گا۔عالمگیر نے مسکرا کر مزے سے کہا

اوشٹ آج تو اُن کا ٹیسٹ تھا نہ۔ہاد فورن سے چھلانگ مار کر بیڈ سے کھڑا ہوتا بولا

جی آگیا آپ کو یاد۔عالمگیر نے طنزیہ کیا۔

بد قسمتی سے۔ہاد کہتا زور سے دروازہ بند کر گیا عالمگیر نفی میں سر ہلاتا کمرے کا حال درست کرنے لگا کیونکہ جہاں ہاد ہو وہاں گند نہ ہو یہ ناممکنات میں سے تھا۔

❤❤❤❤❤

تمہارا نالائق بیٹا کہاں ہیں؟امتیاز صاحب نے اپنی بیگم سے سوال کیا۔

میرے دونوں بیٹے لائق اور فائق ہیں۔زرغونہ بیگم نے بریڈ میں جیم لگا کر اُن کی معلومات میں اضافہ کیا اُن کی بات پہ ارمغان نے اپنی مسکراہٹ ضبط کی۔

جی تو آپ کا ایک لائق اور فائق بیٹا کہاں آوارہ گردی کر رہا ہے دوسرا تو یہاں موجود ہیں ناشتہ کر رہا ہے۔امتیاز صاحب نے ارمغان کی طرف اِشارہ کر کے طنزیہ سوال کیا۔

کمبائن اسٹڈی کے لیے دوستوں کے ساتھ پڑھانے وقت کا پتا نہیں لگا تو اپنے دوست کے پاس رُک گیا تھا اور اب وہی سے یونی جائے گا۔زرغونہ بیگم نے اب کی آرام سے تفصیلی جواب دیا۔

پڑھائی تو بہانا ہے بس اُس کو تو موقع چاہیے آوارہ گردی کرنے کا۔امتیاز صاحب نے کہا آپ ہر وقت میرے بیٹے کا پیچھے نہ رہا کریں۔زرغونہ بیگم ناراض ہوتی بولی جب کی ارمغان مسکراتا باہر جانے لگا وہ اپنی گاڑی میں بیٹھنے والا تھا جب نظر سامنے والے گھر کی ٹیرس پہ پڑی جہاں آنچل نظر آرہا تھا وہ جانتا تھا وہاں کون ہے جو چھپنے کی کوششوں میں ہیں۔

❤❤❤❤

مانو میری طرح تم بھی اکیلی ہو نہ باپ کا پیار ہے نہ ماں کی ممتا۔ارسلہ نے اپنی بلی کے بالوں کو سہلا کر دُکھی لہجے میں کہا جیسے وہ اُس کی بات سمجھ رہی تھی۔

کالج نہیں گی آج؟سادیہ بی اُس کے پاس آتی پوچھنے لگی۔

ضروری کلاس نہیں تھی میری ویسے بھی وہاں سب میرا مذاق اُڑاتے ہیں۔ارسلہ نے تلخ لہجے میں کہا۔

مذاق کیوں اُڑاتے ہیں؟سادیہ بی نے سوال کیا

آپ کو جیسے پتا نہیں بچپن سے لیکر آج تک میرا مذاق ہی تو بنا ہے رشتیداروں میں اسکول میں اوراب کالج میں بھی اگر میں لنگڑا کر چلتی ہوں تواِس میں میرا کیا قصورا گر اللہ نے اُن کو مکمل کیا ہے تواُس میں اُن کا کیا کمال یہ تواللہ کی مرضی ہے جسے چاہے جیسا بنائے۔ارسلہ نے نم لہجے میں کہاتوسادیہ بی نے اُس کواپنے ساتھ لگایا۔

ایسا نہیں ہے کوئی بھی انسان مکمل نہیں ہوتا مکمل بس اللہ کی ذات ہے دوسرا یہ اگر لوگ تمہارا مذاق اُڑاتے ہیں تو یہ ان کا فعل ہے جس کا حساب اُن کو آخرت میں دینا ہوگا کسی کی دل آزاری کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔سادیہ بی نے نرمی سے اُس کو سمجھایا۔

میں لنگڑا کر کیوں چلتی ہوں؟ارسلہ نے سوال کیا

ہلکی سے لڑکھڑاہٹ ہی تو ہے کونسی بڑی بات ہے اللہ نے تمہیں بہت پیارا بنایا ہے صورت سے بھی اور سیرت سے بھی یہ دونوں چیزیں تم میں ہیں جو تمہاری اِس محرومی پہ بھاری ہے اگر اللہ کسی انسان میں محرومی دیتا ہے تو ساتھ میں ایک خوبی بھی دیتا ہے

اِس لیے کبھی بھی اللہ سے اِس بات پہ شکوہ مت کرنا اللہ نے بیشک تمہیں باقیوں سے بہتر بنایا ہے۔ سادیہ بھی نے اُس کو اپنے ساتھ لگا کر کہا۔

ہاد ڈارلینگ تمہارا ٹیسٹ کیسا رہا۔ نازش اپنا بیگ کاندھے پہ ڈالتی ہاد سے بولی جو موبائل میں بزی تھا۔

بیسٹ تھا۔ ہاد نے جواب دیا۔

مجھے مزہ نہیں آئے گا تمہارا یہ لاسٹ ایئر ہے۔ نازش نے افسوس سے کہا ہاد اُس سے دو سال سینئر تھا دونوں ایک دوسرے کو پسند بھی کرتے تھے۔

ہاد کونسا تمہیں انٹرٹین کرنے آتا ہے۔ عالمگیر نے طنزیہ کہا

تم چپ رہو میں ہاد سے بات کر رہی ہوں۔ نازش نے اُس کو آنکھیں دیکھا کر کہا۔

ہم ملتے تو رہیں گے کونسا بڑی بات ہے اٹس ناٹ ایشو۔ ہاد نے نازش کا ہاتھ تھام کر کہا

یہ بات تو ہے اور تم بتاؤ کیا پلان ہے۔ نازش نے مسکرا کر پوچھا

فلحال تو زندگی کا مزہ لینا ہے پھر سوچے گے کیا کرنا ہے۔ ہاد نے مزے سے بتایا۔

دیٹس گُڈ۔ نازش ہنس کے بولی۔

ساتھ چل رہا ہے یا میں جاؤں۔ عالمگیر اپنی جگہ سے کھڑا ہوتا بولا

تم جاؤ میرا اور ہاد کا باہر لنچ کرنے کا موڈ ہے۔ ہاد کے بجائے بازش نے جواب دیا۔

بتایا نہیں تم نے۔عالمگیر نازش کی بات نظر انداز کرتا ہادسے بولا۔

تم جاؤ میں نے ویسے بھی ابا حضور کے سامنے پیش ہونا ہے حاضری دینے۔ہادنے کان کی لو کھجا کر کہا۔

ایزیو وش۔عالمگیر اُس سے ہاتھ ملاتا باہر نکل گیا۔

تمہارا یہ دوست میری انسلٹ کرتا ہے اور تم کچھ نہیں کہتے۔عالمگیر کے جانے کے بعد نازش نے شکایت کی۔

اگنور کرو۔ہادنے آنکھ ونک کرتے کہا۔

شاپنگ پہ بھی چلیں گے۔بازش نے فرمائش کی۔

جو حکم۔ہاد سر کو خم دیتا بولا۔

❤❤❤❤❤

چل زر نور بتادے تو ڈی آے جی کی بیٹی ہے۔سفید رنگ کی پٹھان نقوش والی لڑکی نے خود کو ہمت دیتے کہا بیڈ سے سفید چادر نکال کر اُس نے بیڈ شیٹ بھی ہاتھ میں پکڑ کر گڑھ لگا کر کھڑکی کے سامنے آ کر اُس نے نیچے اونچائی دیکھی تو سانس خشک ہوا پر خود کو حوصلہ دیتی وہ رسی کھڑکی سے باندھنے لگی پھر چادر اور بیڈ شیٹ بھی ملا کر کھڑکی سے لٹک کر نیچے اُترنے کی جدوجہد کرنے لگی۔

میرے اللہ مجھے باحفاظت نیچے پہچانا۔آنکھیں بند کرتی وہ دعائیں مانگنے لگی اُس کا سانس رُک گیا جب رسی ختم ہونے پہ وہ درمیان میں ہی لٹک گی اُس نے زور سے آنکھیں میچ کر کھول کر نیچے دیکھا جہاں لمبائی اب قدرے کم تھی اللہ کا نام لیتے اُس نے اپنے ہاتھ رسی سے نکال دیئے جس سے وہ نیچے گری اُس نے آنکھیں کھولی تو نظر بلیک جوتوں پہ پڑی۔

سدا خوش رہو سہاگن رہو۔کسی مردانہ آواز پہ اس نے جھٹکے سے سر اُٹھایا جہاں انجانا سا شخص دلچسپ نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا

بکواس بند کرو۔زرنور اُٹھ کر اپنے جھاڑ کر بولی

بکواس کہاں میں تو یہاں تمہیں داد دینے آیا تھا کیسے ٹارزن کی طرح آرام سے نیچے اُتر گئی۔عالمگیر پر شوخ لہجے میں بولا وہ یہاں اپنے دوست سے ملنے آیا تھا جب نظر اُپر سے لٹکتے وجود پہ ٹھیر گئی تھی۔

کون ہو تم؟زرنور نے بے زار لہجے میں سوال کیا اُس کو ڈر تھا کہیں کوئی دیکھ نہ لیں۔

ماہ بدولت کو عالمگیر شیخ کہتے ہیں۔عالمگیر نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر ادب سے اپنا تعارف کروایا۔

واٹ ایور۔زرنور اتنا کہتی جانے لگی جب عالمگیر نے آواز دی۔

گولڈن گرل تم دروازے سے بھی آسکتی تھی اِتنی مشقت کیوں کی۔عالمگیر نے اُس کے خوبصورت کندھوں تک آتے گولڈن بالوں کو دیکھتے اُس کو نام دیا۔

واٹ گولڈن گرل۔زرنور اپنے لیے لقب سن کر دونوں ہاتھ کمر پہ رکھ دیئے۔

نام کیا ہے ویسے تمہارا؟عالمگیر نے مسکرا کر سوال کیا وہ سمجھ نہیں پایا وہ کیوں اِس انجان لڑکی سے اتنا فری ہو رہا تھا۔

میں ہر عیرے غیرے کو اپنا نام نہیں بتاتی۔زرنور اپنے گولڈن بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتی چلی گئی عالمگیر تو اُس کا انداز دیکھ کر عش عش کر اُٹھا۔

اٹیٹیوڈ گرل۔عالمگیر اُس کو نیا نام دیتا اندر کی طرف چلا گیا۔

مراد کہاں ہیں؟عالمگیر فائزہ اُس کے دوست کی بہن کو دیکھ کر پوچھنے لگا۔

اندر اپنے کمرے میں۔فائزہ نے بتایا تو عالمگیر اُس کے کمرے کی طرف گیا جہاں وہ کوئی مووی دیکھ رہا تھا۔

کیسا ہے توں۔مراد نے عالمگیر کو دیکھا تو اپنی جگہ سے اُٹھ کر گلے لگ کر بولا

ہینڈسم۔عالمگیر نے مسکرا کر کہا

بہت خوشفہم انسان ہو۔مراد نے گھور کر کہا

بس کبھی غرور نہیں کیا۔عالمگیر آرام سے بیڈ پہ لیٹ کر بولا۔

ہاد نہیں آیا ساتھ۔ مراد نے ہاد کا پوچھا

وہ اپنی نازو کے ساتھ مصروف ہے۔ عالمگیر نے بے زار ہوتے کہا

تم اُس نازش سے اتنا چڑتے کیوں ہو؟ مراد نے جاننا چاہا کیونکہ جب جب نازش کا ذکر ہوتا تھا عالمگیر کے چہرے کے تاثرات ایسے ہو جاتے جیسے کڑوا بادام نگل لیا ہو۔

آے ڈونٹ لائیک ہر مجھے وہ ہاد کے ساتھ سوٹ ایبل نہیں لگتی۔ عالمگیر نے جواب دیا۔

ہاد کو تو پسند وں ہے وہ۔ مراد نے کندھے اُچکا کر کہا۔

بھائی۔ فائزہ زور سے دروازہ کھول کر اندر آئی تو عالمگیر سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

فائزہ دروازہ نوک کرتے آتے ہیں۔ مراد نے سمجھایا

جی بھائی سوری بھائی وہ زرا اپنے کمرے میں نہیں وہ کھڑکی سے باہر نکل گئ۔ فائزہ نے پُھولی سانس کے درمیان کہا تو مراد پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا جب کی عالمگیر کی نظروں کے سامنے کچھ دیر پہلے والا منظر آیا چہرے پہ مسکراہٹ آگئ جس سے وہ خود انجان تھا۔

❤❤❤❤❤

تمہیں کانچ کی چوڑیاں پسند ہیں؟ ہاد نے ونڈو کے باہر لڑکے کے ہاتھ میں چوڑیاں دیکھی جوان کو بیچ رہا تھا تو اُس نے پاس بیٹھی نازش سے سوال کیا۔

ناپ۔نازش نے آرام سے کہا

لڑکیوں کو تو پسند ہوتی ہیں۔ہاد نے کہا

ہو گی بٹ آے ڈونٹ لائیک میرے اتنے فضول شوق نہیں۔نازش نے آرام سے کہا

خیر یہ فضول شوق تو نہیں۔ہاد سر جھٹک کر بولا۔

مجھے نفیس اور ایکسپینسو چیزیں پسند ہیں میرا اسٹینڈرڈ اتنا لو نہیں جو میں پچاس روپے کی چوڑیاں پسند کروں۔نازش نے سر جھٹک کر مغرور لہجے میں کہا تو ہاد نے جواب دینا ضروری نہیں سمجھا۔

تمہارا گھر آ گیا۔ہاد نے نازش کے گھر کے باہر گاڑی روکتے کہا۔

تھینکس کل ملے گے۔ہاد بھی گاڑی سے اُترا تو نازش مسکرا کر اُس کے گلے لگ کر بولی

اُپر ٹیرس پہ کھڑی ارسلہ نے یہ منظر دیکھ کر استغفراللہ پڑھ کر اپنی نظروں کا زاویہ بدلا۔

ٹیک کیئر۔ہاد نے کچھ فاصلہ بنا کر کہا تو نازش مسکرا کر اُس کے گال پہ اپنے لب رکھے۔

مل گی فرصت گھر آنے کی۔ہاد جو آہستہ آہستہ سیڑھیاں چڑھتا اندر کی طرف جانے لگا تھا اپنے باپ کو سامنے کھڑا دیکھا تو خجل سے ہو گیا

جی ڈیڈ تھوڑا لیٹ ہو گیا۔ہادنے مسکرا کر کہا

اِس طرح بس دوستوں کے ساتھ وقت ضائع کرو گے تو کبھی کامیاب نہیں ہو گے۔امتیاز صاحب نے سختی سے کہا

حضرت علیؓ نے فرمایا ہے

کامیابی حوصلے سے ملتی ہے حوصلے دوستوں سے ملتے ہیں اور اچھے دوست مقدر سے ملتے ہیں اور مقدر انسان خود بناتا ہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

امتیاز صاحب کی بات پہ ہادنے مسکرا کر کہا

وہ سب تو سہی پر اپنے فیوچر پہ بھی توجہ دو۔امتیاز صاحب کے سخت تاثرات کچھ ڈھیلے ہوئے۔

یس ڈیڈ ڈونٹ وری۔ہادنے لاپرواہ انداز میں کہا

تم کو یاد کر لوں تو

مل

جاتا ہے سکون دل کو

میری

تنہائی کا بہت خوبصورت

سا

علاج ہو تم

ارمغان ہاتھ میں تصویر پکڑ کر شعر پڑھنے لگا پھر تصویر پہ اپنے ہونٹ رکھ کر اُس کو اپنے سینے سے لگا کر سونے کے لیے آنکھیں بند کر لی۔

❤❤❤❤❤❤❤

اسلام علیکم! ارسلہ نے باہر مہتاب خان کو بیٹھا دیکھا تو سلام کیا۔

ہمم۔ مہتاب خان بس اتنا کہہ کر وہاں سے اُٹھ گئے ان کو جاتا دیکھ کر ارسلہ کے چہرے پہ اُداس مسکراہٹ نے بسیرا کیا۔

ارسلہ لیٹ ہو رہا تھا تم نے کالج کے لیے جاؤ اللہ کی امان میں۔ سادیہ بی اُس کو بیگ اور چادر تھماتی ہوئی بولی۔

کاش ڈیڈ مجھ سے پیار کرتے۔ ارسلہ کی بات پہ سادیہ بی کو اُس کے حال پہ ترس آیا جو چھوٹی سی عمر میں ہی محبت کے لیے ترسی آئی تھی۔

اُداس کیوں ہوتی ہو دیکھنا تمہاری زندگی میں کوئی ایسا آئے گا جو خود سے زیادہ تمہیں چاہے سب سے پہلے تمہیں رکھے گا دنیا کی ہر خوشی تمہیں دے گا۔ سادیہ بی نے محبت سے اُس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر کہا جہاں ہر وقت مایوسی اور اُداسی ہوتی تھی۔

جس سے اپنا باپ اپنی بہن پیار نہیں کرتے اُس سے کوئی اور کیا پیار کرے گا آپ مجھے ایسے خواب مت دیکھائے جن کی کوئی تعبیر نہیں ایک لنگڑی لڑکی سے شاید کوئی ترس ہمدردی کر لیں پر محبت وہ ناممکن سی بات ہے۔ ارسلہ خود کا مزاق اُڑاتی بولی۔

محبت جو ہوتی ہے نہ وہ بہت بڑی چیز ہے جو محبوب کے عیب تک چھپا دیتی ہے محبت میں محبوب جیسا بھی ہو سر آنکھوں پہ ہوتا ہے انسان سب ایک جیسے ہوتے ہیں بس جو جس کے لیے محبت کا جذبہ رکھتا ہے اُس انسان کے لیے پھر وہ سب سے زیادہ خاص ہو جاتا ہے چاہے پھر وہ عام شکل وصورت کا مالک کیوں نہ ہو تم تو پھر بھی پریوں جیسا حُسن رکھتی ہو۔ سادیہ بی نے اُس کی بات پہ مسکرا کر کہا

لنگڑی پری۔ ارسلہ طنزیہ کہتی باہر کی طرف جانے لگی سادیہ بی گہری سانس لیکر رہ گئ۔

مہتاب بات کرنی ہے تم سے۔ سادیہ بی نے مہتاب خان سے کہا

ضروری ہے تو کریں ورنہ بعد میں میری اہم میٹنگ ہے آج۔ مہتاب خان نے عجلت بھرے لہجے میں کہا

ارسلہ کے مطلق بات ہے۔ سادیہ بی نے کہا

کتنی دفع کہا ہے آپ سے اُس منحوس کا نام مت لیا کریں آپ۔ مہتاب خان کا موڈ بُری طرح خراب ہوا تھا۔

اُنیس سال سے وہ معصوم بچی بے بلاوجہ تمہاری نفرت برداشت کر رہی ہے نہ وہ اپنی مرضی سے پیدا ہوئی ہے نہ اُس کی وجہ سے سلما اس دنیا سے چلی گئی یہ اللہ کے فیصلے ہیں تم کیوں اس بچی کو باپ کی شفقت سے محروم کر رہے ہو رحم نہیں آتا تمہیں۔ سادیہ بی نے تاسف سے ان کو دیکھ کر کہا

اور کیا کروں میں ہر ضرورت کا خیال رکھتا ہوں اچھے اسکول میں داخلا کروایا اب اچھے کالج میں ایڈمیشن کروایا ہے اور کیا کروں میں۔ مہتاب خان کوفت سے بولے

اُس کو ان عارضی چیزوں کی ضرورت نہیں تمہارے پیار کی ضرورت ہے جو تم بس نازش کو دیتے ہو یہ بھی خیال نہیں کرتے کے اُس معصوم پہ کیا گزرتی ہو گی اپنی ذات کو بے مول ہوتا دیکھ کر۔ سادیہ بی نے ہمیشہ کی طرف اُن سمجھانا چاہا

نازو اور اُس کا کوئی مقابلہ نہیں مجھے دفتر کے لیے دیر ہو رہی ہے خُدا حافظ۔ مہتاب خان ان کی بات کا اثر لیے بنا بولے۔

جس طرف ارسلہ کے ساتھ تم کر رہے ہو نہ سلما کی روح بھی تڑپتی ہو گی۔ سادیہ بی نے پیچھے سے کہا جس کو وہ نظر انداز کر گئے۔

کیا ہوا انکل؟ گاڑی کے اچانک رکنے پہ ارسلہ نے گھبرا کر پوچھا۔

گاڑی میں کوئی مسئلا ہو گیا ہے شاید آپ ڈرو نہیں میں چیک کرتا ہوں۔ ڈرائیور نرم سے کہتا گاڑی سے باہر نکل گیا ارسلہ گھبرا کر آیۃ الکرسی پڑھنے لگی۔

ارسلہ بیٹا انجن گرم ہو گیا ہے میں پاس میں کہی پانی تلاش کر کے آتا ہوں۔ ڈرائیور کی بات پہ اُس نے سہمی نظروں سے ان کو دیکھا

میں اکیلی کیسے۔ ارسلہ نے ڈرتے ہوئے کہا

ڈرو نہیں بہادر بنو بیٹا میں پانچ منٹ سے پہلے آ جاؤں گا۔ ڈرائیور نے نرمی سے کہا تو اُس نے سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

ایکسکیوزمی کین آے ہیلپ یو؟دس منٹ گزر جانے کے بعد جب ڈرائیور نہیں آیا تو ارسلہ گھبرا کر گاڑی سے باہر آئی وہ آس پاس سنسان سڑک کو دیکھ رہی تھی جب پاس کسی مرد کی آواز سن کر اُس کا دل اُچھل کر حلق میں آگیا۔

ڈرو نہیں پریٹی گرل میں جسٹ ہیلپ کا پوچھ رہا ہوں۔مراد نے نرمی سے کالج یونیفارم میں ملبوس ارسلہ سے کہا جو خود کو بلیک چادر میں چھپائے چھوٹی بچی لگ رہی تھی۔

آآپ ج جائے۔ارسلہ نے ڈر کر کہا

ڈرو نہیں میری بھی ایک بہن ہے تمہاری عمر کی ہو گی پر وہ تیز ہے سو گھبرانا چھوڑ کر اپنا مسئلا بیان کرو۔مراد نے شرارت سے کہا

ڈراڈرائیوران انک انکل نے دی دیر کر دی پانی ل لینے گئے ت تھے ان انجن گ گرم ہو ہو گیات تھا تو۔ارسلہ نے اٹک اٹک کر کہا

اچھا پہلے تو خود کو ر لیکس کرو میں بہت شریف بندہ ہو دوسرا یہ کے تم گاڑی میں بیٹھو میں چیک کر آتا ہوں میری گاڑی بھی پاس اگر کہو تو میں ڈراپ کر دوں۔مراد نے اُس کو پر سکون کرنے کی خاطر کہا جس پہ ارسلہ نے جھٹ سے اپنا سر نفی میں ہلایا۔

آپ کون؟ڈرائیور نے مراد کو دیکھا تو سوال کیا ان کو دیکھ کر ارسلہ کار کا سانس بحال ہوا۔

میں مراد علی خان اِن کو پریشان دیکھا تو کہا آپ کو بیچ سڑک پہ بچی کو اکیلا چھوڑ کر نہیں جانا چاہیے تھا۔مراد نے سنجیدگی سے اپنا تعارف کروانے کے بعد کہا

گاڑی خراب ہو گیا تھا پانی تھا نہیں تو جانا پڑ گیا۔ڈرائیور شرمندہ ہوتا بولا۔

اور تم پریٹی گرل گھبرانا چھوڑ دو خود کو پُر اعتماد بناؤ یہ دنیا ڈرنے والے کو مزید ڈراتی ہے اِس لیے خود کو بہادر بناؤ۔مراد اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا تو ارسلہ کا سر خود بخود اثبات میں ملا اُس کو نہیں آیا چند دو تین لوگوں کے علاوہ کس نے اُس سے اتنے مان اور شفقت سے بات کی تھی۔

ویسے میری کوئی خراب اٹینشن نہیں تھی اگر پانچ چھ سال آپ پہلے دُنیا میں آتی تو سوچا جا سکتا تھا۔مراد نے آنکھ ونک کرتے کہا تو ارسلہ ناچاہتے ہوئے بھی ہنس پڑی اُس کو ہنستا دیکھ کر مراد نے زِیر لب ماشااللہ کہا تھا۔

مُسکراتی رہا کریں۔مراد کی بات پہ ارسلہ نے عجیب نظروں سے اُس کو دیکھا جو کبھی آپ کہہ رہا تھا تو کبھی تم۔

میرا نام تو جان کیا اپنا نام بھی بتا دو ڈرائیور تو مصروف تب تک گپیں لگاتے ہیں۔ مراد نے مزے سے کہا

ارسلہ مہتاب۔ارسلہ نے اپنا نام بتایا۔

نائیس نیم۔ مراد نے کہا

بیٹا گاڑی میں بیٹھو کالج کے لیے لیٹ ہو گیا ہے پہلے ہی۔ڈرائیور کام سے فارغ ہوتا بولا۔

اچھا قسمت نے چاہا تو پھر ملیں گے۔ مراد سائیڈ پہ کھڑا ہوتا بولا جس پہ ارسلہ نے مسکرا کر سر ہلایا ان کی گاڑی کے جاتے ہی مراد اپنی گاڑی کی طرف آیا۔

❤❤❤❤❤

عالم یہ سوال تو حل کرنا۔ہاد نے کتاب عالمگیر کی طرف بڑھا کر کہا

دن بدن نالائق ہوتے جا رہے ہو۔عالمگیر نے گھورتے ہوئے کہا

زیادہ میرے ابا مت بنو۔ہاد نے ڈبل گھوری سے نواز کر کہا

گائیز کیوں نہ ہم ایک ساتھ لنچ کا پروگرام کریں بہت ٹائم سے پارٹی کا مزہ بھی نہیں لیا۔انمول نے سب کو اپنی طرف متوجہ کرتے کہا

ڈیٹس بیسٹ آئیڈیا۔نازش تھمب کا اِشارہ دیتی بولی۔

آئیڈیا تو اچھا ہے پر ابھی ٹیسٹ ہیں اور وقت کم تو یہ سب ہم فلحال پینڈنگ پہ کرتے ہیں بعد میں فریش مائینڈ کے ساتھ یہ سب انجوائے کریں گے۔ محب نے اپنی رائے دیتے کہا

ہاں یہ بہتر رہے گا۔ہاد نے کہا تو نازش کا منہ اُتر گیا۔

سیڈ کیوں ہوتی ہو کل تو ہم ساتھ تھے نہ ویسے بھی ایک دو ہفتوں کی بات ہے۔ہاد نازش کو خاموش دیکھ کر اُس کا ہاتھ تھام کر بولا

اوکے نہیں ہوتی سیڈ۔نازش مسکرا کر اُس کے کندھے پہ سر رکھتی بولی عالمگیر نے نفی میں سر ہلا کر اُن کی اتنی بے تکلفی دیکھی تھی۔

تم دونوں کا شادی کا پلان کب ہے۔انمول نے ہاد اور نازش سے کہا

میری پڑھائی ہو جائے پھر اُس کے بعد ہم سوئیزلینڈ جائے گے ہنی مون پہ۔نازش نے مزے سے بتایا۔

واہ۔انمول ایمپریس ہوتی بولی۔

تمہاری کیا رائے ہے؟محب نے ہاد سے پوچھا

وہی جو فیوچر میں بیگم کہے گی۔ہاد ہاتھ کھڑے کرتے بولا تو سب ہنس پڑے سوائے عالمگیر کے۔

تمہاری اِس حرکت پہ میں کتنا شرمندہ ہوا ہوں اُس کا اندازہ ہے تمہیں۔ڈی آے جی احسان غفار سخت لہجے میں زرنور سے بولے جو ببل چبا رہی تھی۔

ڈیڈ مجھے بلاوجہ کی پابندیاں نہیں پسند دوسرا آپ نے اپنے دوست کے گھر مجھے چھوڑ دیا اتنا سخت بے زار ہوئی میں کیا بتاؤں وہ لوگ تو مجھے باہر لان میں جانے بھی نہیں دے رہے تھے۔زرنور شرمندہ ہوئے بنا بولی

ایسا میں نے کہا تھا یہ پابندیاں بلاوجہ نہیں بلکہ تمہاری حفاظت کے لیے ہیں واے یو ڈونٹ انڈر سٹینڈ۔احسان صاحب نے تھک ہار کر کہا

ڈیڈ میرے پیارے ڈیڈ زندگی اور موت گوڈ کے ہاتھ میں ہیں یہ لوگ صرف آپ کو ڈرا سکتے ہیں کر کچھ نہیں کر سکتے بکاز گوڈ جب تک نا چاہے کچھ نہیں ہو سکتا۔زرنور اُن کے سینے پہ سر رکھتی لاڈ سے بولی

میری جان میرا تمہارے سوا کون ہے تم بھی ایسے لاپرواہ رہو گی تو میں کیا کروں مجھے ہر وقت تمہاری طرف سے ڈر لگا رہتا ہے احسان صاحب اب نرمی سے بولے

کچھ نہیں ہوتا آپ کی بیٹی زرنور بہت بریو ہے اِس لیے بے فکر رہے۔زرنور سے مزے سے کہا

❤❤❤❤❤

کن سوچوں میں ہو؟ماریہ نے طوبیٰ کے سامنے ہاتھ لہرا کر کہا

سوچو میں تو نہیں میں۔ طوبیٰ نے کہا

اچھا جی تو بیٹھے بیٹھے آپ گم کیوں ہو جاتی ہیں اگر کوئی خیالوں میں آتا ہے تو

بتادے۔ماریہ نے شرارت سے کہا

ایسا کچھ نہیں فضول مت بولا کرو تم۔ طوبیٰ نے انکار کرتے کہا

سنا ہے ڈیڈ تمہارے لیے رشتہ تلاش کر رہے ہیں۔ماریہ نے رازدانہ انداز میں کہا

تمہیں کس نے کہا۔ طوبیٰ بے چین ہوتی بولی

امی سے بات کرتے وقت میں نے سن لیا۔ماریہ نے جواب دیا

ڈیڈ کو پتا نہیں کیا ہو گیا ہے۔ طوبیٰ بے زاری سے بول کر اپنی ماں کے کمرے میں آئی۔

کیا بات ہے؟ نازیہ بیگم نے اُس کا اندازہ نوٹ کرتے کہا

یہ ڈیڈ ایسا کیوں کر رہے ہیں؟ طوبیٰ نے پوچھا

کیونکہ وہ اب تمہارا بھلا چاہتے ہیں۔ نازیہ بیگم نے کہا

میں کسی اور کے نکاح میں ہوں۔ طوبیٰ نے جیسے اُن کو یاد کروایا

اُس نکاح کی تمہارے باپ کی نزدیک کوئی اہمیت نہیں خُلا کا نے نوٹس بھیجنے کا سوچ بیٹھے

ہیں۔ نازیہ بیگم نے اُس کے سر پہ بم گرایا

امی مجھے نہیں چاہیے خلا۔ طوبیٰ نم آنکھوں سے بولی۔

تمہارے چاہنے سے کیا ہو گا جب کی تمہارا باپ کچھ اور سوچ کر بیٹھا ہے۔نازیہ بیگم نے کہا

آپ کچھ کریں نہ۔طوبیٰ کی آنکھوں سے آنسو گر کر اُس نے سرخ نازک گال بھیگا گئے۔

میں کیا کر سکتی ہوں سوائے تمہاری بہتری کے لیے دعا کرنے کے علاوہ تمہارے باپ نے مجھے کبھی ایسا کوئی حق نہیں دیا جو میں کچھ بولوں۔نازیہ بیگم اُس کے آنسو صاف کرتی بولی۔

بڑوں کی لڑائی میں نقصان بچوں کا کیوں ہوتا ہے؟طوبیٰ نے ایک ایسا سوال کیا جن کا جواب ان کے پاس موجود نہیں تھا۔

مانو کو دیکھا ہے آپ نے کہی۔ارسلہ نے فون پہ بات کرتی نازش سے پوچھا جس کے تاثرات اُس کو دیکھ کر سخت ہوئے ہیں

مجھے کیا کوئی اور کام نہیں جو تمہاری بلی کو دیکھتی رہوں۔نازش فون بند کرتی بولی

میرا وہ مطلب نہیں تھا۔ارسلہ بلاوجہ شرمندہ ہوتی بولی۔

دفع ہو جاؤ یہاں سے اپنا منحوس چہرہ لیکر میرے سامنے نہ آیا کرو۔نازش اُس کو غصے سے سناتی بولی اُس کے اِس طرح تیز آواز بولنے پہ ارسلہ کا وجود خود سے کانپ اُٹھا تھا اِس لیے وہ اپنے آنسو ضبط کرتی اندر کی طرف جانے لگی۔

منحوس لنگڑی۔ بازش نے حقارت سے اُس کو جاتا دیکھ کر بولی۔

اللہ کی بنائی ہوئی چیز ہو یا انسان اُن کا مذاق نہیں اُڑایا کرو اللہ سخت خفا ہوتا ہے وہ ہر چیز پہ اختیار رکھتا کب کیا کر جائے ہم انسان نہیں جانتے اِس لیے کسی کی دل آزاری کرنے سے ڈرو۔ سادیہ بی نے نرمی سے کہا

آپ یہ باشن مجھے نہ دیا کریں۔ نازش نے تنگ ہوتے کہا

اللہ نرمی سے پیش آنے کا حکم دیتا ہے وہ تو پھر بھی چھوٹی بہن ہے تمہاری تمہارا رویہ اُس کا دل چھلنی کرتا ہے اگر اُس کے دل سے آہ نکل گئی تو کہی کی نہیں رہو گی تم اللہ اپنے معصوم بندوں سے ناانصافی نہیں کرتا۔ سادیہ بی نے بُرا مانے بغیر کہا

آپ مجھے ڈرانا چاہتی ہے تو ایسا کچھ نہیں ہو گا میں نازش مہتاب ہو اُس منحوس کو دیکھ کر میرا خون کھولتا ہے۔ نازش نے حقارت سے اُس کا ذکر کرتے کہا

منحوس نام نہیں اُس کا ارسلہ نام ہے۔ سادیہ بی کے کہا

آپ اُس کی حمایتی مت بنا کریں۔ نازش نے کہا

میں کیوں نہ بنو جب اُس کے اپنے آنکھیں ماتھے پہ رکھیں گے تو کوئی تو اُس کا سہارہ بنے گا کوئی تو اُس کا حوصلہ دے گا نہ۔ سادیہ بی نے تاسف سے اُس کا انداز دیکھا تھا۔

ایک پل جو یہاں سکون ہو۔نازش بے زاری سے کہتی اُٹھ گئی جب کی سادیہ بی نے ارسلہ کے پاس جانے کا سوچا جانتی تھی وہ اپنے کمرے میں رونے کا شغل فرما رہی ہو گی۔

تم یہاں کسی ہو گولڈن گرل۔عالمگیر ریسٹورنٹ آیا تو سامنے ٹیبل پہ زرنور کو دیکھا تو ساتھ ہی بیٹھ گیا۔

تم میرا پیچھا کر رہے ہو؟زرنور نے گھور کر کہا

تم لڑکیوں کو یہ خوشفہمی کیوں ہوتی ہے کے ہر ہینڈسم ان کے پیچھے پڑا ہوا ہے۔عالمگیر نے منہ بنا کر کہا

ہینڈسم اور وہ بھی تم نائیس جوک۔زرنور اتنا کہتی زور سے ہنسنے لگی عالمگیر مبہوت سا اُس کو بس دیکھتا رہا۔

ایسے گھورو مت۔زرنور کو خود پہ عالمگیر کی پر تپش نظریں محسوس ہوئی تو کہا

کچھ کچھ ہو رہا ہے کیا؟عالمگیر نے اُس کا جائزہ لیتے ہوئے کہا جو پیچ کلر کی شارٹ شرٹ اور ٹراؤزر میں کُھلے بالوں کے ساتھ بے حد پیاری لگ رہی تھی۔

میرے پاس کیوں بیٹھے ہو؟زرنور اُس کا سوال نظر انداز کرتی بولی

دل نے کہا تو بیٹھ گیا تم بھی یہاں اکیلی تھی میں بھی تو سوچا کیوں نہ ایک دوسرے کو کمپنی دے۔عالمگیر نے کہا

مجھے نہیں ضروری تمہاری کمپنی کی۔زرنور نے نخوت سے کہا

پر مجھے تو تھی نہ۔عالمگیر آرام سے کہتا اُس کے ہاتھ سے جوس کا گلاس لیا۔

یہ میرا ہے۔زرنور نے فورن سے کہا

دیکھنے میں تو امیر لگ رہی ہو پر مظاہرہ بہت کنجوسی کا کر رہی ہو۔عالمگیر نے افسوس کرتے کہا جس پہ زرنور نے دانت پیسے۔

ویسے گولڈن گرل تمہارا نام کیا ہے۔عالمگیر نے پھر سے کہا اُس کو زرنور کا غصے سے بھرا چہرہ بے حد پسند وں آرہا تھا۔

مجھے آرام سے لنچ کرنے دو۔زرنور نے تنک نظروں سے اُس کو دیکھا۔

نام بتانے میں کیا حرج ہے۔عالمگیر نے کہا

ڈی آے جی احسان غفار کی بیٹی ہو اِس لیے میرے سے فری ہونے کی کوشش مت کرو۔زرنور نے دھمکی دیتے ہوئے کہا

جیل کرواؤں گی کیا؟عالمگیر ڈرنے کی اداکاری کرتے بولا

کر تو سکتی ہو۔زرنور نے شانِ بے نیازی سے کہا

اچھا پر نام ضرور بتا دینا۔عالمگیر نے مسکراہٹ ضبط کرتے کہا تو زرنور کا دل کیا اپنا سر دیوار پہ دے مارے۔

ہیپی برتھ ٹو می

ہیپی برتھ ڈے ٹو می۔

بہتے آنسوؤ کے ساتھ آج وہ پھر اپنی سالگرہ کا دن اکیلے سیلیبریٹ کر رہی تھی آج اُس کی اُنیسویں سالگرہ تھی اور ہمیشہ کی طرح نہ اُس کے باپ کو یاد تھا اور نہ بہن کو اگر نازش کی سالگرہ ہوتی تو اُس کا باپ گرینڈ پارٹی ارگنائیز کرتا پر جب اُس کی سالگرہ آتی تو وش کرنا گوارہ نہیں کرتا کوئی ارسلہ نے موم بتی بجھائی اور نائف پکڑ کر بیچوں بیچ کیک کو کاٹا جہاں ہیپی برتھ ڈے منحوس لکھا ہوا تھا بچپن سے لیکر اپنے لیے یہی نام تو سنتی آئی تھی۔

جنم دن مبارک ہو۔ صبح ارسلہ باہر آئی تو سادیہ بی نے ایک پیکٹ بڑھا کر کہا جس پہ ارسلہ نے ناشتہ کرتے مہتاب خان اور نازش کو دیکھا۔

بے حس لوگوں سے اُمیدیں وابستہ نہیں کرتے کیونکہ سوائے تکلیفوں کے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔ سادیہ بی نے اونچی آواز میں کہا جس پہ نازش نے اچٹتی نظر ان دونوں پہ ڈالی جب کی مہتاب خان اپنا کورٹ ہاتھ میں لیتے آفس کے لیے نکل گئے۔

تمہاری لیے خوشی کا دن ہے پر ہمارے لیے نہیں تمہاری وجہ سے میں نے اپنی ماں اور ڈیڈ نے اپنی جان سے پیاری بیوی کھوئی ہے۔ نازش نفرت آمیز لہجے میں کہتی یونی کے لیے نکل گئ

کیا واقع میں منحوس ہوں؟ ارسلہ نے سادیہ بی سے پوچھا

اُن کی سوچ خراب ہے ان کا کہا دل پہ لینا چھوڑ دو سب ٹھیک ہو جائے گا پھر۔ سادیہ بی نے کہا

کاش جتنا کہنا آسان ہے کرنا بھی اُتنا آسان ہوتا۔ ارسلہ نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

ارسلہ جی آپ کا فون بج رہا تھا۔ ملازمہ نے اُس فون دیتے کہا

شہریار کی کال ہے میں بات کر کے آتی ہوں۔ ارسلہ نے اسکرین پہ شہریار نام دیکھا تو مسکرا کر کہتی کمرے میں چلی گئ۔

❤❤❤

بھائی صاحب سے کہے عقل کے ناخن لیں۔ زرغونہ بیگم نے پیپرز دیکھ کر سخت لہجے میں امتیاز صاحب سے کہا۔

میں کیا کہوں اُن سے اپنی بات پہ قائم ہے میری تو سن نہیں رہے۔امتیاز صاحب نے مایوسی سے کہا

اُن کی بات پتھر پہ لکیر نہیں میں اپنے بچے کی زندگی برباد نہیں ہونے دوں گی اُن کو اپنی اولاد کی خوشیاں عزیز نہیں پر مجھے ہے۔زرغونہ بیگم کا پارہ ہائے ہوا تھا۔

موم آپ کیوں اپنا ٹیمپریچر لوز کر رہی ہیں۔ہادزرغونہ بیگم کو اپنے ساتھ لگاتا بولا۔

تو اور کیا کروں میں دیکھو کیا بھیجا ہے انہوں نے اپنوں میں کوئی ایسا کرتا ہے۔زرغونہ بیگم نے کاغذ اُس کی طرف بڑھا کر کہا ہاد نے خاموش تماشائی بنے ارمغان کو دیکھا وہ اتنا تو سمجھ گیا تھا یہ خاموشی کسی اچھی بات کا پیش خیما نہیں بلکہ طوفان کے آنے سے پہلے والی خاموشی ہے۔

ارمغان تمہاری کیا رائے ہے؟ہاد نے اپنے سے دو سال بھائی سے پوچھا

اِس کی کیا رائے ہو گی غیرت کا معاملہ ہے بچپن میں اِن کا نکاح باہم دونوں خاندانوں کی رضامندی سے طے ہوا تھا پھر ہم نے نکاح کیا اب بھائی صاحب کو جانے کس کیڑے نے کاٹا ہے جو طلاق کا مطالبہ کر رہے ہیں۔زرغونہ بیگم نے غصے سے کہا۔

موم آپ پریشان نہ ہو میں ارمغان امتیاز ہوں اپنا حق لینا جانتا ہوں چچا جان بھول گئے ہیں اُن کی بیٹی پہ اب اُن کا نہیں میرا حق ہے آپ بس رخصتی کی تیاریاں کریں باقی میں سب سنبھال لوں گا۔ارمغان سنجیدگی سے کہتا باہر نکل گیا۔

کچھ غلط نہ کر دے۔زرغونہ بیگم پریشان سی بولی۔

کچھ غلط نہیں ہو گا بیگم آپ ریلیکس رہیے اب۔امتیاز صاحب نے کہا جب کی سارا معاملہ سوٹ آؤٹ دیکھ کر ہاد بھی یونی کے لیے نکل پڑا

تمہارا دن ہے آج بتاؤ کیا چاہیے مجھ سے۔زرنور نے سخاوت کا مظاہرہ کرتے ارسلہ سے کہا زرنور ارسلہ کی واحد دوست تھی جس نے کبھی اُس کا مذاق نہیں اُڑایا تھا اور نہ کبھی ساتھ چھوڑا تھا۔

بس یہی کے ہماری دوستی کبھی ختم نہ ہو۔ارسلہ نے کہا

وہ تو رہے گی میں کیوں بھلا اتنی پیاری دوست سے الگ ہونے لگی۔زرنور محبت سے اُس کا گال چومتی بولی۔

تم بہت اچھی ہو۔ارسلہ اس کے گلے لگ کر بولی

جس کے پاس تمہاری طرح مخلص دوست ہو گی اُس انسان کو اچھا تو ہونا ہی ہے۔زرنور نے مسکرا کر اُس کو اپنے ساتھ لگا کر کہا۔

طوبیٰ مارکیٹ جانے کے لیے گھر سے نکلی تھی اُس کی گاڑی ابھی گھر سے کچھ فاصلے پہ دور ہوئی تھی جب سامنے بلیک گاڑی نے اُس کے سامنے کھڑی ہوئی طوبیٰ نے دیکھا تو فورن گاڑی سے اُتری آس پاس دیکھا تو کوئی نہیں تھا

گاڑی سے ارمغان کو نکلتا دیکھا تو اُس کا چہرہ سفید ہونے لگا ارمغان اُس کے پاس آتا جارحانہ انداز میں اُس کی کلائی پکڑی۔

آآآہ

یہ کیا کر رہے ہیں پلیز لیو۔ طوبیٰ تکلیف ضبط کرتی بولی

ریئلی۔ارمغان نے تمسخرانہ نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا جس پہ طوبیٰ نے شکوہ کرتی نظروں سے دیکھا۔

بڑا شوق ہے مجھ سے الگ ہونے کا۔ارمغان اُس کو کمر سے پکڑ کر قریب کیے بولا طوبیٰ نے سر کو نفی میں جنبش دی۔

چچا جان سے علیحدگی کی بات تم نے کی ہے۔ارمغان نے تنے ہوئے تاثرات سے پوچھا کونسی لڑکیاں ہوتی ہیں جو اپنی طلاق کی بات کرے گی ارمغان آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے میں ہرگز ایسا نہیں چاہتی۔ طوبیٰ نم آنکھوں سے اُس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر بولی۔

چاہنے کا سوچا بھی تو جان سے مار ڈالوں گا۔ارمغان اُس کی پشت گاڑی سے لگاتا تیز آواز میں بولا طوبیٰ کا گلا خشک ہوا تھا ارمغان کا انداز دیکھ کر۔

آپ مجھے ہرٹ کر رہے ہیں۔طوبیٰ سے رہا نہیں گیا تو کہا

خُلع کا نوٹس کیوں آیا تھا ہمارے گھر؟ارمغان اُس کی بات نظر انداز کرتا بولا طوبیٰ بنا کچھ کہے نظریں جھکا گئ۔

میری طرف دیکھو۔ارمغان اُس کی ٹھوری سے پکڑ کر چہرہ اُپر کیے بولا۔

کہی اور شادی کروانا چاہتے ہیں میری۔طوبیٰ نے کسی مجرم کی طرح بتایا ارمغان کی رگیں تن گئ تھی اُس کی بات سن کر۔

میری ہو تم صرف میری میرے نکاح میں ہو کسی غیر کا خیال دماغ میں لائی بھی تو اچھا نہیں ہو گا۔ارمغان باور کروانے انداز میں بولا

آپ کو مجھ پہ اعتبار نہیں؟طوبیٰ نے ایک امید سے پوچھا۔۔

نہیں۔ارمغان سفاکی سے کہتا اُس سے دور ہوتا واپس اپنی گاڑی کی جانب بڑھا جب کی اُس کے جواب پہ طوبیٰ کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا

❤❤❤❤❤❤

عالم میں آج تمہارے ساتھ چلوں گا۔ہادنے عالمگیر کو مخاطب کرتے کہا

آج تو ہمارا لونگ ڈرئیو کا موڈ تھا۔نازش نے جیسے اُس کو یاد کروایا۔

میرے سر میں کچھ درد ہے لونگ ڈرائیو پہ پھر کبھی چلیں گے۔ہاد نے مسکرا کر کہا

اوکے۔نازش نے بجھے دل کے ساتھ کہا۔

خیریت تو ہے نہ ویسے۔عالمگیر نے پوچھا

ہاں خیریت ہے بس ایسے ہی سوچا آج تمہارے ساتھ چلوں۔ہاد نے کہا

مراد کے پاس سے چکر لگا آئے گے بہت دنوں سے تمہارا پوچھ رہا تھا۔عالمگیر نے کہا

اوکے جیسا تم کہو۔ہاد نے کندھے اُچکا کر کہا

میں ہمارے آنے کا اُس کو بتا دیتا ہوں۔عالمگیر جیب سے موبائل نکالتا بولا جب کی ہاد

فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گیا۔

تمہاری گاڑی کا کیا ہو گا؟عالمگیر نے پوچھا

ڈرائیور لیں جائے گا گھر۔ہاد نے سیٹ سے ٹیک لگا کر بولا

مجھے اپسیٹ لگ رہے ہو تم۔عالمگیر نے اُس کا چہرہ دیکھ کر کہا

اپسیٹ نہیں ہوں۔ہاد نے سنجیدگی سے کہا

پھر کیا بات ہے؟عالمگیر نے جاننا چاہا

چچا جان ارمغان اور بھابھی طوبیٰ کی علیحدگی چاہتے ہیں صبح خُلا کا نوٹس آیا تھا اُن کی

طرف سے گھر میں سب پریشان سا ماحول بنا ہے۔ہاد نے سب بتایا

پریشانی سے بھاگنا نہیں چاہیے۔عالمگیر نے کہا

میں بھاگنے والوں میں سے نہیں گھر میں میرا دماغ کام نہیں کرے گا گھر سے دور رہوں گا تو سوچ پاؤں گا چچا جان کو کیسے لائن پہ لانا ہے۔ہادنے اُس کی طرف چہرہ موڑ کر کہا

چچا کو لائن پہ لانے کا کام تو ارمغان کر لیں گا جانے کیا ہو گیا ہے انکل کو جو اِس طرح کر رہے ہیں۔عالمگیر نے کہا تو ہادنے کندھے اُچکا دیئے۔

❤❤❤❤❤

تم کب آرہے ہو پاکستان؟ارسلہ نے شہریار سے پوچھا

ابھی تو مصروفیت ہے پر انشااللہ جلد آجاؤں گا۔شہریار نے مسکرا کر کہا

تم جلدی آنے کی کرو نہ۔ارسلہ نے اُداس ہو کر کہا

میں جانتا ہوں تم یاد کر رہی ہو میں بھی کر رہا ہوں پر کیا کروں مجبور ہو۔شہریار نے ویڈیو کال پہ اُس کا اُداس چہرہ دیکھا تو کہا

اتنا وقت لگ سکتا ہے تمہیں؟ارسلہ نے دوسرا سوال کیا

چھ سے سات ماہ۔شہریار نے بتایا تو اُس کی اُداسی مزید گہری ہوئی۔

فکر نہیں کرو اِس بار آؤں گا تو لمبے عرصہ کے لیے آؤں گا پھر خوب انجوائے کرے گے۔شہریار نے اُس کا موڈ فریش کرنے کی خاطر کہا جس پہ اُس نے اپنے سر کو جنبش دیتے کال کٹ کی۔

مانو بس تم ہی ہو میری پکی سہیلی۔ارسلہ نے پیروں کے پاس سے مانو کو اُٹھا کر کہا

شہری سے دور رہا کرو۔نازش کی اچانک آواز پہ اُس نے حیرت سے اس کو دیکھا

کیا مطلب آپ کا؟ارسلہ کو عجیب لگا

مطلب صاف ہے زیادتی بچی مت بنو۔نازش نے طنزیہ کیا۔

شہریار کزن ہونے کا ساتھ ساتھ دوست ہے میرا۔ارسلہ نے بتایا۔

وہ میری ماں کا بھانجا ہے بس اِس لیے اُس سے اپنا منحوس سایہ دور رکھا کرو۔نازش

غصے سے کہتی واک آؤٹ ہو گئی جب کی ایک بار پھر وہ ارسلہ کے وجود کو چھلنی کر گئ

تھی اپنی زہریلی باتوں سے۔

❤❤❤❤

اسلام علیکم!!چچا جان عرف سسر جی۔ارمغان فیاض صاحب کے کیبن کا ڈور اوپن

کرتا اندر داخل ہوتا بولا۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو اندر آنے کیسے دیا تمہیں۔فیاض صاحب نے غصے سے کہا

رلیکس اتنا غصہ صحت کے لیے اچھا نہیں۔ارمغان کیبن کا ڈور لاک کرتا بولا۔

تم دفع ہو جاؤ یہاں سے۔فیاض صاحب نے دھاڑ کر کہا

مجھے کوئی شوق بھی نہیں آپ سے ملنے یا بات کرنے کا میں بس یہ بتانے آیا تھا کے خُلہ

کے کاغذات بھیج کر آپ نے اچھا نہیں کیا۔ارمغان سنجیدگی سے بولا

تم کل پیدا ہوئے بچے مجھے بتاؤ گے کیا اچھا ہے اور کیا بُرا۔فیاض صاحب کا میٹر گھوم گیا اُس کی بات پہ۔

اگر بڑے حماقت کرے گے تو مجبوراً بچوں کو ہی سمجھانا پڑتا ہے۔ارمغان ریلیکس سا کرسی پہ بیٹھ کر بولا

سائن کر دینا میں نے طوبیٰ کا رشتہ اچھی جگہ طے کیا ہے۔فیاض صاحب کی بات پہ اُس نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی۔

منکوحہ ہے میری کس حق سے آپ یہ بات کر رہے ہیں۔ارمغان تیز آواز میں چلایا جس سے ایک پل کے لیے فیاض صاحب بھی ڈر گئے۔

منکوحہ تھی رہے گی نہیں وہ خود تم سے علیحدہ ہونا چاہتی ہے۔فیاض صاحب خود کو کمپوز کرتے بولے

یہ خناس بس آپ کے دماغ میں ہے۔ارمغان طنزیہ بولا

وہ خود تم سے کہے پھر تو پیپر سائن کر لوں گے نہ۔فیاض صاحب نے مکروہ مسکراہٹ سے کہا

وہ ایسا کبھی نہیں کہے گی۔ارمغان یقین سے بولا

اگر کہے تو۔فیاض صاحب نے کہا

تو میں اُس کو آزاد کر دوں گا زبردستی کا قائل میں خود بھی نہیں۔یہ بات ارمغان نے کس دل سے کہی تھی بس وہ جانتا تھا۔

آرام آتا ہے دیدار سے تیرے
مٹ جاتے ہیں سارے غم

ایک بار پھر عالمگیر زرنور کو تنگ کرنے آ پہنچا تھا۔

بہت بُری آواز ہے تمہاری۔زرنور پارک میں کھیلتے بچوں کی تصویریں لیتی افسوس کرتی بولی

آدھی یونی کی لڑکیاں پاگل ہے میری آواز سن کر میں اگر سنگر بنو تو سارے اسٹوڈیو کو ہلا دوں۔عالمگیر کو تو اُس کی بات پہ صدمہ لگ گیا تبھی فورن سے بولا۔

اتنی بے سُری آواز سن کر اسٹوڈیو نے ہل ہی جانا ہے۔زرنور مذاق اُڑانے والے لہجے میں کہتی زور زور سے ہنسنے لگی۔

تمہارا ٹیسٹ بُرا ہے اِس لیے میری خوبصورت آواز پسند نہیں آئی۔عالمگیر بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا۔

اوو۔زرنور بس اتنا بولی

نام آج بتادو۔عالمگیر نے کہا

نام۔سے کیا ہوتا ہے پہچان تو انسان کی اُس کے کام سے ہوتی ہے۔زرنور نے فلسفانہ لہجے میں کہا

نام نہ بتانے کے لیے بات اچھی کی۔عالمگیر نفی میں سر ہلاتا بولا۔

اچھا یہ کیمرہ پکڑو میری تصویریں اِن بچوں کے ساتھ کلک کرو۔زرنور کیمرہ اُس کے ہاتھوں میں پکڑاتی بال ٹھیک کرنے لگی۔

گولڈن گرل تمہیں بچے پسند ہیں یا فوٹو گرافی؟عالمگیر کیمرہ سیٹ کرتا بولا۔

بچے بھی اور فوٹو گرافی بھی۔زرنور نے آرام سے بتایا تو عالمگیر نے سر ہلایا۔

آخر میں ایک میرے ساتھ بھی لینی ہے۔عالمگیر نے آنکھ ونک کرتے کہا تو زرنور گھوری سے نوازتی بچوں کو اپنے پاس بولانے لگی۔

❤❤❤❤❤

طوبیٰ تمہیں ڈیڈ اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں۔ماریہ نے طوبیٰ کے کمرے میں آتے کہا

خیریت۔طوبیٰ اپنا ڈوپٹہ سر پہ لیتی بولی۔

پتا نہیں جا کر دیکھو کیا بات ہے۔ماریہ نے لاعلمی ظاہر کی تو طوبیٰ اللہ کا نام لیتی اپنے کمرے سے نکل کر اپنے والد کے کمرے میں آئی۔

اسلان علیکم !آپ نے بلایا۔طوبیٰ کمرے میں آتی بولی۔

وعلیکم اسلام بیٹھو۔ فیضان صاحب نے کہا تو طوبیٰ پاس پڑے صوفے پہ ٹِک گئ۔

ہم نے تمہارا رشتہ طے کیا ہے۔ فیضان صاحب رعبدار آواز میں بولیں اُس کی بات پہ طوبیٰ کو لگا جیسے اُس کا دل کسی نے مٹھی میں جکڑ لیا ہو۔

ڈیڈ میں کسی کے نکاح میں ہوں۔ طوبیٰ آہستہ آواز میں بولی۔

اِس جھنجھٹ سے پیچھا چھڑوانا چاہتا ہوں میں تم ارمغان سے کہو خُلا کے پیپرز میں سائن کر دے۔ فیضان صاحب نے حکیمہ لہجے میں کہا طوبیٰ نے سر اُٹھا کر پھٹی پھٹی نظروں سے اُن کی جانب دیکھا۔

معذرت کے ساتھ ڈیڈ پر میں ایسا کچھ نہیں کہوں گی۔ طوبیٰ اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی بولی

اپنے باپ کی نافرمانبرداری کرو گی۔ فیضان صاحب غصے سے بھڑک اُٹھے۔

سوری پر میں بچپن سے ارمغان کے نکاح میں ہوں اب کسی اور کے لیے میں اُن سے طلاق کی بات نہیں کروں گی۔ طوبیٰ نے ڈرتے ہوئے کہا

چٹاخ

فیضان صاحب کا بھاری ہاتھ اُس کے نازک گال پہ نشان چھوڑ گیا نازیہ بیگم جو ابھی کمرے میں آئی تھی فورن سے طوبیٰ کو اپنے ساتھ لگایا جو ڈر کے کانپ رہی تھی۔

یہ کیا کر رہے ہیں جوان بیٹی پہ ہاتھ اُٹھانا کہاں کی عقلمندی ہے۔نازیہ بیگم نے افسوس سے کہا

اپنی اِس بیٹی کو سمجھا دو ارمغان سے خلا کی بات کریں ورنہ میں سارے تعلق ختم کر ڈالوں گا۔فیضان صاحب تنفر سے بولے طوبیٰ بنا کچھ کہے کمرے سے نکل گئی نازیہ بیگم نے تاسف بھری نظروں سے اپنے شوہر کو دیکھا۔

❤❤❤❤❤

ارمغان موبائل ہاتھ میں لیے اسکرین پہ نمبر دیکھ رہا تھا دل سے بہت بار آواز آئی کال کر و پر وہ نظر انداز کرتا رہا وہ دیکھنا چاہتا تھا طوبیٰ خود سے کیا فیصلہ لیتی ہے اِس لیے وہ اُس سے ابھی بات نہیں کرنا چاہتا تھا پہلے ہی وہ بہت ڈرا دھمکا چُکا تھا جس کی اُس کو شرمندگی تھی ارمغان گہری سانس بھرتا خود کو ہر چیز سے آزاد کرتا موبائل سائیڈ ٹیبل پہ کرتے سونے کے لیے لیٹ گیا۔

❤❤❤❤❤

تم میرے گھر آؤ ڈیڈ ملنا چاہتے ہیں تم سے۔نازش نے ہاد کو دیکھتے کہا

کب آنا ہے دن بتاؤ ارمغان کا مسئلا حل ہو جائے تو میں بھی تمہارا انٹرڈیوس کرواؤں گا اپنے گھر والوں سے۔ہاد نے مسکرا کر کہا تو نازش کی باچھیں کھل گئی۔

اوکے تو تم اِس اتوار کو آنا ڈیڈ فری ہوتے ہیں۔نازش نے چہک کر کہا۔

ٹھیک انکل سے تو مل چُکا ہوں اِس لیے ان کو اعتراض نہیں پر ہو گا۔ہاد جوس کا سپ لیتا بولا

نہیں وہ اِس لیے تم سے نہیں ملنا چاہتے بہت ٹائم بعد ملے تھے نہ تو اِس لیے دوبارہ ملنا چاہتے ہیں۔نازش اُس کی بات پہ ہنس کر بولی

میں اتوار کو اپنے آنے کا وقت بتا دوں گا۔ہاد نے کہا تو نازش نے سر اثبات میں ہلایا۔

❤❤❤❤

بات ہوئی آپ کی بھائی صاحب سے؟زر غونہ بیگم نے امتیاز صاحب سے پوچھا

فلحال تو نہیں ہوئی سوچ رہا ہوں اُن کے گھر جا کر بات کروں۔امتیاز صاحب نے جواب دیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ٹھیک ہے جو بھی کریں پر جلدی کریں۔زر غونہ بیگم نے کہا

اسلام علیکم!ارمغان لاؤنج میں آتا سلام کرنے لگا پیچھے ہاد تھا جس کا دھیان اپنی فون کی طرف تھا۔

وعلیکم اسلام!دونوں نے ایک ساتھ جواب دیا

موم لنچ تیار ہے مجھے بھوک لگی ہے۔ہاد نے زر غونہ بیگم سے پوچھا

ہاں لگواتی ہوں ٹیبل پہ۔زر غونہ بیگم کھڑی ہوتی بولی

ہاد تمہارا لاسٹ ایئر ہے یونی میں پھر آگے کیا سوچا ہے تم نے؟ امتیاز صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا

فلحال تو کچھ نہیں سوچا ایک دو سال تک کوئی جاب تلاش کروں گا۔ ہاد نے آرام سے بتایا

ایک دو سال ہاتھ کچھ ہلکہ کرو چھبیس سال کے ہو دو سال سے ایک کلاس میں اٹکے ہوئے ہو بجائے اب سنجیدہ ہو کر اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے کے تم مزید وقت ضائع کر رہے ہو۔ امتیاز صاحب اُس کی بات پہ ڈپٹ کر بولے

جاب کیوں تلاش کرو گے تم ہمارا اپنا بزنس تو ہے۔ ارمغان نے بھی اپنا حصہ ڈالا۔

میں اپنے بَل بوتے پہ کچھ کرنا چاہتا ہوں۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا

تم اپنی قابلیت کے جوہر ہماری کمپنی میں بھی دیکھا سکتے ہو۔ امتیاز صاحب نے طنزیہ کیا

وہ تو میں گھر میں دیکھا چُکا ہوں اب دوسروں کو بھی دیکھانا چاہتا ہوں۔ ہاد ان کے طنزیہ پہ دانتوں کی نمائش کرتا بولا ارمغان کی ہنس نکل گئی امتیاز صاحب کا لال بھبھو چہرہ دیکھ کر

❤❤❤❤

رات میں زرنور ہاتھ میں کیمرہ لیے ساری تصویریں دیکھ رہی تھی جو اُس نے پارک میں اُتاری تھی تصویریں دیکھتے دیکھتے عالمگیر کی بھی ایک تصویر سامنے آئی جو اُس نے زبردستی اُس کے ساتھ بنوائی تھی۔

گولڈن گرل تم دروازے سے بھی آسکتی تھی اِتنی مشقت کیوں کی۔

آخر میں ایک میرے ساتھ بھی لینی ہے۔

عالمگیر کی باتیں یاد آئی تو اُس کے ہونٹ مسکراہٹ میں ڈھلے پھر چونک پڑی۔

میں کیوں اُس فلرٹی کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔زرنور نے تعجب سے خود سے کہا۔

شکل سے اچھا ہے بس ورنہ پورا فلرٹی ہے۔زرنور خود سے بڑبڑاتی سونے کی کوشش کرنے لگی پر آنکھیں جیسے ہی بند کی چھن سے عالمگیر کا مسکراتا عکس سامنے آیا جس سے گھبرا کر اُس نے فورن سے اپنی آنکھیں کھول لی۔

❤❤❤❤❤❤

پھر کیا فیصلہ لیا تم نے کب ارمغان سے بات کرو گی۔فیضان صاحب نے ناشتے کی ٹیبل پہ طوبیٰ سے کہا

جان سے ماردیں پر یہ بات نہ کریں۔طوبیٰ نے نم لہجے میں کہا

تم نے سمجھایا نہیں اِس کو۔فیضان صاحب نے کڑے تیوروں سے نازیہ بیگم کو گھور کر کہا

ڈیڈ پلیز آپ سم

خاموش نافرمان اولاد اللہ نے دی دو بیٹیاں بیٹا ہوتا تو کبھی میری بات نہ ٹالتا پر تم دونوں میرے سر پہ بوجھ ہو جس کو مجھے سر پہ اٹھا کر چلنا ہے۔ فیضان صاحب اپنے اندر کی بھڑاس نکال کر چلے گئے پیچھے وہ تینوں ساکت سی ان کے لہجے میں نفرت محسوس کرنے لگی۔

مانگ لیتی طلاق تو ہمیں یہ بیٹی ہونے کا طعنہ نہ ملتا۔ ماریہ ناشتے کی ٹیبل سے اُٹھتی غصے سے بول کر چلی گئی۔

ارمغان سے بات کرو تم فیضان کبھی تمہیں اُس کے ساتھ رخصت نہیں کرے گا۔ نازیہ بیگم کی بات پہ اُس نے شکوہ کرتی نگاہوں سے اُن کی طرف دیکھا۔

❤❤❤❤❤

آج اِتوار تھا ہاد نے آج مہتاب خان سے ملنا تھا نازش بے صبری سے اُس کا انتظار کر رہی تھی ہاد اپنے گھر سے تیار ہو تا نکل گیا تھا بلیک ٹی شرٹ کے ساتھ بلیک جینز پینٹ پہنے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا کالے سیاہ بال ماتھے پہ لاپروائی سے بکھرے ہوئے تھے جو اُس کو مزید دلکش بنا رہے تھے۔

ہاد مہتاب مینشن پہنچا تو نازش کو کال نہیں کی بلکہ خود اندر جا کر اُس کو سرپرائز دینے کا سوچ کر گاڑی سائیڈ پہ کرتا اندر کی طرف بڑھا۔

خاموشی!!!!!!!!!

کیسی ہے یہ؟؟؟؟؟

خاموشی!!!!!!!!!!!!!!

ہادسیدھا سیڑھیوں کی جانب بڑھ گیا تھا وہ یہاں پہلے بھی آچُکا تھا جس سے اُس کو کوئی مشکل پیش نہیں آئی تھی پر جیسے ہی وہ سیڑھیوں کے پہلے زینے پہ اپنا پیر رکھا تو کسی لڑکی کے گانے کی آواز سن کر اُس کے قدم ٹھٹک گئے ہاد اُلٹے پاؤں لیتا آس پاس نظر ڈورانے لگا آواز اُس کو سیڑھیوں کی سائیڈ سے آنے لگی تو اُس کو تجسس نے آگھیرا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ایک عجیب بازار ہے دُنیا

غم ہنستے نے آؤ

مول خوشی کے پاس نہ ہو تو

غم سستے نے آؤ

ہاد بھول چُکا تھا وہ یہاں کیوں اور کس کام سے آیا تھا گانا گانے والے کی آواز اُس کو اِتنی خوبصورت لگی کے وہ چاہ کر بھی اپنے قدم کو روک نہیں پایا اور وہاں جانے لگا جہاں سے اُس کو گانے کی آواز آنے لگی۔

پروں بنا جو دیکھا پنچھی
مجھ کو میری یاد آئی!!!!!!
میں نے کہا اپنا کوئی؟؟؟؟
ایک بھی آواز نہ آئی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہاد پیچھے نظر گھمائی کسی کو نہ دیکھ کر اُس نے سکون کا سانس لیا پر ایک بے چینی سے بھی ہونے لگی اُس کو لگ رہا تھا جیسے جو گانا گا رہی ہے اُس کو کوئی غم ہے وہ اُس کی آواز میں درد محسوس کر پا رہا تھا۔

جن پر مر جھائی بات اپنی
وہ ہونٹ دیکھاؤ کس کو۔۔۔

مجھے لوگ کہیں تمہیں دَرد

کسی کا نام بتاؤں کس کو۔۔۔؟

ہادنے گہری سانس لیکر ادھ بند دروازے کو دیکھا جہاں سے آواز آرہی تھی اُس نے سوچا اندر جاری شاید وہاں نازش ہو پر اُس کو یاد نہ آیا کب نازش نے سنگنگ میں دلچسپی ظاہر کی ہو ہاد کشمکش میں مبتلا وہی کھڑا ہو گیا۔

تیرا نام بتاؤں کس کو۔۔۔؟؟

یہ حال سناؤں کس کو۔۔۔؟؟؟

میں تیرا نام بتاؤں کس کو؟

یہ حال سناؤں کس کو۔۔۔۔۔؟؟

خاموشی!!!!!!!!!

کیسی ہے یہ؟؟؟؟؟

خاموشی!!!!!!!!!!!!!

تیز ہوا کے زور ہو جو

تِنکا ملے وہ کہاں۔۔۔۔۔۔

دن بھر اندر توں جِلتا ہے

دل بھر جلے کہاں۔۔۔

اُمیدوں کا آنا م نہ لینا

اور نہ کروں دعا۔۔۔۔۔۔۔

کریں دعا۔۔۔۔۔۔

آنسو کی قسمت میں تھے ہم

آنسو آنِ ملا۔۔۔۔۔۔۔۔

جو دیکھا ہے وہ ہر اِک دل میں

وہ کھوٹ دیکھاؤں کس کو

مجھے لوگ کہیں تمہیں دَرد

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کسی کا نام بتاؤں کس کو۔۔۔؟

میں تیرا نام بتاؤں کس کو؟
یہ حال سناؤں کس کو۔۔۔۔۔؟؟

میں تیرا نام بتاؤں کس کو؟
یہ حال سناؤں کس کو۔۔۔۔۔؟؟

NEW ERA MAGAZINE .com

گانے کی آواز اب بند ہو گئی تھی پر ہاد دروازے سے ٹیک لگاتا ابھی بھی اُس آواز کے زِیر اثر تھا ہوش تو تب آیا جب اپنے بازوں پہ کسی کا لمس محسوس ہوا۔

نازش۔۔ہاد سیدھا ہوتا مسکرا کر اُس کا نام لیا

تم کب آئے اور یہاں کیا کر رہے ہو؟ نازش نے ہاد سے سوال کر کے ایک تیکھی نظر بند دروازے پہ ڈالی۔

وہ اصل میں آتو میں تمہارے پاس رہا تھا پر اِس کمرے سے کسی کی مسمرائزنگ آواز سن کر مجھے یاد نہ رہا اور یہاں آگیا۔ہاد نے صاف گوئی سے کہا تو نازش نے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لی۔

میں نے ٹیوی پہ سونگ لگایا تھا وہ آواز ہو گی۔نازش نے زبردستی چہرے پہ مسکراہٹ سجا کر کہا

ریئلی پر لگ نہیں رہا تھا ایسا لگ رہا تھا کوئی ابھی گا رہا ہو اندر چلیں۔ہاد نے حیرت سے کہہ کر اندر کی طرف اِشارہ کر کے کہا

ہاد کیا ہو گیا ہے ایک گانے کی آواز ہی تو تھی تم میرے ساتھ چلو ڈیڈ انتظار کر رہے ہیں۔نازش جلدی سے ہاد کے قریب ہوتی اُس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

او کے جیسا تم کہو۔ہاد کندھے اُچکا کر بولا۔

تھینکس میری ہر بات مانتے ہو اِس لیے بہت پیارے لگتے ہو۔نازش مسکرا کر اُس کا گال چومتی بولی تو ہاد مُسکرا دیا پر کہا کچھ نہیں۔

بی ہم ڈرائینگ روم میں ہیں آپ ملازمہ کے ہاتھ سے ریفریشمنٹ کا سامان پہنچا دیجئے گا۔نازش ہاد کا ہاتھ پکڑتی ڈرائینگ روم کی طرف جا رہی تھی جب اُس نے سادیہ بی کو

دیکھا تو کہا سادیہ بی نے ایک نظر اُن کے ہاتھوں پہ ڈالی پر سر ہلایا تو وہ دونوں اندر کی طرف جانے لگی جب کی ہادنے سادیہ بھی کو سلام کرنا گوارا نہیں سمجھا۔

ارسلہ اپنا گٹار سائیڈ پہ کرتی مرر کے سامنے آتی بالوں کا جوڑا بنانے لگی وہ اِس وقت بلیک گھٹنوں تک آتے فراق اور ٹراوزر میں ملبوس بہت پیاری لگ رہی تھی کالا رنگ اُس کی گوری رنگت پہ بہت جچ رہا تھا۔

ارسلہ کمرے سے باہر آئی تو سادیہ بی کو اکیلے کام کرتا دیکھا تو جلدی سے اُن کے پاس آئی۔

آپ کیوں کر رہی ہیں یہ سب کام والی کہاں ہیں؟ ارسلہ نے ان کے ہاتھ سے پلیٹ لیکر پوچھا

چھٹی پہ گئی ہے وہ نازش کا ایک فرینڈ آیا ہوا ہے اُس نے کہا ریفریشمنٹ کا سامان لانے کو۔ سادیہ بی نے آرام سے جواب دیا۔

ایک فرینڈ کے لیے اِتنا سب کچھ؟ ارسلہ نے حیرت سے مختلف قسم کے لوازمات کو دیکھ کر کہا۔

گہرا دوست معلوم ہو رہا تھا اِس لیے سوچا اچھے سے سب سیٹ کروں ورنہ وہ غصہ ہو جاتی۔ سادیہ بی نے مسکرا کر بتایا۔

آپ کی تو طبعیت سہی نہیں نہ میں لیکر جاتی ہوں پھر۔ ارسلہ نے ٹرالی اپنی طرف کر کے کہا

بعد میں ناراض ہو گی تم سے۔ سادیہ بی نے فکر مندی سے کہا

ڈیڈ اور آپی مجھ سے راضی کب ہوتے ہیں۔ ارسلہ اُداس مسکراہٹ سے کہتی ٹرالی گھسیٹ کر کچن سے باہر نکلی۔

اسلام علیکم!!! ہاد مہتاب خان کی کسی بات کا جواب دے رہا تھا جب سلام کرنے کی آواز پہ اُس نے سر اُٹھا کر دیکھا تو ایک انجانا سا چہرہ دیکھ کر اُس نے نا سمجھی سے نازش کو دیکھا تھا ملازمہ تو وہ اُس کو کہیں سے بھی نہیں لگی نازش نے تو سب کو یہ بتایا ہوا تھا وہ اکلوتی ہاد نے غور سے ارسلہ کو دیکھا جو بہت آہستہ آہستہ قدم اُٹھا رہی تھی جب کی اُس کو دیکھ کر مہتاب خان کے چہرے پہ ناگواری کے تاثرات نمایاں ہوئے تھے نازش اُس کو ایسے دیکھ رہی تھی جیسے کچا چبا جانے کا اِرادہ ہو

تم یہاں کیوں آئی ہو۔ نازش ہاد کا لحاظ کیے بنا تیز آواز میں ارسلہ سے کہا

وہ یہ۔ ارسلہ دھیمی آواز میں اتنا ہی بول پائی

کیا وہ میں یہ۔نازش اور تیز سے دھاڑی۔

نازش رلیکس وہ کانپ رہی ہے تمہارے ڈر سے۔ہاد نے جب ارسلہ کو کانپتا دیکھا تو فورن سے نازش کو ٹوکا۔

ڈرامے ہیں اِس کے۔نازش نخوت سے بولی ارسلہ کو اپنے پیروں پہ کھڑا ہونا مشکل لگ رہا تھا تبھی بنا دیر کیے ڈرائینگ روم سے باہر نکل گئ۔

یہ کیا طریقہ تھا بات کرنے کا وہ کتنی چھوٹی تھی تمہیں آرام سے بات کرنی چاہیے تھی۔ہاد نے تاسف سے نازش کو دیکھ کر کہا اُس کو بلکل اچھا نہیں لگا تھا۔

ہاد پلیز تم بیچ میں مت بولو یہ ہمارا پرسنل معاملہ ہے۔نازش نے کوفت سے ہاد سے کہا جس پہ ہاد نے ایک سنجیدہ نظر اُس پہ ڈالی پھر ٹیبل سے اپنا فون لیتا ڈرائینگ روم سے باہر نکل گیا مہتاب خان نے اُس کو آوازیں دی پر وہ ان سنی کر گیا۔

آآہ۔

ارسلہ جو لان میں آئی تھی اب دوبارہ اندر جانے کا سوچتی جا رہی تھی جب سامنے آتے وجود کو نہ دیکھ کر اُس سے ٹکرا گئ پر اُس کے گرنے سے پہلے ہی ہاد نے کمر سے پکڑ کر گرنے سے بچا لیا تھا ہاد مبہوت سے ارسلہ کی چہرہ دیکھنے لگا جو آنکھیں زور سے میچ بیٹھی

تھی جب کی گالوں پہ آنسو کے نشان واضع تھے رونے کی وجہ سے ناک بھی سرخ ہو گئ تھی۔

سوری۔

ارسلہ نے خود کو کسی کے سہارے پہ دیکھا تو آنکھیں کھول کر ہاد کو اپنے اتنے قریب دیکھا تو فورن سے دور ہوتی بولی۔

کوئی بات نہیں۔

ہاد کا کہا پورا ابھی نہیں ہوا جب ارسلہ اندر کی طرف جانے لگی ہاد نے اُس کو تھوڑا لنگڑا کر دیکھا تو شرمندگی ہونے لگی اُس کو لگا شاید وہ اُس کے ٹکرانے کی وجہ سے چوٹ کھا گئ ہے۔

ایکسکیوزمی مس۔ہاد نے اُس کو آواز دی تو ارسلہ ناچاہتے ہوئے بھی رک کر سوالیہ نظروں سے اُس کو دیکھنے لگی۔

سوری میری وجہ سے آپ کو چوٹ لگی۔ہاد نے اُس کے پیر کی طرف اِشارہ کرتے کہا ارسلہ جان گئ وہ کیا سمجھ رہا تھا۔

آپ کو سوری کرنے کی ضرورت نہیں یہ میری مستقل بیماری یا یوں کہے چوٹ تو وہ ہے۔ارسلہ طنزیہ بھرے لہجے میں کہتی اندر کی جانب بڑھ گئ ہاد بہت دیر تک اُس کی

بات کا سمجھنے کی کوشش کرنے لگا پر جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو کندھے اُچکا کر باہر کی طرف بڑھا۔

کیوں آئی تم ہاد کے سامنے اپنا یہ منحوس حُسن دیکھانے۔ارسلہ جیسے ہی کمرے میں آئی تو نازش نے زور سے اُس کا بازو دبوچ کر کہا

آپی یہ آپ کیسی بات کر رہی ہیں۔ارسلہ اپنی تکلیف نظر انداز کرتی بولی

کیوں کچھ غلط کہا کیا۔نازش نے اُس کے بازوں کو جھٹکا دے کر کہا

آپ میرے بارے میں ایسے مت کہے۔ارسلہ نے نم آنکھوں سے اُس کو دیکھ کر کہا وہ ہر بات برداشت کر لیتی تھی مگر اب جب بات اُس کے کردار پہ آئی تو وہ چاہ کر بھی خاموش نہیں ہو پائی۔

سہی تو کہہ رہی ہو سچ ویسے بھی کڑوا ہوتا ہے جانے کتنے مردوں کو پیچھے لگایا ہوا ہے کبھی شہریار

آپی خدا کا خوف کریں آپ مجھ پہ بہتان لگا رہی ہیں۔ارسلہ اُس کی بات بیچ میں روکتی تڑپ کر بولی۔

آئیندہ کے بعد اگر میرے گیسٹ کے آس پاس آئی تو اچھا نہیں ہو گا۔ناز ش اُس کو وارن کرتی کمرے سے باہر چلی گئی اُرسلہ بیڈ پہ اوندھ منہ لیٹتی زار و قطار رونے لگی۔

❤❤❤❤❤❤

تم سے بہتر بھی اگر

میسر ہو جائے

اِس دنیا میں ہمیں میری

جاناں

ہم پھر بھی تیرا ہی

انتخاب

کریں گے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گولڈن گرل۔زرنور جو آج کیفے آئی ہوئی تھی عالمگیر کو دیکھ کر اُس نے ٹھنڈی سانس خارج کی آج اُس کو پکا یقین ہو گیا یہ بندہ اُس کو فالو کر رہا ہے۔

یہاں بھی۔زرنور نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا

بس دل کو دل سے راہ ہوتی ہے۔عالمگیر دلکش انداز میں اُس کا خوبصورت چہرہ دیکھ کر بولا اُس کے اِس طرح کہنے پہ زرنور نے آنکھیں گُھمائی۔

فالو کرتے ہو نہ مجھے ؟زرنور نے مشکوک نظروں سے اُس کو دیکھا۔

نام بتادو فیس بُک انسٹا گرام ہر سوشل ایپ پہ فالو کر دوں گا۔عالمگیر اُس کی بات کا الگ مطلب نکال کر بولا۔

ہمیشہ فضول ہی بولنا۔زرنور نے تاسف سے سر کو جنبش دی۔

بس تمہاری صحبت کا اثر ہے۔عالمگیر کالر جھاڑ کر بولا۔

زرنور احسان نام ہے میرا۔زرنور نے دانت پیس کر آخر اپنا نام بتا ہی دیا۔

زرنور نائیس نیم۔عالمگیر اُس کا نام لیتا مسکرا کر بولا۔

ہمم۔زرنور کہتی اُٹھ کھڑی ہوئی۔

کہاں ابھی تو ہم نے ساتھ میں کافی بھی نہیں پی۔عالمگیر نے اُس کو جاتا دیکھا تو ایسے کہا جیسے ایک ساتھ آئے ہو۔

مجھے تمہارے ساتھ کافی پینے میں دلچسپی نہیں۔زرنور نے آرام سے جواب دیا۔

پر مجھے تو ہے نہ۔عالمگیر اُس کا بازوں نرمی سے پکڑتا اپنی طرف کر کے بولا زرنور اُس کی جرئت پہ عش عش کر اُٹھی۔

تم

عالمگیر شیخ نام ہے۔زرنور جو انگلی اُس کی طرف کر کے کچھ کہنے والی تھی عالمگیر نے آرام سے انگلی اپنے منہ میں ڈال کر کہا

آآآہ

جھنگلی۔عالمگیر نے ہلکہ سا کاٹا تو وہ گھور کر اُس کو نئے نام سے نوازنے لگی۔

گولڈن گرل ایک کافی تو میرے ساتھ پینی پڑے گی۔عالمگیر نے مزے سے کہا۔

عجیب زبردستی ہے۔زرنور نے تنگ آکر کہا

ہے تو ہے۔عالمگیر نے کندھے اُچکا کر کہا تو زرنور ناچار واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئ۔

تمہاری کوئی گرلفرینڈ ہے؟زرنور نے ایک نظر اُس کو دیکھ کر کہا

میں پہلا خوبصورت مرد ہوں جس کا چکر کسی لڑکی کے ساتھ نہیں۔عالمگیر شوخ لہجے میں بولا

سیدھی بات کرنا تو جیسے تم پہ حرام ہے۔زرنور نے نفی میں سر ہلاتے کہا

تمہارا کوئی بوئے فرینڈ ہے؟عالمگیر نے سوال کیا

ہے جہان نام ہے اُس کا ایک مہینہ ہو گیا ہے سوچ رہی ہو بریک اپ کر لوں پہلے تین چار رہ چکے ہیں پہلے کا نام ہاشم تھا اُس کے بات فارس پھر سعدی یوسف اب سوچ رہی

ہوں سالار کو بنالوں گا۔زرنور نے مزے سے جھوٹ پہ جھوٹ بولا جب کی عالمگیر اُس کی بات سچ سمجھ گیا جس سے اُس کا موڈ بُری طرح خراب ہو گیا۔

نازش کمرے میں یہاں وہاں گھومتی ٹہل رہی تھی اُس کو احساس ہو گیا تھا کہ اُس نے ہاد کو ناراض کر لیا تھا جس سے وہ اب فکر مند سی تھی اُس نے اپنا فون ہاتھ میں لیا اور ہاد کا نمبر ڈائل کیا۔

ہاد کمرے میں بیٹھا ہارر مووی دیکھ رہا تھا جب اُس کا فون رِنگ کرنے لگا ہاد نے اسکرین پہ نظر ڈالی تو نازش کالنگ لکھا آرہا تھا ہاد نے ایک نظر ڈال کر کال کٹ کر دی پھر دوبارہ مووی دیکھنے میں مگن ہو گیا۔

اتنا اٹیٹیوڈ۔نازش نے فون کو گھورتے ہوئے کہا اُس نے دوبارہ کال کی تو فون بند تھا نازش نے غصے سے فون کو بیڈ پہ پھینکا اور خود واشروم کی جانب چلی گئی۔

ارمغان۔

طوبیٰ نے ایک آج ہمت کر کے ارمغان کو کال کی تھی اور ایسا پہلی بار ہوا تھا جب اُس نے ارمغان کو کال کی تھی۔

کہو۔ارمغان طوبیٰ کی آواز سن کر آنکھیں بند کر کے کھول کر بولا۔

ایک درخواست کرنی ہے۔طوبیٰ نے خود کو مضبوط کرتے کہا

کہو تو کل ملتے ہیں۔ارمغان نے نرمی سے کہا

نہیں بس ایسے کال پہ کہتی ہوں مجھے تم سے طلاق چاہیے۔یہ کہتے ہوئے کتنے ہی آنسو اُس کی آنکھوں سے گر پڑے دوسری طرف ارمغان کی موبائل پہ سخت ہوئی تھی۔

ہوش میں ہو پتا بھی ہے کیا بکواس کر رہی ہو۔ارمغان کی نرمی جھٹ سے غائب ہوئی تھی۔

جانتی ہوں ڈیڈ نے جو کاغذ بھیجے ہیں اُن پہ سائن کر لیجئے گا۔طوبیٰ اتنا کہتی فون بند کر گئ اُس میں مزید ہمت نہیں تھی۔

ارمغان نے زور سے موبائل کو سامنے مرر پہ مارا چھناک کی آواز سے مرر چکنا چور ہو گیا تھا ارمغان کی آنکھیں خون چھلکانے کی حد تک لال ہو گئ تھی۔

❤❤

اِس بار انہوں نے حد کر دی مجھ پہ بہتان لگایا۔ارسلہ سادیہ بی کی گود میں سر رکھتی شکایت کرنے والے انداز میں بولی۔

نظر انداز کیا کرو۔سادیہ بی اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی بولی۔

میں سچ میں منحوس ہو تو اللہ نے پیدا کیوں کیا امی کیوں چلی گئی میری وجہ سے نہ کاش وہ نہ جاتی تو میرے پاس بھی ماں ہوتی۔ارسلہ کا چہرہ آنسو سے تر تھا سادیہ بی کو اُس کی حالت پہ رحم سا آیا۔

ایسا کیوں کہہ رہی ہو کیا میری محبت میں کمی رہ گئی ہے میں تو یہاں ہوں تو بس تمہاری وجہ سے۔سادیہ بی نے اُس کا دھیان بٹانے کی خاطر کہا

میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ تو بہت اچھی ہیں اگر آپ نہ ہوتی تو میں زندہ ہی نہیں ہوتی۔ارسلہ سیدھی ہو کر اُن کے گلے لگ کر بولی۔

میری بچی یہ اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر خود کو پر سکون کرو دیکھنا جلد اللہ تعالیٰ تمہاری آزمائش دور کر دے گا۔سادیہ بی اُس کی پیٹھ سہلا کر بولی۔

اللہ سے ہی تو اُمیدیں وابستہ ہے انسانوں سے اُمیدیں لگانا تو بچپن سے چھوڑ دیا تھا۔ارسلہ نے اپنی آنکھیں صاف کرتے کہا۔

ہادلسن

ہاد میری بات سنو۔نازش ہاد کے پیچھے بھاگتی جا رہی تھی پر وہ نظر انداز کرتا اپنے ڈپارٹمنٹ جا رہا تھا۔

ہاد یار کیا ہو گیا ہے کل کے سوری پر پلیز ایسے بی ہیو نہیں کرو۔ نازش ہاد کا بازوں تھام کر روکتی بولی۔

نازش فلحال میں تم سے بات نہیں کرنا چاہتا۔ ہاد نے اُس کا ہاتھ اپنے بازوں سے ہٹا کر سنجیدگی سے کہا

کیوں نہیں کرنی، کرنی پڑے گی تم تیسرے کی وجہ سے ہمارا رشتہ خراب کر رہے ہو۔ نازش نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر تیز آواز میں کہا سب کی نظریں ان پہ تھی جس کو محسوس کرتے ہاد نازش کا ہاتھ پکڑے کیفیٹریا لایا۔

کسی تیسرے کی وجہ سے میں نہیں بلکہ تم اپنے روڈ بی ہیو سے ہمارا رشتہ خراب کر رہی ہو۔ کیفٹیریا آ کر ہاد نے آہستہ مگر سخت لہجے میں کہا

اوکے مائے مسٹیک۔ نازش نے ہاتھ کھڑے کیے کہا

ہمم۔ ہاد سیدھا بیٹھ کر بس اتنا بولا

ناراضگی ختم؟ نازش نے پوچھا

وہ چھوٹی لڑکی کون تھی تمہارا بات کرنے کا انداز بہت بُرا تھا اُس کے ساتھ۔ ہاد اُس کی بات نظر انداز کرتا پوچھنے لگا ارسلہ کے ذکر پہ نازش کا حلق تک کڑوا ہو گیا تھا۔

کوئی نہیں تھی۔ نازش نے ناگواری سے کہا

کوئی نہیں تھی تو تمہارے گھر میں کیوں تھی تم تو بتاتی تھی تم اکلوتی پھر؟ہاد نے پھر سے پوچھا

ایڈاپٹ کیا تھا میرے فادر نے منحوس ہے وہ ایک آنکھ نہیں بھاتی مجھے بس گھر میں کیسے برداشت کرتی یہ بس میں جانتی ہوں۔نازش زہر خند لہجے میں بولتی چلی گئ۔

نازش تم پڑھی لکھی ہو کر ایسے کیسے کہہ سکتی ہو کسی کے بارے میں اور وہ تو بے حد معصوم تھی اور چھوٹی تھی بجائے تم اُس کے ساتھ نرمی سے پیش آنے کے تم سخت رویہ رکھتی ہو اُس کے ساتھ۔ہاد کو بہت افسوس ہوا نازش کی بات سن کر۔

تمہیں کچھ نہیں پتا اِس لیے اُس کے بارے میں بات مت کرو یہ ہمارا وقت ہے کسی تیسرے کا نام ہمارے بیچ میں نہیں ہونا چاہیے۔نازش نے ہاد کے دونوں ہاتھ تھام کر کہا جس پہ ہاد نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا۔

تمہیں کیا ہوا ہے؟کلاس کے بعد ہاد نے عالمگیر سے بولا جو موبائل میں ایک نمبر کو بہت غور سے دیکھ رہا تھا۔

کچھ نہیں۔عالمگیر موبائل کی اسکرین بند کرتا بولا۔

کچھ تو ہوا ہے۔ہاد مشکوک نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولا۔

کراچی سے موم کا میسج تھا وہ چاہتی ہے میں ان کی طرف چکر لگاؤں۔عالمگیر نے بتایا

اووہ تو تم نے کیا کہا؟ہاد سر ہلاتا بولا

یہی کے فلحال تو نہیں آسکتا۔عالمگیر نے کندھے اُچکا کر کہا

کیوں ابھی کیا ہے جو نہیں جا سکتے؟ہاد نے تعجب سے کہا

وہ اسائمنٹ انکمپلیٹ ہیں میری ساری جن کو پورا کر کے سمبٹ کروانا ہے جبھی انکار کیا۔عالمگیر گڑبڑا کر بولا۔

سہی ہے میں سمجھا جانے کیا بات ہے۔ہاد سمجھنے والے انداز میں سر ہلاتا بولا تو عالمگیر زبردستی مسکرادیا۔

ارمغان آفس چلا گیا۔زرغونہ بیگم لان میں پودوں کو پانی ڈال رہی تھی جب امتیاز صاحب کال کر کے پوچھا۔

پتا نہیں ناشتے کی ٹیبل پہ تو نہیں آیا تھا آج میں اُس کے کمرے میں جا کر دیکھتی ہوں۔زرغونہ بیگم نے امتیاز صاحب سے کہا جو بزنس کے سلسلے میں شہر سے باہر گئے ہوئے تھے۔

اچھا دیکھ لینا مجھے بھی کچھ کام ہے۔امتیاز صاحب نے کہہ کر کال کٹ کر دی۔

زر غونہ بیگم ارمغان کے کمرے میں آئی تو گپ اندھیرے نے اُن کا استقبال کیا زر غونہ بیگم نے فون کی ٹارچ آن کر کے سوئچ بٹن تلاش کر کے سب لائیٹس کے بٹن آن کیے پھر کھڑکی سے پردہ ہٹایا تو دن کا سماہوا انہوں نے اب کمرے پہ دھیان دیا تو سکتے کی حالت میں آ گئی جہاں پورے کمرے میں کانچ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے خود ارمغان اوندھے منہ بیڈ پہ لیٹا پڑا تھا زر غونہ بیگم دوسری طرف آتی ارمغان کو جگانے لگی۔

ارمغان

ارمغان میرے بیٹے اُٹھ جاؤ۔

زر غونہ بیگم فکر مندی سے اُس کو آوازیں دینے لگی ارمغان جو دس بیس منٹ پہلے سویا تھا اپنی ماں کی آواز پہ بامشکل اپنی آنکھیں کھول کر اُن کی طرف دیکھنے لگا ارمغان کو اپنا سر درد سے پھٹتا محسوس ہونے لگا زر غونہ بیگم کی پریشانی ارمغان کی لال ڈورو والی آنکھیں دیکھ کر مزید بڑھ گئی۔

ارمغان طبعیت ٹھیک ہے تمہاری تمہاری آنکھیں کیوں اتنی لال ہو گئی ہے۔ زر غونہ بیگم اُس کے بکھرے بالوں میں ہاتھ ڈالتی پریشانی سے بولی

کچھ نہیں موم بس سر میں درد ہے۔ ارمغان ٹالنے والے انداز میں بولا

میں ماں ہوں تمہاری تمہیں تم سے زیادہ جانتی ہوں اِس لیے بہانا چھوڑو اور اصل بات بتاؤ۔زرغونہ بیگم گھورتے ہوئے کہا

آپ میرا کمرہ صاف کروائے کسی ملازمہ سے کہہ کر تب تک میں فریش ہو کر آتا ہوں تو ساری بات بتاتا ہوں۔ارمغان بیڈ سے اُٹھتا بولا

خیال سے نیچے کانچ ہیں۔زرغونہ بیگم جلدی سے بولی تو ارمغان مسکرا کر اُن کو تسلی کرواتا واشروم کی طرف چلا گیا زرغونہ بیگم بھی ملازمہ کو بُلانے نیچے کی طرف چلی گئ۔

اب بتاؤ کیا بات ہے؟ارمغان تیار ہوتا ہال میں آیا تو زرغونہ بیگم نے پوچھا

موم طوبیٰ مجھ سے طلاق چاہتی ہے۔ارمغان سپاٹ انداز میں کہا

افففف خُدایا آجکل کے بچوں نے تو نکاح کو مذاق سمجھ لیا ہے۔زرغونہ بیگم تاسف سے بولی

کاغذات آپ کے پاس ہیں۔ارمغان نے پوچھا

تو کیا تم اُس پاگل کی بات پہ طلاق دو گے ہو سکتا ہے بھائی صاحب نے اُس کو زبردستی راضی کیا ہو کہ تم سے طلاق لیں۔زرغونہ پریشانی سے بولی

میں اُس کو طلاق کبھی نہیں دوں گا چاہے کورٹ میں ہی کیوں نہ وہ لوگ گھسیٹنا چاہے۔ارمغان اٹل لہجے میں بولا

تو پھر تم کیا کرو گے ؟زرغونہ بیگم نے جاننا چاہا

میرے نکاح میں ہیں دُنیا کا کوئی قانون مجھے روک نہیں سکتا اُس کو یہاں لانے سے پیار سے بہت بات کر لی اُن سے اب میں اُن کو اُن کے انداز سے سمجھاؤں گا۔ارمغان مضبوط لہجے میں بولا

تو کیا تم ایسے ہی لیں آؤ گے اُس کو۔زرغونہ بیگم پوچھا

اور کوئی راستہ نہیں ہے موم اور آپ فکر نہیں کریں اپنے سارے ارمان آپ ہمارے ولیمے پہ پورے کر سکتی ہیں۔ارمغان اب کی مسکرا کر بولا تو زرغونہ بیگم بھی ہنس پڑی۔

❤❤

زرنور کو پارک میں آئے آدھا گھنٹہ ہو گیا تھا اور وہ لاشعوری طور پہ عالمگیر کا انتظار کر رہی تھی جو آج نہیں آیا تھا ورنہ کسی جن کی طرح اُس کے سر پہ مسلط ہو جاتا تھا۔

میں کیوں اُس کے بارے میں سوچ رہی ہوں۔زرنور اپنے سر پہ ہاتھ مارتی بولی مگر اکیلے اُس کا دل نہیں لگ رہا تھا تبھی واپس جانے کے لیے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

❤❤❤

عالمگیر تم ایک بار کراچی آؤ ہم نے ایک لڑکی پسند کی ہے تمہارے لیے۔صالحہ عالمگیر کی ماں نے کال پہ کہا

موم میرا ابھی شادی کا اِرادہ نہیں اور آپ پلیز میرے لیے لڑکیاں دیکھنا پسند کرنا ختم کریں۔عالمگیر اُن کی بات پہ جلدی سے بولا۔

کیوں ارادہ نہیں بنایا اگر نہیں بنایا بھی تو خیر ہے اب بنالوں کیونکہ مجھے اپنے اکلوتے بیٹے کا گھر آباد کرنا ہے۔صالحہ بیگم نے آرام سے کہا

موم رحم کی گنجائش کریں۔عالمگیر منت کرتا بولا

اگر کوئی لڑکی پسند ہے تو وہ بات کرو یوں بہانے نہیں بناوں۔صالحہ بیگم نے دوٹوک کہا

تو عالمگیر نے زبان دانتوں تلے دبائی

ایسی بات بھی نہیں اب۔عالمگیر نے آہستہ آواز میں کہا۔

تو میں ڈن کروں اُس لڑکی کو تمہارے لیے۔صالحہ بیگم خوش ہوتی بولی

اب میں نے ایسا بھی نہیں کہا۔عالمگیر اکتاہٹ بھرے لہجے میں بولا

عالمگیر کیوں مجھے اُلجھا رہے ہو اگر مجھے تم نے مطمئن نہیں کیا تو میں لاہور پہنچو گی پھر بات ہو گی آمنے سامنے۔صالحہ بیگم نے حکیمہ انداز میں کہا

آپ ضرور آئے پر فلحال شادی کا ذکر مت کریں عجیب گھٹن سی ہوتی ہے۔عالمگیر نے معصومیت سے کہا

تمہاری یہ گھٹن میں لاہور آتے اچھے سے ختم کروں گی۔صالحہ بیگم اپنی سُناتی کھٹاک سے کال کاٹ گئ۔

نازش بیٹا تمہارے ایگزامز کب ہیں؟مہتاب خان نے ڈنر کے وقت نازش سے سوال کیا

اگلے مہینے۔نازش نے مسکرا کر جواب دیا۔

کبھی یہ باتیں اپنی دوسری بیٹی سے بھی کر لیا کرو۔سادیہ بی نے طنزیہ کیا

میری ایک بیٹی ہے۔مہتاب خان سخت لہجے میں بولے

تمہارے نا ماننے سے حقیقت بدل نہیں جائے گی ابھی تمہیں احساس نہیں پر بعد میں ضرور ہو گا سلما کے جانے کے تمہیں چاہیے تھا اُس کی آخری نشانی کو اپنے سینے سے لگاتے پر تم نے اُس کو لاوارث کی طرح چھوڑ دیا اُس کو احساسِ کمتری کا شکار بنا دیا ہے اُس کا سارا اعتماد ختم ہو گیا ہے تمہاری دیکھا دیکھی میں نازش بھی حد سے زیادہ بُرا رویہ اختیار کرتی ہے اُس معصوم کی غلطی کیا ہے صرف یہ کے وہ اِس دنیا میں آئی۔سادیہ بی غمگیں لہجے بولی جس کو نازش نے بے زاری سے سُنا مہتاب خان پہ اُن کی باتوں کا کچھ

خاص اثر نہیں ہوا جن کو محسوس کر کے سادیہ بی افسوس ہوا کے انہوں نے کن لوگوں پہ اپنے الفاظ ضائع کیے۔

کھانا کیا تم نے؟ ارسلہ نماز پڑھ کر بیڈ پہ بیٹھی تو سادیہ بی نے پوچھا

جی کھالیا تھا۔ ارسلہ نے جواب دے کر ڈوپٹہ اُتار کر سائیڈ پہ کیا۔

اپنے حق کے لیے آواز اُٹھاؤ یہ گھر جتنا نازش کا ہے اُتنا تمہارا ہے خود کو تنہائی میں رکھنے سے بہتر ہے سب کے ساتھ بیٹھو صبح کا ناشتہ سب کے ساتھ کیا کرو لنچ پہ باہر آیا کرو اور ڈنر کرنے وقت بھی اپنے کمرے میں کرنے سے بہتر ہے ڈائینگ ٹیبل پہ آیا کرو نازش ایک دو بار طعنہ دے گی تم نظر انداز کر لینا بعد میں اُن کو بھی عادت ہو جائے گی مہتاب خان تمہیں دور کرتا ہے تو تم دور نہ جاؤ باپ ہے وہ تمہارا اُس پہ اپنا حق جماؤ احساس کرواؤ کے اُس کی ایک اور بیٹی بھی ہے جس کو اُس کے پیار محبت شفقت کی ضرورت ہے اُس کے سامنے لاڈ کیا کرو فرمائش کیا کرو ہر وہ چیز جس پہ تمہارا حق ہے وہ مانگا کرو۔ سادیہ بی نے نرمی سے اُس کو اپنی بات سمجھانے لگی۔

آپ کی باتیں ٹھیک پر ایسا کوئی حق مجھے نہیں ملا اُن سے مجھ پہ نظر پڑتے ہی ڈیڈ کے چہرے پہ جو ناگواری آتی ہے وہ میرا دل چیر دیتی ہے میں اِتنی بہادر نہیں جو اُن کی نظروں میں بار بار اپنے لیے ناپسندگی دیکھوں۔ارسلہ نے سر جھکا کر کہا

وہ ہی تو میں کہنا چاہ رہی ہوں اپنا حق لوں۔سادیہ بی نے اپنی بات پہ زور دیا۔

چھوڑے نہ بی میں خوش ہوں آپ ہے نہ میرے لیے جن کا پیار صرف میرا ہے۔ارسلہ مسکرا کر سادیہ بی سے بولی۔

اللہ تمہیں تمہارے صبر کا اجر دے۔سادیہ بی نے اُس کو دیکھ کر دل میں دعا کی۔

❤❤

مراد نے فائزہ کا ایڈمیشن کالج کروالیا تھا وہ فارم لیتا کالج سے باہر جا رہا تھا جب اُس کی نظر ارسلہ پہ پڑی تو ایک نظر میں ہی اُس کو پہچان گیا تھا تبھی باہر جانے کے بجائے سیڑھیوں کے پاس آیا جہاں ارسلہ بیٹھی ہوئی تھی۔

ہائے لٹل گرل۔مراد کچھ فاصلے پہ بیٹھ بولا تو ارسلہ نے چونک کر سر اُٹھایا

آپ؟ارسلہ نے بس اتنا ہی کہا تھا جب مراد بول پڑا۔

پلیز یہ مت کہنا آپ کون؟ یہاں کیوں بیٹھے ہیں؟ میں نے آپ کو پہچانا نہیں؟ وغیرہ وغیرہ۔مراد نے جس انداز سے کہا ارسلہ کی ہنسی نکل گئی۔

ایسی بات نہیں میں آپ کو پہچان لیا میں تو یہ کہنے والی تھی آپ یہاں کیوں کیسے ؟ارسلہ نے مسکرا کر کہا

جیسا کے میں نے بتایا تھا میری ایک بہن ہے جو تمہاری عمر کی ہے تو بس اُس کا ایڈمیشن یہاں کروانے آیا یہ رہا اُس کا ایڈمیشن فارم۔ مراد نے فارم اُس کے سامنے لہرایا۔

اب تو ایگزمز ہونے والے ہیں اِتنا لیٹ ایڈمیشن کیوں۔ارسلہ نے اُلجھ کر پوچھا۔

اُس کا پڑھائی میں بلکل دل نہیں لگتا اب بھی زبردستی مجھے یہ فارم فل کروانے پڑے گے۔ مراد نے ہنس کے کہا۔

اچھا۔ارسلہ نے بس اتنا کہا

تم یہاں اکیلی کیوں ہو کوئی فرینڈ نہیں کیا۔ مراد نے پوچھا

میری کلاس میں پندرہ منٹ ہیں اور میری بس ایک فرینڈ ہے جو یونی میں ہوتی ہے کیونکہ دو تین سال مجھ سے بڑی ہے۔ارسلہ نے تفصیلی جواب دیا۔

توں کیا کوئی اور نہیں؟ مراد نے پھر پوچھا جس پہ ارسلہ نے نفی میں سر کو جنبش دی۔

اچھا تو مجھے اپنا دوست بنالوں۔ مراد نے اپنا ہاتھ اُس کی طرف بڑھا کر کہا ارسلہ نے پہلے تو بس اُس کے ہاتھ کو دیکھا پھر کہا

فرینڈ س۔ارسلہ نے ہاتھ دیئے بنا کہا جس پہ مراد بُرا مانے بنا مُسکرا دیا اُس کو ارسلہ کا محتاط رہنا اچھا لگا۔

اسلام علیکم !ارمغان فیضان مینشن آتا ہال میں سب پہ نظر ڈال کر بولا جہاں فیضان صاحب اور اُس کا خاص آدمی موجود تھا پاس ہی نازش بیگم تھی جب کی طوبیٰ اور ماریہ نہیں تھی۔

تم یہاں کیا کر رہے ہو؟ فیضان صاحب اُس کو دیکھ کر غصے سے بولے

آپ تنگ نہیں آجاتے ایک سوال بار بار کرتے ہوئے۔ارمغان نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

فضول بولنے سے بہتر ہے کام کی بات کرو۔فیضان صاحب نے ٹوک کر کہا۔

کام کی بات یہ ہے کے میں یہاں اپنی زوجہ محترمہ کو لینے آیا ہوں۔ارمغان صوفے پہ بیٹھ کر ٹانگ پہ ٹانگ چڑھا کر بولا۔

تمہارا کوئی حق ایسا نہیں۔فیضان صاحب بھڑک اُٹھے۔

میرا ہی حق ہے اُس پہ نکاح میں ہے وہ میرے آپ یا آپ کا قانون مجھے روک نہیں سکتا میں طوبیٰ کو لینے آیا ہوا اور لیکر جاؤں گا دیکھتا ہوں آپ کیسے روکتے ہیں۔ارمغان اٹل لہجے میں بولا۔

طوبیٰ اپنا ضروری سامان لیکر باہر آؤ۔ارمغان نے سیڑھیوں کی ریلنگ پہ طوبیٰ کو کھڑے دیکھا تو کہا

طوبیٰ کشمکش میں کھڑی بس ارمغان کو دیکھتی رہ گئی جو بڑے حق سے اُس کو لینے آیا تھا اور کتنا یقین تھا اُس کے لہجے میں کے وہ ساتھ آئے گی۔

اُس سے کیا بات کر رہے ہو مجھ سے بات کرو وہ میری بیٹی ہے جب تک میں نہ کہوں وہ ایک قدم باہر نہیں نکالے گی گھر سے اُس نے تم سے طلاق کا مطالبہ کیا ہے اور تم ہو جس بڑے دھڑلے سے اُس کو لینے پہنچ گئے۔فیضان صاحب اُس کے سامنے آتے ہوئے بولے۔

یہ میرا اور میری زوجہ کا معاملہ ہے سو پلیز آپ دور رہے۔ارمغان تپا دینے والی مسکراہٹ چہرے پہ سجاتا اُپر کی طرف بڑھا۔

چلو طوبیٰ۔ارمغان سنجیدگی سے اُس کے روبرو آتا بولا

میں نے آپ سے طلاق کا مطالبہ کیا تھا۔طوبیٰ نے انگلیاں چٹخاتے ہوئے کہا۔

او میں کہہ رہا ہوں اپنا ضروری سامان لو اور چلو میرے ساتھ۔ارمغان سخت لہجے میں بولا

اِس کا گھر یہ ہے طوبیٰ کہیں نہیں جائے گی۔فیضان صاحب بھی اُپر کی جانب آتے بولے

نکاح کے بعد والدین کا گھر اُس کے لیے پرایاں ہو جاتا ہے شوہر کا گھر عورت کے لیے اصل گھر ہوتا ہے۔ارمغان نے آرام سے کہا۔

طوبیٰ جاؤ تم سامان لو اپنا ورنہ بات بگڑ جائے گی۔نازیہ بیگم موقع کو غنیمت جانتی طوبیٰ سے بولی۔

تم خاموش رہو۔فیضان صاحب دھاڑ کر بولے

سننے کی سماعت سے محروم ہو گیا۔ارمغان نے طنزیہ کیا جب کی طوبیٰ بُری طرح بھسی تھی ایک طرف شوہر تھا تو دوسری طرف باپ اُس کو سمجھ نہیں آیا کس کی بات ماننی چاہیے۔

طوبیٰ۔ارمغان نے جس انداز سے اُس کا نام لیا طوبیٰ فورن سے وہاں سے چلی گی اُس کے جاتے ہی ارمغان کے چہرے پہ فاتحہ مسکراہٹ آئی جب کی فیضان صاحب نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی۔

❤❤❤

تمہیں کونسی کتابیں چاہیے؟عالمگیر نے گاڑی میں بیٹھی فائزہ سے پوچھا آج وہ مراد کے کہنے پہ اُس کو مارکیٹ لیں آیا تھا جب فائزہ نے کہا کہ اُس کو کتابیں بھی لینی ہے۔

کورس کی کتابیں چاہیے تھی بھائی نے میرا ایڈمیشن کروالیا ہے کالج میں اگلے ہفتے سے روزانہ جایا کروں گی۔فائزہ نے بُرا منہ بنا کر کہا

اچھا کیا اُس نے آؤ پہلے کتابیں لیتے ہیں اُس کے بعد مارکیٹ جائے گے۔عالمگیر نے سیٹ بیلٹ کھولتے کہا تو فائزہ نے سر ہلایا

وہ دونوں بُکس شاپ اینٹر ہوئے تو زرنور جو پہلے ہی یہاں موجود تھی عالمگیر کے ساتھ کسی لڑکی کو دیکھ کر اُس جانے کیوں اُس کو بُرا لگا وہ فائزہ کو پہچان گئی تھی اُس کے باپ کے دوست کی بیٹی ہے پر عالمگیر کے اُس کے ساتھ کیوں تھا وہ چاہ کر بھی اُن کو نظر انداز نہیں کر پائی عالمگیر کی نظر اُس پڑی تو وہ کچھ حیران سا ہوا آج بہت ٹائم بعد اُس نے زرنور کو دیکھا ایک انجانی سی خوشی اُس کے وجود میں برق رفتاری سے ڈور گئی پر فائزہ کی موجودگی میں وہ نظر انداز کرنے لگا جس پہ زرنور کا پارہ ہائے ہوا تبھی اُس نے بھی اپنا رخ دوسری طرف کیا

زرنور آپ یہاں۔فائزہ نے ابھی ایک دو کتابیں اپنے مطلب کی لی تھی جب اُس نے زرنور کو دیکھا تو خوشی سے اُس کے پاس آکر مخاطب کیا۔

ہاں میں کیوں؟زرنور نے پوچھا

نہیں اُس دن جب آپ ہمارے گھر سے چلی گئی تھی اُس کے بعد اب ملاقات ہوئی ہے نہ تو بس اِس لیے۔فائزہ نے کہا

ہمم کتاب لینے آئی تھی میں یہاں اب میں چلتی ہوں۔زرنور ایک نظر بے نیاز کھڑے عالمگیر پہ ڈال کر فائزہ سے کہتی شاپ سے باہر چلی گئی فائزہ دوبارہ اپنے کام میں لگ گئ عالمگیر کو ایک دفع خیال آیا اُس کے پیچھے جائے پھر نفی میں سر ہلاتا فائزہ کی طرف آیا۔

ارمغان تم یہ کیا۔زرغونہ بیگم جو گھر کی صفائی آج اپنی نگرانی میں کروا رہی تھی ارمغان کے ساتھ طوبیٰ کو دیکھا تو حیران سی بولی

موم میں نے آپ سے کہا تھا میں اپنی بیوی کو لیکر آؤں گا تو بس لیں آیا۔ارمغان مسکرا کر بولا

طوبیٰ آپ بیٹھو۔زرغونہ بیگم نے خاموشی کھڑی طوبیٰ سے کہا

چچی جان پلیز آپ ان کو کہے مجھے گھر جانے دے ڈیڈ بہت غصے میں ہو گے۔طوبیٰ التجائیہ انداز میں زرغونہ بیگم سے بولی

رشیدہ

رشیدہ

طوبیٰ کی بات پہ ارمغان زور سے ملازمہ کو آواز دینے لگا طوبیٰ کانپتی زرغونہ بیگم کے ساتھ لگ گئ۔

جی صاحب۔رشیدہ فورن سے اُس کے پاس کھڑی ہوتی بولی۔

اِن کو میرے کمرے میں چھوڑ آؤ۔ارمغان نے طوبیٰ کی طرف اشارہ کیے کہا تو وہ سر ہلاتی طوبیٰ کے پاس آئی جس پہ طوبیٰ زرغونہ بیگم کو دیکھتی ملازمہ کے ساتھ چل دی۔

یہ کیا تھا ارمغان کس لہجے میں بات کر رہے ہو تم طوبیٰ پہ کیا اثر پڑا ہو گا۔زرغونہ بیگم نے افسوس سے ارمغان کی طرف دیکھ کر کہا

آپ نے اُس کی بات نہیں سنی میرے نکاح میں ہے پھر بھی باپ کے پاس جانے کی ہے۔ارمغان تپ کے بولا

حالات اِس طرح بن گئے ہیں وہ بے چاری کیا کر سکتی ہے اُس کو اپنے والدین کا بھی تو سوچنا ہے نہ۔زرغونہ بیگم نے سمجھانا چاہا

شادی کے بعد بیوی کو بس اپنے شوہر کے بارے میں سوچنا زیب دیتا ہے چچا جان کو اُس کی زرہ پرواہ نہیں وہ بس اُس کی دوسری جگہ شادی کر کے اپنا بزنس چمکانا چاہتے ہیں اور یہ بات طوبیٰ کو سمجھ میں نہیں آئے گی۔ارمغان طنزیہ انداز میں بولا

ایسا نہیں کہتے۔زرغونہ بیگم نے ٹوکا

کیوں موم ہمارے ساتھ رشتہ بھی تو اُن کا پیسو کی وجہ سے خراب ہوا نہ طلاق بھی طوبیٰ کو اِس لیے تو دِلانا چاہتے ہیں کیونکہ شیرازی گروپ آف انڈسٹری کے مالک نے اپنے

بیٹے کا رشتہ دیا ہے اُن کو اگر بات پکی ہو جاتی تو بیس کروڑ فیضان چچا کو ملتے۔ارمغان بنا اُن کی گھوریوں کی پرواہ کرتا بولا۔

اچھا اب بس کرو کمرے میں جاؤ طوبیٰ سے پیار محبت سے بات کرو تاکہ وہ ایزی فیل کریں۔زرغونہ بیگم نے کہا تو ارمغان نے سرد سانس ہوا میں خارج کی۔

❤❤❤❤

کمینہ پہلے کیسے میرے پیچھے پڑا تھا نام جاننے کے لیے تو مرا جا رہا تھا اب کیسے دوسری لڑکی کے ساتھ سیر سپاٹوں میں مصروف تھا اور مجھے زرنور احسان داڈے آے جی احسان غفار کی بیٹی کو نظر انداز وہ کر کیسے سکتا ہے۔زرنور گھر آتی سیدھا اپنے کمرے میں آتی اپنے دل کی بھڑاس نکال رہی تھی خود سے باتیں کر کے اُس کا خون کھول رہا تھا عالمگیر کو فائزہ کے ساتھ دیکھ کر وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی اُس کو کیوں اِتنا بُرا لگ رہا ہے۔ دوبارہ ملے تو لفٹ نہیں کرواؤں گی۔زرنور تھک ہار کر بیڈ پہ بیٹھتی پاؤں جھلا کر بولی مگر اپنے دل کیا کرتی جو باغی بن بیٹھا تھا۔

❤❤❤❤

تم لوگ میرے گھر آؤ کبھی۔نازش نے انمول ،ہاد،عالمگیر اور محب سب کی طرف دیکھ کر کہا۔

تمہاری شادی ہونے والی ہے کیا؟عالمگیر نے پوچھا۔

تمہیں مجھ سے مسئلا کیا ہے؟ نازش نے تند نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا جو ہر بار اُس کی بات پہ اپنا مطلب اخذ کرتا تھا۔

ایک ہو تو بتاؤ۔ عالمگیر نے منہ بنا کر کہا

عالم کو چھوڑو یہ بتاؤ کب آنا ہے تمہارے گھر۔ انمول نے تجسس سے پوچھا

کل فرائیڈے ہے تو مزہ آئے گا۔ نازش نے کہا

ٹھیک ہے۔ ہاد نے کچھ سوچ کر کہا۔

ویسے تمہارے بھائی کا ولیمہ کب ہے؟ محب نے ہاد سے پوچھا

ابھی تو ایسا کوئی سین نہیں۔ ہاد نے جواب دیا

ایک ماہ لگ جائے گا نہیں۔ عالمگیر نے اپنا اندازہ لگایا

ہو سکتا ہے۔ ہاد نے کندھے اُچکائے۔

مجھے بتانا شاپنگ کرنی ہے آفٹر آل میرا سسرال ہے۔ نازش نے بال جھٹک کر کہا

ہونے والا سسرال۔ عالمگیر نے دانت پیس کر کہا

ایک ہی بات ہے۔ نازش نے بے نیازی سے کہا

❤❤❤❤

تم نے میری بہت مدد کی ہے شکریہ۔ فائزہ نے مسکرا کر ارسلہ سے کہا

شکریہ کی کیا بات ہم کلاس فیلو ہے۔ ارسلہ نے سادگی سے کہا

تم بہت صاف دل کی معلوم ہوتی ہو۔فائزہ نے مسکرا کر کہا

پتا نہیں آپ کے سامنے ہوں۔ارسلہ نے کہا تو فائزہ ہنس پڑی

کالج کے بعد میرا آئسکریم کھانے کا موڈ ہے تو کیوں نہ تم بھی ساتھ چلو بھائی کے ساتھ

جائے گے۔فائزہ نے ارسلہ کا ہاتھ تھام کر کہا

سوری پر میں نہیں چل سکتی۔ارسلہ نے سہولت سے انکار کیا

کیوں نہیں چل سکتی میں اتنے پیار سے کہہ رہی ہوں فائزہ نے منہ بسورتے کہا

بس ایسے ہی۔ارسلہ نے ٹالا

اگر تم اپنی اِس محرومی کی وجہ سے کہہ رہی ہو تو میں اِتنا کہوں گی اپنی کمزوری کو اپنی

طاقت بناو دنیا میں کوئی انسان پرفیکٹ نہیں ہوتا۔فائزہ نے سنجیدگی سے کہا

کہنا آسان ہوتا ہے۔ارسلہ نے کہا

کرنا بھی آسان ہے اگر کوشش کرو تو۔فائزہ نے کہا۔

---,---

ہیلو لٹل گرل۔فائزہ اور ارسلہ کالج کی گیٹ سے باہر آئی تو مراد جو فائزہ کو لینے آیا تھا

ارسلہ کو دیکھ کر مسکرا کر بولا

اسلام علیکم !ارسلہ نے سلام کیا تو مراد نے سلام کا جواب دیا

بھائی آپ ہمیں آئسکریم پارلر لیں چلے بڑی مشکل سے ارسلہ کو راضی کیا ہے۔فائزہ نے مراد سے کہا

کیوں نہیں گاڑی میں بیٹھو دونوں۔مراد نے آرام سے کہا تو دونوں بیک سیٹ کی طرف بڑھی مراد نے ارسلہ کو تھوڑا لنگڑا کر چلتا دیکھا تو اُس کی آنکھوں میں اُلجھن اُبھری کیونکہ وہ ناواقف تھا پر ارسلہ سے کچھ کہا نہیں کہ شاید وہ ہرٹ ہو۔

کونسا فلیور چاہیے۔مراد نے گاڑی آئسکریم پارلر کے پاس روک کر دونوں سے پوچھا۔

ونیلا چاکلیٹ اور اسٹرابیری۔فائزہ نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا

چاکلیٹ فلور۔ارسلہ نے بھی بتایا تو مراد سر ہلاتا آئسکریم لینے چلا گیا۔

تمہارا بھائی بہت اچھا ہے۔ارسلہ نے حسرت سے مراد کی جانب دیکھ کر کہا

تمہارا کوئی بھائی نہیں؟فائزہ نے سوال کیا تو ارسلہ نے نفی میں سر ہلایا

تو میرے بھائی کو اپنا بھائی سمجھ لو سچی بہت تنگ کریں گے اُن کو۔فائزہ نے چہکتے کہا تو ارسلہ ہنس پڑی۔

،----------

فائزہ ایک بات بتاؤ۔مراد ارسلہ کو اُس کے گھر ڈراپ کرتا اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا جب ایک خیال کے تحت فائزہ سے بولا

کیا بات؟ فائزہ نے کہا

ارسلہ کو کیا چلنے میں پرو بلم ہوتی ہے یا کوئی چوٹ لگی ہے پیر میں؟ مراد نے پوچھا

وہ دراصل بھائی ارسلہ تھوڑا لنگڑا کر چلتی ہے یہ محرومی پیدائشی ہے اُس میں اِس لیے وہ زیادہ تر تنہا رہنا پسند کرتی ہے کہیں باہر آتی جاتی بھی نہیں اُس نے بتایا کے سب اُس کی محرومی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ فائزہ نے دُکھ سے بتایا تو مراد کو ارسلہ سے ہمدردی محسوس ہوئی۔

❤❤❤❤

فیضان صاحب دوسرے دن امتیاز صاحب کی طرف آئے تھے طوبیٰ کو لینے پر ارمغان نے سختی سے طوبیٰ کو اندر رہنے کا کہا تھا۔

دیکھو بھائی فیضان آپ بلاوجہ ضد کر رہے ہیں آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے ناکامی کے دونوں کا نکاح بچپن میں ہو گیا تھا اب آپ کچھ بھی کہے ارمغان کبھی طوبیٰ کو طلاق نہیں دے گا۔ امتیاز صاحب نے رسانیت سے کہا زرغونہ بیگم اور ارمغان ہادیہ سب خاموش سے تھے۔

اپنے بیٹے سے کہو میری بیٹی کو بے نام رشتے سے آزاد کریں شیرازی مجھ سے تاریخ مانگ رہا ہے شادی کی۔ فیضان صاحب کڑے لہجے میں بولے۔

چچا جان میں اتنا بے غیرت نہیں جو اپنی عزت کو کسی اور کے لیے چھوڑ دو۔ارمغان اُن کی بات پہ ضبط کرتا بولا۔

پولیس تک بات پہنچی تب تو دو گے نہ۔فیضان صاحب نے ڈرانہ چاہا

پولیس کیا کرے گی جب طوبیٰ میرے نکاح میں ہے میں نے کونسا اُس کو اغوا کیا ہے۔ارمغان بے خوفی سے بولا تو فیضان صاحب کلس کے رہ گئے۔

بھائی صاحب گھر کی بات گھر میں رہے تو بہتر ہے اگر بات باہر گئی تو بدنامی آپ کی ہو گی سراسر۔زرغونہ بیگم نے سپاٹ انداز میں کہا۔

طوبیٰ سے بات کرنی ہے مجھے۔فیضان صاحب نے کہا۔

ابھی نہیں ولیمے کے دن جتنی چاہے اُتنی باتیں کر لیجئے گا۔ارمغان نے مسکرا کر کہا۔

اپنی بیٹی کو میں لیکر ضرور جاؤں گا آج نہیں تو کل۔فیضان صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے جس پہ کسی نے دھیان نہیں دیا۔

ناراض ہو؟ارمغان کمرے میں آتا طوبیٰ سے بولا جو جب سے آئی تھی اُس سے بات کرنے کے روادار نہیں تھی۔

آپ کو فرق پڑتا ہے؟طوبیٰ نے اُلٹا اُس سے سوال کیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے پڑتا ہو گا یا نہیں ؟ارمغان نے سوال کے بدلے سوال کیا۔

سوال کا جواب دیا جاتا ہے سوال کا سوال نہیں ہوتا۔طوبیٰ نے منہ پھیر کر کہا تو ارمغان بے ساختہ مسکرا دیا۔

یہی تو بات ہے میں نے جب پوچھا تو تمہیں بتانا چاہیے تھا کیا بات ہے ناراض ہو یا نہیں پر تم نے جواب نہیں دیا تو میں نے بھی نہیں دیا۔ارمغان نے آرام سے کہا

آپ بہت بُرے ہیں۔طوبیٰ نے کہا

جانتا ہوں۔ارمغان آرام سے بولا

سنگدل ہیں

اور

بے حس بھی ہے

اور

غصیلے ہیں

اور

مجھ سے پیار بھی نہیں کرتے۔طوبیٰ نے رونی شکل بنا کر کہا تو ارمغان اُس کی بات پہ ہنس پڑا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

تمہیں ایسا کیوں لگا مجھے تم سے پیار نہیں۔ارمغان نے دلچسپی سے پوچھا

آپ نے کبھی پیار سے بات نہیں کی بس گھور کر دیکھتے ہیں۔طوبیٰ نے بتایا

اچھا تو کیا تم اِس وقت میرے گھر میں میرے کمرے میں میرے پاس حق سے بیٹھی ہو یہ دلیل کیا کم ہے کہ تم میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہوں۔ارمغان نے پیار بھرے لہجے میں کہا تو طوبیٰ کو اپنے اندر سکون اُترتا محسوس ہوا

طوبیٰ! تو غصہ کیوں ہوتے ہیں؟

ارمغان! تم غصہ جو دلاتی ہوں میری بات نہیں مانتی اِس لیے۔

مطلب ساری قصور میرا ہے۔طوبیٰ حیرت زدہ ہوتی بولی

تو کیا نہیں خُلا کی بات کتنی آسانی سے کر دی اِس بات پہ مجھے غصہ نہیں آئے گا تو کیا پیار آئے گا۔ارمغان نے دوبدو کہا تو طوبیٰ نے اپنا سر جھکا دیا۔

دیکھو طوبیٰ میں تمہارا شوہر ہوں تمہارے نزدیک باپ کی اہمیت ہے تو میری اور ہمارے درمیان پاک رشتے کی بھی اہمیت ہونی چاہیے چچا جان کی بات ماننا تم پہ فرض ہے پر اگر ناجائز بات کریں تو تمہیں انکار کرنا چاہئے بلاوجہ وہ ہمارا رشتہ ختم کرنا چاہتے جس میں نہ میری مرضی تھی نہ تمہاری تو بتاؤ مجھے زندگی ہم نے ایک ساتھ گزارنی ہے نہ۔ارمغان نے کہا تو طوبیٰ نے سر کو اثبات میں جنبش دی

تو ہمارا حق ہے اپنے لیے اسٹینڈ لینے کا۔ارمغان اُس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

پھر ڈیڈ ناراض ہے۔طوبیٰ پریشانی سے کہا

مان جائے گے وہ۔ارمغان نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

گولڈن گرل تم مجھے نظرانداز کر رہی ہو۔عالمگیر جانتا تھا زرنور روز پارک میں آتی ہے تبھی وہ وہاں آیا تھا تاکہ اُس سے مل سکے وہ بینچ پہ دس منٹ سے بیٹھا تھا پر زرنور نے ایک بار غلطی سے بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا تھا جب عالمگیر کی برداشت ختم ہوئی تو فورن سے کہا

تم ہو کون جس کو میں نظرانداز کروں۔زرنور سپاٹ انداز میں بولی

فرینڈز بن جاتے ہیں تاکہ بار بار تمہارے منہ سے اپنے لیے یہ الفاظ سننے کو نہ ملے۔عالمگیر اُس کی بات پہ بدمزہ ہوتا بولا

نو انٹرسٹڈ۔زرنور نے کہا

بٹ میں ہوں۔عالمگیر نے مسکرا کر کہا

اور کوئی لڑکی نہیں کیا جو میرے پاس آئے ہو؟زرنور نے جل کر پوچھا

بتایا جو میں سنگل ہو۔عالمگیر نے یاد کروانا چاہا

مجھے یاد نہیں۔زرنور نے بے نیازی سے کہا۔

اچھا اپنا نمبر دو۔عالمگیر جیب سے اپنا فون نکالتا بولا۔

کیوں کیوں؟زرنور نے گھور کر کہا

باتیں کریں گے جب ملنا ہوا تھا تبھی بات کر سکتے ہیں جگہ ڈسائیڈ کر سکتے ہیں۔عالمگیر نے مزے سے سارا پلان بتایا

زیادہ فری ہونے کی ضروری نہیں۔زرنور نے کہا

کیوں نہیں۔عالمگیر نے کہا

میں تمہیں نہیں جانتی۔زرنور نے باور کروایا

اِتنے دنوں سے مل رہے ہیں نام ایک دوسرے کا جانتے ہیں کیا یہ کم ہے۔عالمگیر نے اُس کی سبز آنکھوں میں دیکھ کر کہا

میں نہیں دوں گی۔زرنور نظریں چُرا کر بولی۔

جانتا ہوں مانتا ہوں تم خوبصورت ہو اٹیٹیوڈ دیکھانا بھی جچتا ہے تم پہ مگر اب ختم کرو یہ اور اپنا نمبر بتاؤ۔عالمگیر فرینڈلی انداز میں کہا

اوکے سیو کرو۔زرنور تنگ آتی اپنا نمبر بتانے لگی جو عالمگیر نے مسکرا کر گولڈن گرل نام سے اپنے موبائل میں محفوظ کر دیا۔

❤❤❤

ونیلا چاکلیٹ اور اسٹرابیری۔فائزہ نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا

چاکلیٹ فلور۔ارسلہ نے بھی بتایا تو مراد سر ہلاتا آئسکریم لینے چلا گیا۔

تمہارا بھائی بہت اچھا ہے۔ارسلہ نے حسرت سے مراد کی جانب دیکھ کر کہا

تمہارا کوئی بھائی نہیں؟فائزہ نے سوال کیا تو ارسلہ نے نفی میں سر ہلایا

تو میرے بھائی کو اپنا بھائی سمجھ لو سچی بہت تنگ کریں گے اُن کو۔فائزہ نے چہکتے کہا تو

ارسلہ ہنس پڑی۔

،----------

فائزہ ایک بات بتاؤ۔مراد ارسلہ کو اُس کے گھر ڈراپ کرتا اپنے گھر کی طرف جا رہا تھا

جب ایک خیال کے تحت فائزہ سے بولا

کیا بات؟فائزہ نے کہا

ارسلہ کو کیا چلنے میں پرو بلم ہوتی ہے یا کوئی چوٹ لگی ہے پیر میں؟مراد نے پوچھا

وہ دراصل بھائی ارسلہ تھوڑا لنگڑا کر چلتی ہے یہ محرومی پیدائشی ہے اُس میں اِس لیے وہ

زیادہ تر تنہا رہنا پسند کرتی ہے کہیں باہر آتی جاتی بھی نہیں اُس نے بتایا کے سب اُس کی

محرومی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔فائزہ نے دُکھ سے بتایا تو مراد کو ارسلہ سے ہمدردی محسوس

ہوئی۔

فیضان صاحب دوسرے دن امتیاز صاحب کی طرف آئے تھے طوبیٰ کو لینے پر ارمغان نے سختی سے طوبیٰ کو اندر رہنے کا کہا تھا۔

دیکھو بھائی فیضان آپ بلاوجہ ضد کر رہے ہیں آپ کو کچھ حاصل نہیں ہو گا سوائے ناکامی کے دونوں کا نکاح بچپن میں ہو گیا تھا اب آپ کچھ بھی کہے ارمغان کبھی طوبیٰ کو طلاق نہیں دے گا۔امتیاز صاحب نے رسانیت سے کہا زرغونہ بیگم اور ارمغان ہادیہ سب خاموش سے تھے۔

اپنے بیٹے سے کہو میری بیٹی کو بے نام رشتے سے آزاد کریں شیرازی مجھ سے تاریخ مانگ رہا ہے شادی کی۔فیضان صاحب کڑے لہجے میں بولے۔

چچا جان میں اتنا بے غیرت نہیں جو اپنی عزت کو کسی اور کے لیے چھوڑ دو۔ارمغان اُن کی بات پہ ضبط کرتا بولا۔

پولیس تک بات پہنچی تب تو دو گے نہ۔فیضان صاحب نے ڈرانہ چاہا

پولیس کیا کرے گی جب طوبیٰ میرے نکاح میں ہے میں نے کونسا اُس کو اغوا کیا ہے۔ارمغان بے خوفی سے بولا تو فیضان صاحب کلس کے رہ گئے۔

بھائی صاحب گھر کی بات گھر میں رہے تو بہتر ہے اگر بات باہر گئی تو بدنامی آپ کی ہو گی سراسر۔زرغونہ بیگم نے سپاٹ انداز میں کہا۔

طوبیٰ سے بات کرنی ہے مجھے۔فیضان صاحب نے کہا۔

ابھی نہیں ولیمے کے دن جتنی چاہے اُتنی باتیں کر لیجئے گا۔ارمغان نے مسکرا کر کہا۔

اپنی بیٹی کو میں لیکر ضرور جاؤں گا آج نہیں تو کل۔فیضان صاحب کھڑے ہوتے ہوئے بولے جس پہ کسی نے دھیان نہیں دیا۔

ناراض ہو؟ارمغان کمرے میں آتا طوبیٰ سے بولا جو جب سے آئی تھی اُس سے بات کرنے کے روادار نہیں تھی۔

آپ کو فرق پڑتا ہے؟طوبیٰ نے اُلٹا اُس سے سوال کیا۔

تمہیں کیا لگتا ہے پڑتا ہو گا یا نہیں؟ارمغان نے سوال کے بدلے سوال کیا۔

سوال کا جواب دیا جاتا ہے سوال کا سوال نہیں ہوتا۔طوبیٰ نے منہ پھیر کر کہا تو ارمغان بے ساختہ مسکرا دیا۔

یہی تو بات ہے میں نے جب پوچھا تو تمہیں بتانا چاہیے تھا کیا بات ہے ناراض ہو یا نہیں پر تم نے جواب نہیں دیا تو میں نے بھی نہیں دیا۔ارمغان نے آرام سے کہا

آپ بہت بُرے ہیں۔طوبیٰ نے کہا

جانتا ہوں۔ارمغان آرام سے بولا

سنگدل ہیں

اور

بے حس بھی ہے

اور

غصیلے ہیں

اور

مجھ سے پیار بھی نہیں کرتے۔ طوبیٰ نے رونی شکل بنا کر کہا تو ارمغان اُس کی بات پہ ہنس پڑا۔

تمہیں ایسا کیوں لگا مجھے تم سے پیار نہیں۔ ارمغان نے دلچسپی سے پوچھا

آپ نے کبھی پیار سے بات نہیں کی بس گھور کر دیکھتے ہیں۔ طوبیٰ نے بتایا

اچھا تو کیا تم اِس وقت میرے گھر میں میرے کمرے میں میرے پاس حق سے بیٹھی ہو یہ دلیل کیا کم ہے کہ تم میرے لیے کیا اہمیت رکھتی ہوں۔ ارمغان نے پیار بھرے لہجے میں کہا تو طوبیٰ کو اپنے اندر سکون اُترتا محسوس ہوا

طوبیٰ! تو غصہ کیوں ہوتے ہیں؟

ارمغان! تم غصہ جو دلاتی ہوں میری بات نہیں مانتی اِس لیے۔

مطلب ساری قصور میرا ہے۔طوبیٰ حیرت زدہ ہوتی بولی

تو کیا نہیں خُلا کی بات کتنی آسانی سے کر دی اِس بات پہ مجھے غصہ نہیں آئے گا تو کیا پیار آئے گا۔ارمغان نے دوبدو کہا تو طوبیٰ نے اپنا سر جھکا دیا۔

دیکھو طوبیٰ میں تمہارا شوہر ہوں تمہارے نزدیک باپ کی اہمیت ہے تو میری اور ہمارے درمیان پاک رشتے کی بھی اہمیت ہونی چاہیے چچا جان کی بات ماننا تم پہ فرض ہے پر اگر ناجائز بات کریں تو تمہیں انکار کرنا چاہئے بلاوجہ وہ ہمارا رشتہ ختم کرنا چاہتے جس میں نہ میری مرضی تھی نہ تمہاری تو بتاؤ مجھے زندگی ہم نے ایک ساتھ گزارنی ہے نہ۔ارمغان نے کہا تو طوبیٰ نے سر کو اثبات میں جنبش دی

تو ہمارا حق ہے اپنے لیے اسٹینڈ لینے کا۔ارمغان اُس کا ہاتھ تھام کر بولا۔

پھر ڈیڈ ناراض ہے۔طوبیٰ پریشانی سے کہا

مان جائے گے وہ۔ارمغان نے یقین دلاتے ہوئے کہا۔

❤❤❤

گولڈن گرل تم مجھے نظر انداز کر رہی ہو۔عالمگیر جانتا تھا زرنور روز پارک میں آتی ہے تبھی وہ وہاں آیا تھا تاکہ اُس سے مل سکے وہ بینچ پہ دس منٹ سے بیٹھا تھا پر زرنور نے ایک بار غلطی سے بھی اُس کی طرف نہیں دیکھا تھا جب عالمگیر کی برداشت ختم ہوئی تو فورن سے کہا

تم ہو کون جس کو میں نظر انداز کروں۔زرنور سپاٹ انداز میں بولی

فرینڈز بن جاتے ہیں تاکہ بار بار تمہارے منہ سے اپنے لیے یہ الفاظ سننے کو نہ

ملے۔عالمگیر اُس کی بات پہ بدمزہ ہوتا بولا

نو انٹرسٹڈ۔زرنور نے کہا

بٹ میں ہوں۔عالمگیر نے مسکرا کر کہا

اور کوئی لڑکی نہیں کیا جو میرے پاس آئے ہو؟زرنور نے جل کر پوچھا

بتایا جو میں سنگل ہو۔عالمگیر نے یاد کروانا چاہا

مجھے یاد نہیں۔زرنور نے بے نیازی سے کہا۔

اچھا اپنا نمبر دو۔عالمگیر جیب سے اپنا فون نکالتا بولا۔

کیوں کیوں؟زرنور نے گھور کر کہا

باتیں کریں گے جب ملنا ہوا تھا تبھی بات کر سکتے ہیں جگہ ڈسائیڈ کر سکتے ہیں۔عالمگیر

نے مزے سے سارا پلان بتایا

زیادہ فری ہونے کی ضروری نہیں۔زرنور نے کہا

کیوں نہیں۔عالمگیر نے کہا

میں تمہیں نہیں جانتی۔زرنور نے باور کروایا

اِتنے دنوں سے مل رہے ہیں نام ایک دوسرے کا جانتے ہیں کیا یہ کم ہے۔عالمگیر نے اُس کی سبز آنکھوں میں دیکھ کر کہا

میں نہیں دوں گی۔زرنور نظریں چُرا کر بولی۔

جانتا ہوں مانتا ہوں تم خوبصورت ہو اٹیٹیوڈ دیکھانا بھی جچتا ہے تم پہ مگر اب ختم کرو یہ اور اپنا نمبر بتاؤ۔عالمگیر فرینڈلی انداز میں کہا

اوکے سیو کرو۔زرنور تنگ آتی اپنا نمبر بتانے لگی جو عالمگیر نے مسکرا کر گولڈن گرل نام سے اپنے موبائل میں محفوظ کر دیا۔

❤❤❤

ارسلہ لان میں بیٹھی اپنا اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب داخلی دروازے سے ایک گاڑی آتی دیکھی جس میں تین لڑکے اور ایک لڑکی باہر آئی بلیو شرٹ کے ساتھ وائٹ جینز پینٹ پہنے لڑکے کو دیکھ کر اُس یاد آیا وہ پہلے بھی آ چُکا تھا جس سے وہ سمجھ گئی کے یہ سب نازش کے فرینڈز ہیں اِس لیے اپنا دھیان اسائنمنٹ کی طرف کیا۔

وہ لڑکی کون ہے؟انمول نے ارسلہ کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ سب کی اُس کی جانب دیکھنے لگے

چل کر پوچھتے ہیں۔عالمگیر نے کہا تو وہ گھر کے بجائے ارسلہ کی طرف آئے۔

ہائے سویٹ ! گرل۔عالمگیر اُس کے پاس کھڑا ہوتا بولا ارسلہ نے اُن سب کو اپنی طرف دیکھتا پایا تو نروس ہونے لگی ہاد بغور اُس کا جائزہ لینے لگا جو فل وائٹ کلر کے فراق کے ساتھ وائٹ ٹراؤز پہنے بہت پیاری لگ رہی تھی۔

جی۔ارسلہ نے بس اتنا کہا

تم کون ہو؟ محب نے پوچھا

میں ارسلہ مہتاب۔ارسلہ نے کہا تو سب نے ایک دوسرے کو اُلجھن بھری نظروں سے دیکھا

اِتنی پیاری معصوم لڑکی نازش کی بہن تو نہیں ہو سکتی۔عالمگیر ڈرامائی انداز میں بولا۔

میں اُن کی بہن ہوں۔ارسلہ نے جلدی سے کہا

گائیز تم لوگ یہاں کیا کر رہے ہو اندر چلو۔نازش اُن کے پاس آتی بولی

نازش تم نے بتایا نہیں تھا تمہاری کوئی بہن بھی ہے۔انمول نے شکایت بھرے لہجے میں کہا اس کی بات پہ نازش نے غصے سے ارسلہ کو دیکھا جس کا نوٹس بس عالمگیر نے لیا تھا ارسلہ گھبراتی اپنی چیزیں اُٹھانے لگی۔

اندر چلو پھر بتاتی ہوں۔نازش چہرے پہ زبردستی مسکراہٹ سجا کر بولی

تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔عالمگیر نے ارسلہ کو جاتا دیکھا تو کہا

میں کیوں؟ارسلہ ڈر کر بولی

کیوں کیا باتیں ہو گی اور تمہارے بارے میں معلومات بھی ہو جائے گی ہم تو یہاں بہت بار آئے پر تمہیں پہلی بار دیکھا ہے۔عالمگیر نے کہا تو باقی سب نے تائید کرتے سر ہلایا

مجھے کام ہے سوری۔ارسلہ معذرت کرتی اندر کی طرف جانے لگی۔

نازش تمہاری بہن ایسے کیوں چل رہی ہے؟انمول نے اُلجھن زدہ لہجے میں نازش سے پوچھا

لنگڑی ہے۔نازش نے حقارت سے کہا اُس نے جس انداز سے کہا وہ انداز ہاد اور عالمگیر کو ایک آنکھ نہ بھایا

بہن ہے تو کچھ عزت کرنا سیکھو۔عالمگیر نے کہا

تم مجھے مت سکھاؤ۔نازش نے کوفت سے کہا

اچھا اب لڑو نہیں اور اندر چلو۔محب نے کہا تو سب اندر کی طرف آئے جب کی نازش ارسلہ کی طرف آئی۔

سادیہ بی پڑوس میں گئی ہیں ملازمہ گروسری کرنے اِس لیے تم ریفریشمنٹ کا انتظام کرو۔نازش ارسلہ کے کمرے میں آتی حکم صادر کرتی جا چکی تھی ارسلہ اُس کی بات گہری سانس بھرتی باہر کچن کی طرف آئی۔

تم نے کہا تھا ماں باپ کی اکلوتی ہو تو وہ لڑکی کیوں خود کو ارسلہ مہتاب بتا رہی تھی۔ محب نے نازش کے بیٹھتے ہی کہا۔

تو وہ کونسی میری بہن ہے ایڈاپٹ کیا تھا میرے ڈیڈ نے اِس لیے اپنے نام کے ساتھ میرے باپ کا نام یوز کرتی ہے۔ نازش نے صفائی سے جھوٹ بولا

پر وہ اگر تمہارے ساتھ بچپن سے ہے تو کبھی تو ہمارے ساتھ ذکر کیا ہوتا انفیکٹ تم اب بھی نہ بتاتی اگر ہماری ملاقات اچانک نہ ہو جاتی۔ ہاد جواب تک خاموش تھا وہ بولا۔

میں اُس کا کیوں ذکر کرتی میری نظر میں نہ اُس کی اوقات ہے اور نہ کوئی حیثیت اِس لیے پلیز تم لوگ بھی اُس کا ذکر نہیں کرو۔ نازش نے اکتاہٹ سے کہا

ارے واہ تم آ گئی۔ عالمگیر نے ارسلہ کو آتے دیکھا تو شوخی سے بولا۔

چیزیں رکھ کر باہر جاؤ سرو ہم خود کر لیں گے۔ نازش نے تنبیہہ کرتی نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولی۔

مجھے تو تم سرو کرو اور یہ بیکنگ تم نے کی ہے؟ عالمگیر ایک ناگوار نظر نازش پہ ڈال کر مسکرا کر ارسلہ سے پوچھ کر کیک اور کوکیز کی جانب اشارہ کیا۔

جی میں نے کی ہے۔ ارسلہ نے آہستہ سے جواب دیا۔

رئیلی مجھے تو چائے بنانی بھی نہیں آتی۔ انمول ایمپریس ہوتی بولی

اب ہر کوئی تمہاری طرح پھوہر تو نہیں ہوتا۔ محب نے مسکراہٹ دبا کر کہا

مجھے کیک کا پیس اور چائے تو دیجئے گا۔ہاد نے اُس کو عالمگیر کی طرف جاتے دیکھا تو کہا

نازش ہاد کو ارسلہ کے ساتھ اتنے احترام سے بات کرتا دیکھ کر کلس کر رہ گئی۔

ارسلہ ہاد کی بات پہ سر ہلاتی کٹلی سے چائے نکال کر کپ میں ڈالتی ہاد کی طرف جانے لگی نازش نے اُس کو پاس آتا دیکھا تو اپنا پیر آگے کیا کیونکہ وہ ہاد کے ساتھ بیٹھی تھی اُس کے ایسا کرنے سے ارسلہ کا پیر ان بیلنس ہوا تھا خود کو گرنے سے تو وہ بچہ پائی پر گرم چائے اُس کا پیر بُری طرح جھلسا چکی تھی سب فورن سے اپنی جگہ سے اُٹھ گئے تھے

ارسلہ کا چہرہ ضبط سے سرخ ہوا چُکا تھا۔

سوری آپ یہاں بیٹھے۔ہاد شرمندہ ہوتا ارسلہ کو صوفے کی طرف بیٹھانے لگا۔

تم کیا کھڑی تماشا دیکھ رہی ہو بہن کو چوٹ لگی ہے جاؤ جا کر آٹیمینٹ لیکر آؤ۔عالمگیر نے نازش کو اپنی جگہ جما دیکھا تو غصے سے کہا

میری تمہاری ملازمہ نہیں جو ایسے بات کر رہے ہو۔نازش جھلا کر بولی۔

انمول اِن کو لڑائی سے فرصت نہیں تم کچن سے مرہم لیں آؤ۔ہاد دونوں پہ ناگوار نظر ڈال کر بولا

انمول ہاد کی بات پہ جلدی سے وہاں سے نکلی۔

اگر رونا آرہا ہے تو رولو۔عالمگیر نے ارسلہ کا لال ہوتا چہرہ دیکھ کر بولا ارسلہ نے کوئی جواب دیا۔

میں خود لگالوں گی۔انمول مرہم لائی تو ہاد لگانے لگا تو ارسلہ نے جلدی سے کہا نازش انگارہ برساتی نظروں سے ارسلہ کو گھور رہی تھی۔

میں لگالیتا ہوں آپ خاموش رہے۔ہاد ٹوکتے بولا

پھر نرمی سے اُس کے پیر پہ مرہم لگانے لگا جو سرخ ہو گیا تھا ارسلہ یک ٹک ہاد کو دیکھ رہی تھی جو بڑی توجہ اور نرمی کے ساتھ اُس کے پیر پہ مرہم لگا رہا تھا جب کی عالمگیر مزے سے نازش کا غصے سے بھرا چہرہ دیکھ رہا تھا جو نظروں ہی نظروں میں ارسلہ کو بھسم کرنے کا ارادہ رکھے ہوئے تھی۔

ابھی تو میں نے لگالی ہے پر جب تک پاؤں مکمل طور بھی نہیں ہو جاتا آپ خود لگالیا کریں۔ہاد نے مرہم اُس کی طرف بڑھا کر نرمی سے کہا۔

جی شکریہ۔ارسلہ نے مرہم لیتے ہوئے کہا

اب اپنے کمرے میں جاؤ سارا دن ہمارا اسپوئل کر دیا۔نازش نے مزید برداشت نہیں ہوا تو بولی

آرام سے بات کرو۔ہاد نے ٹوکا

آؤ میں لیکر جاتی ہوں۔انمول آگے آتی بولی

آپ سب کا بہت شکریہ پر میں خود چلی جاؤں گی۔ارسلہ نے انکار کرتے کہا اُس کو عجیب لگ رہا تھا اِن سب کو اپنی لیے فکر مند ہوتا دیکھ کر بھلا اُس کو کہا عادت تھی اِس لیے خود ہی اُٹھتی ڈرائینگ روم سے باہر نکلی۔

تم سے اِس بات سے حساب لیا جائے اُس معصوم سے اِس طرح بات کر رہی تھی۔عالمگیر دل جلانے والی مسکراہٹ سے بولا

بکواس بند کرو اپنی۔نازش نے غصے سے دانت پیس کر کہا

سچ کڑوا ہوتا ہے۔عالمگیر گُنگنا تا اُس کو زہر سے بھی زیادہ بُرا لگا۔

❤❤❤❤❤

نازش آپی کے سارے فرینڈز بہت مختلف ہیں اُن سے۔رات کے وقت ارسلہ نے سادیہ بی کے پاس لیٹتے ہوئے بتایا۔

سب لوگ ایک دوسرے مختلف ہی ہوتے ہیں۔سادیہ بھی اُس کی بات پہ مسکرا کر بولی۔

ہاں پر میں ان سے کتراتی تھی مجھے لگتا تھا وہ بھی آپی کی طرح مجھے منحوس کہے گے لنگڑی ہونے پہ میرا مذاق اُڑائے گے پر ایسا کچھ نہیں تھا وہ سب بہت اچھے سے مجھ سے بات کر رہے تھے۔ارسلہ نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا

تم لنگڑی نہیں ہو دوبارہ اپنے لیے یہ الفاظ مت نکالنا۔ سادیہ بھی اُس کی بات پہ ٹوکتی بولی۔

میرے نہ کہنے سے حقیقیت بدل تو نہیں جائے گی۔ ارسلہ نے کہا

اچھا اب سو جاو فضول مت بولو۔ سادیہ بی نے کہا تو ارسلہ مسکرا کر آنکھیں بند کر گی اُس کے چمکتے چہرے کو دیکھ کر وہ اندازہ لگا سکتی تھی جو توجہ وہ اپنوں سے چاہتی تھی آج اجنبیوں سے ملی ہے تو وہ خوش ہے۔

❤❤❤❤

عالمگیر سونے کی کوشش کر رہا تھا پر جب بہت وقت تک نیند نہیں آئی تو اُس نے زرنور کو کال کرنے کا سوچا۔

میں نے تمہیں اپنا نمبر اِس لیے نہیں دیا تھا کہ رات کے بارہ بجے میری نیند خراب کرو۔ عالمگیر نے جیسے کال کی تو زرنور شروع ہو گئ۔

مجھے نیند نہیں آ رہی تھی سوچا تم سے پوچھ لوں جاگ رہی ہو یا سو رہی ہو۔ عالمگیر اُس کی نیند سے بھری آواز سنتا مسکراہٹ دبا کر بولا

سیریسلی اِتنی رات کو یہ پوچھنے کے لیے کال کی ہے۔ زرنور کو اُس کی دماغی حالت پہ شک گزرا۔

تو تمہیں کیا لگا میں نے کیوں کال کی ہو گی۔ عالمگیر نے سوال کیا

بہت ہی کوئی فضول اور مین انسان ہو۔زرنور تپ کے بولی

اِتنی تعریف مت کیا کرو مجھے شرم آتی ہے۔عالمگیر اُس کے چڑنے پہ محفوظ ہوتا بولا

جب کی دوسری طرف زرنور کال کٹ چُکی تھی جس پہ عالمگیر اپنا سامنہ لیکر رہ گیا

ڈیڈ میں ولیمہ چاہتا ہوں اب۔ارمغان نے کہا

ٹھیک ہے تم ساری ارینجمنٹس ہاد کے ساتھ مل کر کرو ہال کی بُکنگ وغیرہ یہ سب میں

مہمانوں کی لسٹ بتادوں گا جن کو ولیمے پہ انوائٹ کرنا ہے۔امتیاز صاحب نے کہا

ولیمے پہ میں سارے خاندانوں والوں کو انوائٹ کرنا چاہتا ہوں اپنے سرکلز کے لوگ

کولیگز وغیرہ اِن سب کو تاکہ سب پتا ہو۔ارمغان نے سنجیدہ سے کہا

جیسے تمہاری مرضی۔امتیاز صاحب نے سر کو جنبش دیتے کہا

کب کی تاریخ ہے ولیمے کی؟ہاد نے پوچھا

اگلے مہینے کی دو تاریخ کو۔ارمغان نے بتایا

مطلب وقت بہت کم ہے۔ہاد نے کہا

بلکل اِس لیے اپنے دوستوں کو بتادو شاپنگز وغیرہ بھی کرلوں طوبیٰ کو میں مشہور بوتیک

لیں جاؤں گا ولیمے کے ڈریس کے لیے۔ارمغان نے طوبیٰ کو دیکھ کر کہا

مجھے کیا شاپنگ کرنی ہے سوائے ایک سوٹ لینے کے۔یاد کا لر جھاڑ کر بولا

اپنی ہونے والی بیوی کو تو کروانی پڑے گی نہ۔ارمغان نے شرارت سے کہا تو ہاد ہنس پڑا۔

تمہاری پڑھائی پوری ہو جائے تو میں نازش کو انگھوٹی پہنانے جاؤں گی باقاعدہ منگنی ہو جائے تو ٹھیک ہے۔زرغونہ بیگم نے کہا

آپ کیوں انگھوٹی ہاد خود پہننالیں گا۔ارمغان نے ہاد کو دیکھ کر آنکھ ونک کرتا بولا جس پہ ہاد نے سر ہلایا۔

جو بھی پر رشتے لینے تو جانا چاہیے نہ اب۔زرغونہ بیگم نے کہا تو سب اُن کی بات پہ متفق ہوئے۔

دو دن بعد!

احسان صاحب لاؤنج میں بیٹھے اخبار پڑھ رہے تھے جب زرنور ان کے پاس آتی ٹیبل پہ پڑا کارڈ اُٹھا کر دیکھنے لگی۔

ڈیڈ یہ کس کے ولیمے کا انویٹیشن کارڈ ہے؟زرنور کارڈ پہ نظر جما کر بولی۔

دوست ہے ایک پُرانہ اُس کے بیٹے کا ولیمہ ہے تم ساتھ چلنا۔احسان صاحب نے مسکرا کر جواب دیا

ڈیڈ یہ وہ تو نہیں جن کے پاس ہم جاتے تھے پہلے۔زرنور نے پوچھا

جی وہی ہیں۔احسان سب نے بتایا

اوو واہ پھر تو میں ضرور چلوں گی۔زرنور خوشی ہوتی بولی جس پہ احسان صاحب بھی مسکرا پڑے۔

ہاد نازش کو لیے شاپنگ مال لایا تھا نازش لیڈیز سینٹر کی جانب گئی تو ہاد ایک کال کرنے کے لیے سائیڈ پہ ہوا۔

ہاد تم یہاں ہو میری ہیلپ کرو سمجھ نہیں آرہا کونسا ڈریس لوں۔نازش باہر آتی ہاد کا ہاتھ پکڑتی بولی

کال کرنی تھی تم آؤ۔ہاد نے وجہ بتائی

اچھا اب چلو۔نازش اُس کا ہاتھ تھامتی اپنے ساتھ لیں جانے لگی۔

تم مجھے پِک کرنے آنا تمہاری طرف آنے کے لیے میں چاہتی ہوں نہ اکیلی آؤں اور نہ ڈرائیور کے ساتھ تمہارے ساتھ چلوں گی تو ٹھیک رہے گا۔نازش شاپنگ کے بعد فوٹ کارن میں آتی ہاد سے بولی۔

کہاں چلنا ہے میرے ساتھ؟ہاد اُس کی بعد سمجھ نہیں پایا۔

ولیمہ ہے نہ تمہاری بھائی کا وہاں۔نازش نے بتایا

کیوں انکل نہیں آئے گے کیا؟ہاد نے پوچھا

سوری دراصل ڈیڈ کی اہم میٹنگ ہے حیدر آباد جانا ہے تو وہ نہیں آسکتے۔نازش نے وجہ بتائی

اوکے نو پرو بلم تم ریڈی ہو کر میسج کر لینا میں پِک کر لوں گا اپنی بہن سے بھی کہہ دینا وہ بھی تیار رہے۔ہاد آرام سے بولا نازش کو ہاد کی آخری بات سن کر پتنگے ہی لگ گئے۔

وہ کیوں اُس کا کیا کام۔نازش نے ناگواری سے کہا

کیا مطلب کیا کام بہن ہے وہ تمہاری گھر کی ممبر ہے وہ اُس کو آنا چاہیے۔ہاد نے کہا

دیکھو ہاد میں بتا چکی ہوں وہ مجھے نہیں پسند ویسے بھی وہ ایوینٹس میں کہی نہیں جاتی لوگ اُس کا مذاق اُڑاتے لنگڑی جو ہے۔نازش تمسخرانہ انداز میں بولی۔

اِس لیے تو اُس میں کانفڈنس کی کمی ہے تم اپنے ہی اُس کو سپورٹ نہیں کرو گے تو باقی سے کیا اُمید ویسے بھی اگر وہ خود کو قید کریں تو یہ اپنی ذات سے زیادتی ہوئی اُس کو چاہیے لوگوں کی بات نظر انداز کریں نہ کی ہر ایک کی بات دل پہ لیں۔ہاد نے نرمی سے کہا

تم کیوں اُس کی طرفداری کر رہے ہو؟نازش نے تپ کے کہا

میں کسی کی طرفداری نہیں کر رہا بس ایک جنرل بات کر رہا ہوں۔ہادنے وضاحت دی۔

ارسلہ نہیں آئے گی بس۔نازش نے دوٹوک کہا

نازش میری فیملی کو یہ بات بعد میں پتا چلی کے تمہاری کوئی بہن بھی ہے تو مسئلہ ہو سکتا ہے میں ارسلہ کو تمہاری بہن کی حیثیت سے موم ڈیڈ سے ملوانا چاہتا ہوں۔ہادنے سمجھاتے ہوئے کہا

بہن نہیں وہ میری۔نازش نے دانت پیس کر کہا

گھر کا فرد تو ہے نہ۔ہادنے یاد کروایا ہو جیسے

مجھے برداشت نہیں ہوتی وہ۔نازش نے کہا

پلیز نازش وہ معصوم ہے اپنی انا کا مسئلہ نہ بناؤ۔ہاداب کی بیزار ہوا جس پہ نازش خاموش ہو گئی۔

❤❤❤❤❤❤

میں فطرتا بہت حساس

ہوں

مجھے دُکھ دیتے ہیں

تلخ رویے

میں تھک جاتی ہوں

سہہ کر

سن کر

بول کر

سوچ کر

اندر ہی اندر

دل میں بوجھ لئے رہتی ہوں

اُداسی میں روح کا

خُلاصہ

مگر

میں اُداسی بانٹ نہیں

سکتی

مجھے خواہش میں بانٹوں

مسکراہٹیں

خوشیاں

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آسانیاں

دعائیں

فقطاِس لیے

اپنی سی کوشش

جاری رکھتی ہوں۔

ارسلہ گارڈن میں اپنی مانوں کے ساتھ تھی جب نازش اُس کے پاس آئی۔

کوئی تمہیں میری ساتھ آنے کا کہے تو صاف انکار کر دینا۔نازش نے سختی سے کہا

کوئی مجھے کیوں آپ کے ساتھ لیں جانا چاہے گا۔ارسلہ کو اُس کی بات سمجھ نہیں آئی۔

زیادہ چلاک بننے کی ضرورت نہیں یہ جو تم معصوم بنی رہتی ہو اُس کو ختم کرو اور میں

بتادوں اگر میرے فرینڈز میں کوئی بھی ہاد کے بھائی کے ولیمے پہ چلنے کا کہے تو صاف

انکار کر دینا ورنہ مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہو گا۔نازش نے وارن کرنے والے انداز میں کہا

ہاد کون؟ارسلہ کو اب بھی سمجھ نہیں آئی۔

وہی جس کے ہاتھوں سے مرہم لگوا رہی تھی بوائے فرینڈ ہے وہ میرا جلد شادی بھی ہو جائے گی اِس لیے دور رہنا اُس سے۔ نازش نے کہا تو اُس کی آنکھوں کے سامنے ہاد کا چہرہ آیا جو بڑی بڑی نرمی اور توجہ کے ساتھ اُس کی پیر پہ مرہم لگا رہا تھا۔

آپ کو کہنے کی ضرورت نہیں میں کیوں اُن کے پاس آؤں گی۔ ارسلہ اپنی سوچ کو جھٹکتی ہوئی بولی۔

بہتر بھی یہی ہو گا تمہارے لیے۔ نازش تمسخرانہ انداز میں کہتی وہاں سے چلی گئی۔

مانو کب سب ٹھیک ہو گا۔ ارسلہ اپنی بلی کو ہاتھوں میں لیتی افسردہ ہوتی بولی

❤❤❤❤❤

آپ کو اب مان جانا چاہیے پُرانی باتیں بُھلا کر۔ نازیہ بیگم نے کمزور آواز میں فیضان صاحب سے کہا جو غصے سے ولیمے کا کارڈ دیکھ رہے تھے۔

اُس ارمغان کو لگتا ہے اُس نے مجھے شکست دی ہے پر اصل شکست تو میں اُس کو دوں گا۔ فیضان صاحب آنکھوں میں بدلے کی آگ لیکر بولے۔

شکست کیسی بھتیجا ہے آپ کا۔ نازیہ بیگم نے کہا

تم خاموش رہو اور خبردار جو ولیمے میں جانا کا سوچا بھی تو۔ فیضان صاحب نے سختی سے کہا

بیٹی کا معاملہ ہے لوگ باتیں بنائے گے۔ نازیہ بیگم نے اُن کو سمجھانا چاہا۔

تمہاری بیٹی نے سوچا میری اجازت کے بغیر جائے گی تو میں کیا لوگوں کو منہ دیکھاوں گا۔ فیضان صاحب بھڑک کر بولے

شوہر تھا اُس کا کوئی غیر نہیں۔ نازیہ بیگم کو اُن کی بات بُری لگی۔

تمہیں جو کہا ہے اُس پہ عمل کرو مجھے سبق پڑھانے کی ضرورت نہیں۔ فیضان صاحب نے دانت پیس کر کہا۔

❤❤❤❤❤

عالمگیر تم فری ہو تو میری طرف آجاؤ۔ مراد نے کال پہ عالمگیر سے کہا

فری ہوں آتا ہوں تمہاری طرف ہاد سے بھی پوچھ لیتا ہوں پھر دونوں ساتھ آتے ہیں۔ عالمگیر ٹی وی کا ولیوم کم کرتا مراد سے بولا

ٹھیک ہے میں انتظار کرتا ہوں۔ مراد نے کہا تو عالمگیر اُس سے بات کرنے کے بعد ہاد کو کال ملانے لگا۔

بولو عالم کیا بات ہے؟ ہاد نے کال اُٹھاتے ہوئے پوچھا

بنا بات کے کال نہیں کر سکتا کیا؟ عالمگیر نے سوال کیا

کر سکتے ہو۔ ہاد نے کہا

تیار رہنا میں لینے آرہا ہوں پھر مل کر مراد کی طور جانا ہے۔ عالمگیر نے جس مقصد سے کال کی تھی وہ بتایا

مجھے کیا تیار ہونا ہے توں آجا پھر چلتے ہیں۔ہاد گہری سانس لیکر بولا۔

اور سب ٹھیک ہے؟آدھے گھنٹے بعد وہ مراد کے گھر موجود تھے تبھی مرِاد نے ہاد کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

ہاں الحمداللہ۔ہاد نے مسکرا کر کہا

پر زیادہ دیر تک ٹھیک نہیں ہو گا اب۔عالمگیر کی ٹیڑھی نظر سے ہاد پہ ڈال کر کہا کیوں۔مراد نے پوچھا ہاد کا دھیان بھی اُس کی طرف ہوا۔

یونی میں اِس کا لاسٹ ایئر ہے پھر آنٹی اِس کی منگنی کا سوچ رہی ہے نازش تو ابھی سے اِس کو اپنے پیچھے بھاگتی ہے منگنی کے بعد تو ہاد کا اللہ ہی مالک ہے۔عالمگیر مصنوعی افسوس سے اپنی بات کہتا آخر میں زور زور سے ہنسنے لگا مرِاد اُس کی بات سمجھ کر خود بھی ہنس پڑا پر ہاد نے گھور کر عالمگیر کو دیکھا۔

تمہیں مسئلہ کیا نازش سے وہ ہماری فرینڈ بھی ہے پر ایک تم جس اللہ جانے کس بات کا بیر ہے۔ہاد نے آج جاننا چاہا

میری فرینڈ نہیں تیری فرینڈ پھر بیسٹ اب گرل فرینڈ سے منگیتر بننے والی ہے میں تو بس تیری وجہ سے برداشت کرتا ہوں۔عالمگیر نے کوفت سے کہا

نازش اچھی لڑکی ہے۔ہاد نے نرمی سے کہا

پتا ہے کتنی اچھی ہے مجھے وہ تیرے ساتھ سوٹ ایبل نہیں لگتی۔عالمگیر جل کے بولا

پھر کون لگتی ہے تمہارے خیال سے ہاد کے لیے کس طرف کی لڑکی ہونی چاہیے۔مراد نے دلچسپی سے سوال کیا

جو پیاری ہو معصوم ہو شوآف نہ کرتی ہوں ڈریسنگ کا سینس ہو صاف دل کی مالک ہو اپنی حدود جانتی ہو۔عالمگیر نے سنجیدگی سے کہا۔

نازش کا ڈریسنگ سینس اچھا ہے ویسے بھی آجکل سب لڑکیاں ایسے کپڑے پہنتی ہے دوسری بات وہ بس میرے ساتھ ہی فری ہوتی ہے اور دل کا کیا ہے دل میں کون جھانکتا ہے کے کیسا ہے دل کا حال تو بس اللہ جانتا ہے اور جتنی تم خوبیاں بتا رہے ہو وہ سب ایک لڑکی میں تو نہیں ہو سکتی۔ہاد اُس کے سارے اعتراض رد کرتا بولا۔

ہو سکتی ہے

ہو سکتی۔

مراد اور عالمگیر نے ایک ساتھ کہا تو ہاد نے عجیب نظروں سے اُن کو گھورا جواب ایک دوسرے کو دیکھ کر ہنس رہے تھے۔

اچھا تم دونوں کی نظر میں ہے کوئی؟ ہاد نے پوچھا

نازش کی بہن کتنی معصوم تھی ڈریسنگ بھی بہت اچھی تھی اُس کی۔عالمگیر نے مسکرا کر بتایا۔

کسی کی شخصیت کا اندازہ اُس کے پہناوے سے لگانا سراسر حماقت کے سِوا کچھ نہیں۔ہاد نے سنجیدگی سے کہا۔

میں پہناوے کی بات تو نہیں کروں گا پر میرا ابھی ایک لڑکی سے سامنے ہوا تھا بہت ڈفرنٹ تھی باقی لڑکیوں سے اپنے آپ کو خود تک رکھنا جانتی تھی معصوم سادہ دل کی۔ مرِاد نے ارسلہ کو یاد کرتے بتایا۔

شاید تم لوگ ٹھیک ہو پر جب مجھے کوئی بات بُری لگے گی نازش میں تو میں اُس سے کہوں گا۔ہاد نے گہری سانس لیتے کہا

آج ارمغان اور طوبیٰ کا ولیمہ تھا جو ہال میں منعقد کیا گیا تھا ہاد ساری تیاریاں دیکھ رہا تھا عالمگیر کے ساتھ مل کر کہ کہیں کمی پیشی نہ ہو جائے جب کی انہوں نے ارمغان کو تیار ہونے کے لیے بھیج دیا تھا۔

ہاد سب تیاری ہو گئی ہیں اب میں نکلتا ہوں گھر کے لیے خود بھی تیار ہونا ہے۔عالمگیر ایک بھرپور نگاہ خوبصورت سے سجے ہال پہ ڈال کر کہا

میں بھی چلتا ہوں دیر ہو گئی ہے نازش کو بھی پِک کرنا تھا۔ہاد اُس کی بات سن کر بولا

اب کیا تم نے پِک اینڈ ڈراپ کی سروس بھی شروع کی ہے کیا؟ عالمگیر طنزیہ کیے بنا نہ رہ پایا۔

بکواس نہیں کرو۔ہادنے گھور کر کہا

زرنور ولیمے کے لیے تیار ہو گئی تھی اُس نے گولڈن کلر کا فراق پہنا تھا جس کے بازوں نیٹ کے تھے گولڈن بالوں کو اُس نے کھول کر پنز لگائی ہوئی تھی میک اپ کے نام پہ ہونٹوں پر ڈارک لپ اسٹک لگائی تھی جس سے وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی اپنی تیاری پہ وہ ایک تنقیدی نظر ڈال کر وہ باہر آئی جہاں احسان صاحب اُس کا انتظار کر رہے تھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ڈیڈ میں تیار ہوں چلیں۔زرنور مسکرا کر احسان صاحب کے پاس آتی بولی

ماشااللہ میرا بچہ تو بہت پیارا لگ رہا ہے۔احسان صاحب نے مسکرا کر کہا

شکریہ ڈیڈ۔زرنور خوش ہوتی بولی پھر وہ دونوں ہال میں جانے کے لیے نکل پڑے۔

عالمگیر بلیک شیر وانی پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بہت جاذب نظر آرہا تھا خود پہ ڈھیر سارا پرفیوم چھڑکنے کے بعد وہ ہاتھ میں گاڑی کی کی اور اپنا سیل فون اُٹھاتا ہال جانے کے لیے نکل گیا۔

ہادنیوی بلیو کلر کے شلوار قمیض میں ملبوس نفاست سے بالوں کو سیٹ کیا تھا جب کی پیروں میں پیشاوری چپل پہنے وہ بہت ڈیشنگ لگ رہا تھا ہاد تیار ہوتا سیدھا نازش کو لینے آیا جو اُس کو پانچ منٹ ویٹ کا کہتی اپنے کمرے میں چلی گئی تھی ملازمہ نے اُس کے سامنے جوس رکھا تو اُس نے ارسلہ کے بارے میں پوچھا جس پہ اُس نے اُس کے کمرے میں ہونا کا بتایا تو ہاد اُٹھ کر وہاں جانے لگا۔

دروازہ لوک ہونے پہ ہاد نے نوک کیا تو ارسلہ نے دروازہ کھولا مگر اپنے سامنے ہاد کو کھڑا دیکھا تو اُس کو حیرت ہوئی ہاد اُس کے حیران تاثرات دیکھ کر مُسکرا دیا۔

آپ یہاں۔ارسلہ نے حیرت سے مُنہ کھلے کہا

جی میں یہاں اور آپ تیار نہیں ہوئی ہمارے ساتھ نہیں چلنا کیا؟ ہاد نے مسکرا کر اُس کو سادہ حُلیے میں دیکھ کر کہا

کہاں نہیں چلنا؟ ارسلہ نے حیرت سے اُس سے اُلٹا سوال پوچھا

نازش نے آپ کو بتایا ہو گا میرے بھائی کا ولیمہ ہے میں نے اُس سے کہا تھا تقریب میں آپ کو ساتھ لانے کا میں اُس کو لینے آیا تھا پھر سوچا آپ کو دیکھ آتا ہوں تیار ہوئی ہیں یا نہیں۔ہاد نے کہا تو اُس کو کچھ دن پہلے نازش کی بات یاد آئی۔

نہیں میرا وہاں کیا کام کونسا میں کسی کو جانتی ہوں آپ جائے یہاں سے۔ارسلہ بے رخی سے کہتی دروازہ بند کرنے لگی پر ہاد نے اپنا ہاتھ آگے کر لیا۔

جاننے کے لیے ملنا ضروری ہوتا ہے اور ملنے کے لیے باہر جانا ضروری ہوتا ہے اگر آپ کہی آئے گی جائے گی نہیں تو کسی کو کیسے پہچانے گی۔ہاد نے نرم لہجے میں کہا۔

مجھے کسی کو نہیں جاننا پہچاننا۔ارسلہ نے کہا

آپ کو آنا چاہیے میں اتنا کنوینس کر رہا ہوں۔ہاد نے ایک اور کوشش کی۔

وہ نہیں آنا چاہتی تو کیوں بار بار اصرار کر رہے ہو۔نازش تیار ہوتی باہر آئی تو ہاد کو نہ پا کر ارسلہ کے کمرے میں آئی اُس کو شک ہوا شاید ہاد یہاں آیا ہو اور ایسا ہی تھا جس پہ نازش نے ضبط کیے رکھا تھا۔

تم آگئی میں نے کہا تھا تو تمہارا کام تھا اِن کو منانا۔ہاد نے ناراض ہو کر نازش سے کہا میں نے بہت کہا تھا پر یہ نہیں مانی ضدی ہے بہت اپنے علاوہ کسی کی نہیں سنتی۔نازش ہاد کے سامنے آتی اُس کا ہاتھ پکڑتی طنزیہ بھری نظروں سے ارسلہ کو دیکھ کر بولی

اچھا کرتی ہے اپنے علاوہ کسی کی سننی چاہیے بھی نہیں پر اب آپ کے پاس دس منٹ ہیں فٹافٹ تیار ہو جائے۔وہ بھی ہاد تھا اپنے نام کا ایک

میں اگر نہیں آنا چاہتی تو آپ ضد کیوں کر رہے ہیں۔ارسلہ تنگ آ کر بولی

ہاد ہمیں دیر ہو رہی ہے۔نازش نے اُس کو احساس کروانا چاہا

آپ ریڈی ہو جائے فورن سے۔ہاد نے پھر سے ارسلہ سے کہا

جاو ہو جاو تیار۔نازش بیزار سی ارسلہ سے بولی تو اُس نے سر ہلایا جس پہ ہاد کے چہرے پہ جاندار مسکراہٹ نے بسیرا کیا

زرنور احسان صاحب کے ساتھ ہال میں آ گئی تھی احسان صاحب پہلے ہی اندر چل گئے تھے مگر زرنور اب تیز تیز قدموں سے جا رہی تھی جب اُس کا پیر کسی کنکر سے ٹکرایا وہ گرنے کو تھی جب دو مضبوط بازوں نے اُس کو اپنے حصار میں لیا زرنور نے آنکھیں کھول کر دیکھا تو عالمگیر مسکرا کر اُس کو دیکھ رہا تھا عالمگیر کو دیکھ کر اُس کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئی جب کی عالمگیر مبہوت سے اُس کا خوبصورت روپ دیکھ رہا تھا۔

تم یہاں میرا پیچھے کر رہے ہو نہ۔زرنور نے ویسے ہی اُس کے حصار میں ہوتے مشکوک نظروں سے دیکھ کر کہا

یہ سوال میں بھی پوچھ سکتا ہوں۔عالمگیر بنا اُس کو چھوڑے بولا

پوچھ لو میرا جواب یہ ہو گا پہلے آئینے میں اپنی شکل دیکھو۔زرنور نے مزے سے بتایا

گولڈن گرل سچ بتاؤ یہاں کیسے تم۔عالمگیر سنجیدگی سے بولا

میرا ولیمہ ہے وہ اٹینڈ کرنے آئی ہوں۔زرنور نے معصوم شکل بنا کر کہا

فضول کم بولا کرو۔عالمگیر اُس کی بات پہ تپ کے بولا

بے وقوف اپنے سوال پہ بھی تو پھر غور کرو نہ۔زرنور نے گھور کر کہا تو اُس نے اپنی اور

زرنور کی پوزیشن پہ غور کیا تو جلدی سے اپنا ہاتھ اُس کی کمر سے ہٹا کر سیدھا کھڑا کر کے

خود دور ہوا۔

میرے دوست کے بھائی کا ولیمہ ہے آج۔عالمگیر یہاں وہاں نظر گھما کر بولا

میرے فادر کے دوست کے بیٹے کا ولیمہ ہے آج۔زرنور نے مسکراہٹ دبا کر کہا

تو اندر چلو نہ باہر کھڑی ہو کر ولیمہ انجوائے کرو گی کیا۔عالمگیر نے کہا

اندر چلتی ہو پر پہلے تم یہ بتاؤ میوزک وغیرہ کا سسٹم ہے کے نہیں۔زرنور نے رازدانہ

انداز میں پوچھا

کیوں تم نے ڈانس کر کے ڈانس فلور توڑنا ہے۔عالمگیر نے طنزیہ کیا

اور نہیں تو کیا۔زرنور نے گردن اکڑا کر کہا

تو میں تمہارے ساتھ ہو گا۔عالمگیر نے دانتوں کی نمائش کی۔

آتا ہے بھی ڈانس یا میرا ابھی خراب کرو گے ؟زرنور نے کنفرم کرنا چاہا

جو بھی گانا ہو میں کروں ڈانس ہر چیز کا ٹیلینٹ ہے مجھ میں۔عالمگیر نے فخریہ بتایا

اچھا ایسا ہے تو سونگ سرپرائزنگ ہے جو ڈانس کا وقت ہو گا تب پتا لگیں گا تمہیں کونسا گانا ہے آفٹر آل تم میں ہر چیز کا ٹیلینٹ ہے۔زرنور نے چیلینج کرتی نظروں سے اُس کو دیکھا۔

اوکے چیلینج ایکسپٹ۔عالمگیر نے مسکرا کر کہا

ہادُان دونوں کو لیے ہال میں پہنچ گیا تھا ارسلہ جونروس تھی وہاں زرنور کو دیکھ کر اُس کی جان میں جان آئی تھی کے کوئی تو اُس کا پہچان والا ملا زرنور نے جب ارسلہ کو دیکھا تو فورن سے اُدکے پاس آئی۔

ارسلہ واٹ آپلیزنٹ سرپرائز۔زرنور اُس کے گلے ملتی ہوئی بولی۔

آپی کے فرینڈ نے کہا تو بس۔ارسلہ نے اتنا بتایا

بہت پیاری لگ رہی ہو۔زرنور نے ستائش بھری نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا جو اسکن کلر کے شارٹ فراق کے ساتھ ٹراؤ پہنے بنا کسی میک اپ کے بھی بہت پیاری لگ رہی تھی۔

شکریہ۔ارسلہ اپنی تعریف پہ سرخ ہوتی بولی

ہاہاہاہا تم بلش کر رہی ہو۔زرنور اُس کے سرخ گالوں پہ بوسہ دیتی ہنس پڑی۔

چل کے بیٹھتے ہیں۔ارسلہ نے کہا تو زرنور اُس کو سائیڈ پہ لیں گئ۔

کیا ہوا پریشان ہو۔ارمغان نے بے چین سی طوبیٰ سے پوچھا جس کی نظریں سامنے انٹرینس پہ تھی۔

امی اور ڈیڈ نہیں آئے اور نہ ماریہ۔طوبیٰ نے افسردہ لہجے میں کہا

ناراض ہے انشااللہ جلد مان جائے گے۔ارمغان نے اُس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ رکھ کر ریلیکس کرنا چاہا

پر آج تو اُن کو آنا چاہیے تھا۔طوبیٰ مایوس ہوئی۔

اب نہ آئے تو اُن کی مرضی ہم نے تو انوائٹ کیا تھا نہ۔ارمغان نے کہا

صرف انوائٹ کرنے سے کیا ہوتا ہے آپ کو چاہیے تھا آپ ڈیڈ سے اپنے رویے کی معافی مانگتے تب شاید وہ آجاتے۔طوبیٰ ارمغان سے بدگمان ہوتی بولی۔

طوبیٰ یہاں بہت سارے لوگ ہیں اِس لیے اپنے لہجے اور غصے پہ قابوں کرو اور مسکراؤ۔ارمغان نے بامشکل اپنا لہجہ نارمل کیے کہا

مجھ سے نہیں ہوتی یہ منافقت۔ طوبیٰ نفی میں سر ہلاتی بولی تو ارمغان نے زور سے مٹھیاں بھینچ لی۔

لٹل گرل تم یہاں۔ مراد نے ارسلہ کو دیکھا تو اُس کے پاس آتا خوشگوار لہجے میں بولا۔

جی۔ارسلہ کے مسکرا کر کہا

کیسے پر؟ مراد نے جاننا چاہا

نازش آپی کے فرینڈ ہے نہ ہاد اُنہوں نے کنوینس کیا تو آنا پڑا۔ارسلہ کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے تو بس اِتنا کہا۔

نازش آپی تو کیا تم نازش کی بہن ہو۔ مراد حیران ہوتا بولا

جی میں بہن ہوں اُن کی۔ارسلہ نے بتایا

یقین نہیں آرہا۔ مراد ہنس کے بولا

آپ یہاں کیسے ؟ارسلہ نے پوچھا

ہاد میرا دوست ہے۔ مراد نے بتایا تو ارسلہ نے سر ہلایا

سب اسٹیج پہ ہیں تم بھی وہاں چلو یہاں اکیلے بور ہو جاؤ گی۔ مراد نے اُٹھتے ہوئے کہا

آپ جائے میں یہاں ٹھیک ہوں ویسے بھی میری دوست آتی ہو گی ڈی جے کے پاس گئی ہے۔ارسلہ نے انکار کرتے کہا

اوونائیس۔ مراد مسکرا کر بولا۔

تیار ہو جاؤ سب سے پہلے تمہیں ڈانس کرنا ہے پھر میری باری ہے۔ زرنور چڑانے والے انداز میں عالمگیر سے بولی

گولڈن گرل تمہیں ایوی مجھے ایزی لیں رہی ہو۔ عالمگیر آئبرو اُچکاتے کہا

ایکسپینسو بھی لوں گی پر ڈانس کے بعد۔ زرنور ایک ادا سے بال جھٹک کر سائیڈ پہ ہو گئی اُس کے ایسے کرنے سے عالمگیر سینے پہ ہاتھ رکھ کر گرنے کی اداکاری کرنے لگا پھر مسکرا کر ڈانس فلور کی طرف آیا۔

Agg lavan majboori nu

Aan jaan di pasoori nu

Zehar bane Haan Teri

Pee javan mai poori nu

Aana si o nai aaya

Dil bhang bhang mera takraya

Kaga bol ke dus jaavein

Paavan gheyo de choori nu

Raawan ch baawan ch o

Nu lukawaan koi mainu na roke

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Mere dhool judaiyaan de,

Tenu khabar kivein hove

Aa ja ve dil tera

Poora ve na hove

Aa baniyan banaiyaan di

Gal baat kivein howe

Aa ja ve dil tera

Poora ve na hove

زرنور کا منہ لٹک گیا تھا عالمگیر کو اتنی مہارت سے ڈانس کرتا دیکھ کر اُس کو تو لگا تھا اِس گانے پہ بنا کسی پریکٹس کے کوئی ڈانس نہیں کر سکتا پر اب اُس کو احساس ہو رہا تھا عالمگیر کو ایزی لیکر اُس نے کتنی بڑی غلطی کی۔

Bhul gaye majburi nu

Duniya de dastoori nu

Sath tera hai bathera

Poora kar zaroori nu

Aa na si o nai aaya

Raasta na dikhlaaya

Dil hummara de sahara

Khaashishaat adhuri nu

Wari main javaan,main tenu

Bulawaan Gal sari taan howe

Mere dhool judaiyaan de,

Tenu khabar kivein hove

Aa ja ve dil tera

Poora ve na hove

Aa baniyan banaiyaan di

Gal baat kivein howe

Aa ja ve dil tera

Poora vi na hove

زر نور عالمگیر کے ساتھ ڈانس اسٹیپ کرنے لگی تو یکدم ہال میں ہوٹنگ کا شور اُٹھا تھا

احسان صاحب اپنی بیٹی کو بس دیکھتے رہ گئے جب کی عالمگیر کی بتسی اندر ہی نہیں جا رہی تھی

Mere dhool judaiyaan de,

Sardaari na hove

Mere dhool judaiyaan de,

Aaaahhhhhhaaaaa

Mere dhool judaiyaan de,

Sardaari na hove

Dildaran di sub yaaaraan di

Aazari na hove

Dildaran di sub yaaaraan di

Aazari na hove

Aaa chalein le k tujhe

Hai jaha silslay

Tu hai wahi,

Hai Teri kami

Bana de saza de

Panah de hume

Bana de saza de

Panah de hume

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

Agg lavan majboori nu

Aan jaan di pasoori nu

Zehar bane Haan Teri

Pee javan mai poori nu

Aana si o nai aaya

Dil bhang bhang mera takraya

Kaga bol ke dus jaavein

Paavan gheyo de choori nu

Raawan ch baawan ch o

Nu lukawaan koi mainu na roke

Poora vi na hove

Poora vi na hove

NEW ERA MAGAZINE .com

گانے کے آخر میں عالمگیر نے زرنور کا ہاتھ تھام کر اپنے سامنے کیا زرنور نے اپنا سر عالمگیر کے سر سے جوڑا جس پہ عالمگیر نے گہری سانس اندر کھینچی۔

ماننا پڑے گا ڈانس کمال کی کرتے ہو۔وہ دونوں نیچے آئے تو زرنور کرسی پہ بیٹھتی عالمگیر سے بولی جو پانی پی رہا تھا

میں نے تو پہلے ہی کہا تھا مجھے ایزی مت لینا۔عالمگیر مسکرا کر بولا

ویسے تمہیں اِتنا اچھا ڈانس کیسے آیا تمہیں کیسے پتا میں یہی گانا سوچ کے بیٹھی ہوں۔

زر نور نے کچھ حیرت سے کہا

کیونکہ آجکل ہر ایک کی زبان پہ یہی گانا ہوتا ہے میرے ڈول جدائیاں دی تینوں خبر وی کی ہوئے آجاوے دل میرا پورا وی نہ ہوئے۔عالمگیر نے باقاعدہ گانا گا کر بتایا تو زر نور کا قہقہ چھوٹ گیا عالمگیر کا انداز ہی کچھ ایسا تھا۔

ہم بھی ڈانس کرتے تو اچھا تھا۔نازش نے ہاد کی طرف دیکھ کر کہا

پہلے بتاتی نہ۔ہاد نے ہنس کے کہا

اب کونسا تقریب ختم ہوئی ہے کوئی رومانٹک سے گانا آن کرو او پھر اُس پہ کپل ڈانس کرتے ہیں۔نازش خوش ہوتی بولی

ابھی تو نہیں ہو سکتی میں تھک گیا ہوں۔ہاد نے انکار کرتے کہا

میرا کتنا دل تھا۔نازش نے منہ بنا کر کہا

میں نہیں کر رہا تم جا کر کرو نہ انمول محب میں سے۔ہاد نے مسکرا کر کہا تو نازش نے سر کو جنبش دی۔

نازش اسٹیج پہ گئی تو ہاد کی نظر ارسلہ پہ پڑی جو بے زاری سے یہاں وہاں دیکھ رہی تھی ہاد نے ارسلہ کو اکیلا دیکھا تو اُس کے پاس چلا آیا

کیا ہوا بور ہو رہی ہیں؟ ہاد نے نرمی سے پوچھا

مجھے عادت نہیں ایسی تقریب میں آنے کی تو بس۔ارسلہ نے جھجھک کر کہا

اکیلی کیوں بیٹھی ہیں پھر ہمارے ساتھ باتیں کریں نہ۔ہاد نے حل بتایا

میں کیا کروں آپ لوگوں سے بات مجھے بس گھر جانا تھا۔ارسلہ نے کہا

اچھا ایسا کریں آپ میری والدہ کے پاس بیٹھے بور نہیں ہو گی۔ہاد نے کہا

اُن کے ساتھ کیوں۔ارسلہ گھبرا کر بولی

گھبرا کیوں رہی ہیں اکیلے بیٹھنے سے اچھا ہے اُن کے ساتھ رہے تھوڑی بہت گفتگو بھی ہو جائے گی۔ہاد نے مسکرا کر کہا تو ارسلہ کو اُس کی بات ٹھیک لگی اِس لیے کھڑی ہوئی۔

آپ نازش کی بہن ہو پر کبھی آپ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔زرغونہ بیگم نے مسکرا کر ارسلہ سے کہا

میں کبھی یہاں نہیں آئی اور نہ آپ تو بس اِس لیے۔ارسلہ نے جواب دیا

ہاں پر ماشااللہ سے بہت پیاری ہو آپ۔زرغونہ بیگم اُس کی ٹھوری چھو کر بولی ہاد بھی اُن کے ساتھ ہی بیٹھا تھا جب نازش سب سے بے خبر انمول کے ساتھ تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤

مزہ آیا وہاں؟ سادیہ بی نے مسکرا کر ارسلہ سے پوچھا جو نائٹ ڈریس پہنے اُن کے پاس آئی تھی لیٹنے۔

مزہ کیا آنا تھا خوامخواہ بور ہوئی۔ارسلہ نے منہ بنا کر کہا

ایک جگہ بیٹھی ہو گی نہ لوگوں سے بات وغیرہ کرو گی تو اچھا محسوس ہو گا پر تم میری سنو تب نہ۔سادیہ بی نے ڈپٹ کر کہا

میرا مذاق بناتے ہیں لوگ۔ارسلہ نے اُداسی سے کہا

ارسلہ میری بچی کتنی بار کہا ہے وہ اُن لوگوں جا فعل ہے تم اُن کی باتوں پہ توجہ مت دو یہ جو لوگ ہوتے ہیں نہ اچھے بھلے انسان میں سے بھی نقص نکالتے ہیں کیونکہ اِن کے لیے نیک اور اچھی صرف اپنی ذات ہوتی ہے دوسروں کو نہ یہ خوش ہوتا دیکھ سکتے ہیں اور نہ آگے بھرتا تمہارے بائی پیر میں بس ہلکی سی لڑکھڑاہٹ ہے اور کچھ نہیں خدانخواستہ معذور نہیں جو لوگوں سے چھپتی پھرتی ہو ہر انسان نامکمل ہے مکمل صرف اللہ کی ذات ہے ہم انسان دوسرے انسان کا مذاق اُڑا کر کچھ وقت کے لیے لطف اندوز ضرور ہوتے ہیں پر اللہ ہم سے ناراض ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کی بنائی ہوئی تخلیق کے

بارے میں کچھ غلط کہنے والے ہم ہوتے کون ہے ہم بس اپنے لیے اور دوسروں کے لیے ہدایت کی دعا ہی کر سکتے ہیں پر ہر ایک کی بات کو دل پہ لینا سراسر بے وقوفی حماقت کے سِوا کچھ نہیں اِس میں کسی اور کا نقصان نہیں بلکہ خود کا ہوتا ہے بولنے والا تو بول جاتا ہے بنا سامنے کا لحاظ کیے بنا یہ سوچے کے اُس کی بات کسی کا دل بھی دُکھا سکتی ہے۔ سادیہ بیگم نے آہستہ اور محبت سے اپنی بات کی۔

بی میں خود چاہتی ہوں ہر ایک کی بات اگنور کروں پر مجھ سے نہیں ہوتا میں کمزور ہوں بہت کمزور۔ ارسلہ نے بے بسی سے کہا

اپنی کمزور کو طاقت بناؤ۔ سادیہ بی نے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر کہا

میں کوشش کروں گی۔ ارسلہ نے مسکرا کر کہا

تم کوشش کرنا راستے اللہ بنائے گا۔ سادیہ بی نے کہا تو ارسلہ گہری سانس بھرتی سونے کے لیے آنکھیں بند کر گئی۔

❤❤❤❤

آرام سے۔ ارمغان نے سختی سے طوبیٰ سے کہا جو اپنی جیولری کو نوچ نوچ کر اُتار رہی تھی۔

آپ مجھ سے بات مت کریں۔ طوبیٰ بنا اُس کی طرف دیکھ کر بولی

ریئلی میں بات مت کرو۔ارمغان ڈریسنگ ٹیبل کے پاس آتا اُس کا رخ اپنی طرف کیے بولا

میں فلحال تھک گئی ہوں آپ سے بحث نہیں کرنا چاہتی۔طوبیٰ نے اپنے ڈر کو قابو کیے کہا

بحث مجھے پسند بھی نہیں پر میں یہ کہوں گا دوسروں کے لیے ہمارا خوبصورت رشتہ خراب کرنے کوشش مت کرو۔ارمغان نے سنجیدگی سے کہا

جنہیں آپ دوسرا بول رہے ہیں وہ والدین ہیں میرے۔طوبیٰ نے جیسے یاد دلانا چاہا

وہی والدین جو تمہاری اور میری طلاق چاہتے تھے بنا کسی جواز کے۔ارمغان طنزیہ بولا

انہوں نے کچھ سوچا ہو گا اِس لیے ویسے بھی والدین اپنے بچوں کی بہتری چاہتے ہیں۔

طوبیٰ خفت مٹانے کے غرض سے بولی۔

تمہاری اُس نا ہونے والے رشتے میں کتنی بہتری تھی خود پتا چل جائے گا۔ارمغان سرسری نظر اُس پہ ڈالتا واشروم کی طرف چلا گیا۔

آپ کا کیا مطلب تھا اپنی آخری بات پہ جو آپ نے کہی۔ارمغان دس پندرہ منٹ بعد فریش ہو کر باہر آیا تو طوبیٰ سے پوچھا

تھک گئی ہو نہ آرام کرو۔ارمغان ڈریسنگ ٹیبل کے پاس کھڑا ہوتا بولا

میری بات کا جواب دے آپ۔ طوبیٰ نے جھنجھلا کر کہا تو ارمغان نے اُس کے دونوں بازوں سختی سے دبوچ لیے۔

لیو۔ طوبیٰ خود کو آزاد کروانے کی کوشش کرتی بولی

سنو زوجہ میں تمہارا شوہر ہوں تو بس میرے پہ توجہ ہونی چاہیے تمہیں پر تمہاری توجہ میرے علاوہ ہر ایک پہ ہے جو میں برداشت نہیں کروں گا۔ ارمغان سرد مہری سے بولا تو طوبیٰ کو اپنے پورے وجود میں سنسناہٹ ڈورتی محسوس ہوئی۔

ارمغان۔ طوبیٰ نے ٹکر و میں اُس کا نام لیا

جانِ ارمغان بہت خاص ہو تم میرے لیے اِس لیے ایسی کوئی بے وقوفی مت کرنا جس سے میرے دل سے اُتر جاؤ۔ ارمغان اُس کے ماتھے پہ عقیدت بھرا لمس چھوڑ کر بولا

یو ہرٹ می۔ طوبیٰ نے اپنی آنکھیں زور سے میچ کر کہا تو ارمغان شرمندہ سا ہوتا اُس کے بازوں پہ اپنے گرفت نرم کی۔

میں ایسا کبھی نہ کروں پر تم مجھے مجبور کرتی ہو۔ ارمغان نے صفائی دینی چاہی۔

آپ کا کوئی قصور نہیں بس میں ہی غلط ہوں۔ طوبیٰ چڑ کر بولی

جی بلکل آج کا دن ہمارے لیے خاص تھا پر تم سارا دن منہ بُھلا کر بیٹھی رہی جس سے ہمارا فوٹو شوٹ بھی نہ ہو سکتا کتنی خوبصورت میمریز ہوتی ہیں یہ پر تم ہمارے رشتے کو

سمجھنے اور وقت دینے کے بجائے بلاوجہ کی بحث کر کے مجھے غصہ دلا رہی ہو۔ارمغان کی بات پہ طوبیٰ کو پہلی بار اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

سوری۔طوبیٰ نے سر جھکا کہا

اِٹس اوکے پر آئیندہ خیال رکھنا میاں بیوی کا رشتہ جتنا مضبوط ہوتا ہے اُتنا ہی کمزور بھی اگر ہم ایک دوسرے کو سمجھے گے نہیں وقت نہیں دے گے تو کیسے ہمارا رشتہ مضبوط ہو گا بات بات لڑائی ہو گی تو ہمارا رشتہ کمزور ہو جائیں گا۔ارمغان نے اُس کو اپنے ساتھ لگا کر نرمی سے سمجھانے لگا۔

❤❤❤❤❤❤

دوسرا دن شروع ہوا تو سب اپنی روٹین میں واپس آ گئے ہاد،عالمگیر،محب،انمول اور نازش یہ سب یونی کے گراؤنڈ میں موجود تھے۔

ہاد میں نے تمہیں اسائمنٹ بنانے کا کہا تھا۔محب نے ہاد سے کہا

ہمم بنایا ہے میری بیگ میں ہے۔ہاد نے جواب دیا

ہاد آج ہم لونگ ڈرائیونگ پہ جائے گے بہت ٹائم سے نہیں گئے۔نازش نے ہاد سے کہا

سوری ڈیئر پر ہاد آج بُک ہے۔عالمگیر نے ببل چبا کر مزے سے بتایا۔

کیا مطلب آج وہ بُک ہے۔نازش ماتھے پہ بل ڈال کر بولی

ہمارا یعنی میر امراد کا اور عالمگیر کا آؤٹنگ کا پلان ہے۔ہاد نے بتایا۔

اچھا۔نازش نے منہ کے زاویئے بگاڑ کر کہا

ویسے تمہیں اور کوئی کام نہیں کبھی شاپنگ کبھی لانگ ڈرائیو نگ کا سوچتی رہتی

ہو۔عالمگیر نے ٹھوری پہ ہاتھ رکھ کر پوچھا

تمہیں اُس سے کوئی مطلب نہیں ہونا چاہیے اپنے کام سے کام رکھو۔نازش نے آنکھیں

دیکھا کر کہا تو جواب میں عالمگیر نے تگڑی گھوری سے نوازا۔

❤❤❤❤❤❤

آج میں تمہیں لینے آئی ہوں۔زرنور ارسلہ کے کالج آتی بولی۔

کیوں کیا بات ہے؟ارسلہ نے پوچھا

آج ہم پہلے پارک جائے گے اُس کے بعد کسی اچھے سے ریسٹورنٹ میں۔زرنور نے بتایا

اچھا پر میری دو کلاسس باقی ہیں ابھی۔ارسلہ نے کہا

ایک دن نہیں لو گی تو کیا ہو گیا ویسے بھی تم پڑھائی میں بہت کلیور ہو مینیج کر لوں

گی۔زرنور نے اُس کی بات ہوا میں اُڑائی۔

اچھا میں ڈرائیور انکل کو بتا دوں پھر چلتے ہیں۔ارسلہ راضی ہوتی بولی تو زرنور نے

سر اثبات میں ہلایا۔

میں یہاں اکثر آتی ہوں پر سوچا آج تمہارے ساتھ آؤں۔وہ اِس وقت اب پارک میں موجود تھے جب زرنور نے ارسلہ سے کہا جس کی نظریں کھلتے بچوں پہ تھی

ہماری دوستی بھی یہاں ہوئی تھی۔ارسلہ نے مسکرا کر کہا

ہاں ایک یہ وجہ بھی ہے جس کے لیے میں یہاں آتی ہوں اور یہ پارک میرا فیورٹ ہے۔زرنور گہری مسکراہٹ سے بولی

ایک بات پوچھو؟ارسلہ نے کہا

پوچھو اجازت کیوں مانگ رہی ہو۔زرنور نے کہا

اُس دن تم جس کے ساتھ ڈانس کر رہی تھی کیا تم اُس کو پہچانتی تھی مطلب تم دونوں کے ڈانس اسٹیپ کافی میچ تھے اور بہت اچھے سے کر رہے تھے۔ارسلہ نے کچھ جھجک کر پوچھا

زیادہ پہچانتی تو نہیں بس ایسے ہی اتفاقی ملاقاتیں ہوئی ہیں اور اُس تقریب میں جو ڈانس تھا وہ جانے کیسے میچ تھا میں نے سیکھی تھی پر عالمگیر کا پتا نہیں۔زرنور نے مسکرا کر کندھے اُچکائے۔

بہت اچھے لگ رہے تھے تم دونوں ایک ساتھ۔ارسلہ نے سرسری سا کہا

ریسٹورنٹ چلتے ہیں۔زرنور نے اُس کی بات سن کر کہا

اوکے۔ارسلہ کھڑی ہوتی بولی۔

وہ عالمگیر ہے نہ۔زرنور نے کچھ دور سائیڈ پہ موجود ٹیبل کی جانب اِشارہ کرتے کہا تو ارسلہ نے گردن موڑ کر دیکھا کیونکہ جہاں زرنور اِشارہ کر رہی وہاں اُس کی بیک تھی۔

ہاں ایک مراد ہے دوسرا ہاد نازش آپی کا فرینڈ ہاد تیسرا جس کے ساتھ تم نے ڈانس کیا تھا۔ارسلہ نے واپس اپنا چہرہ زرنور کی طرف کر کے بتایا۔

اُن کے پاس چلتے ہیں۔زرنور آنکھوں میں چمک لیے بولی

ہمارا وہاں کیا کام چپ چاپ یہی بیٹھی رہو۔ارسلہ کو اُس کی بات پسند نہیں آئی۔

کام کیا ایسے باتیں کرے گے میری اُن کے ساتھ جان پہچان ہے کوئی مسئلا نہیں۔زرنور نے مزے سے کہا

نہیں زر پلیز۔ارسلہ نے اُس کو روکنا چاہا

تم آؤ۔زرنور زبردستی اُس کا ہاتھ پکڑتی اُس ٹیبل کے پاس آئی جہاں وہ تینوں مسکرا کر آپس میں کوئی بات کر رہے تھے۔

ہائے کین وی سٹ۔زرنور نے مسکرا کر کہا وہ تینوں حیرت سے اُس کو دیکھنے لگا جب کی عالمگیر کے چہرے پہ حیرت کے بعد مسکراہٹ آئی تھی۔

شیور۔عالمگیر جھٹ سے بولا تو ہاد نے گھور کر اُس کو دیکھا مگر ہاد کو دیکھ کون رہا تھا عالمگیر کا تو سارا دھیان زرنور پہ تھا جو بلیک شرٹ اور وائٹ پینٹ پہنے بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

لٹل گرل کھڑی کیوں ہو بیٹھو۔مراد نے خوشدلی سے ارسلہ سے کہا تو وہ جھجھک کر بیٹھ گئی۔

آپ یہاں؟ ہاد نے ارسلہ کو مخاطب کیا

ہم یہاں کھانا کھانے آئے تھے آپ تینوں کو دیکھا تو سوچا آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں۔ہاد کو ارسلہ کے بجائے زرنور نے جواب دیا

اچھا سوچا تم نے عالمگیر نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا زرنور کا ایک پل کے لیے دل کیا کہ اُس کی بتیسی توڑ ڈالیں۔

لٹل گرل ایزی رہو اور بتاؤ یہ کیا کھاؤ گی۔مراد نے نروس ہوتی ارسلہ سے کہا

تم جانتے ہو ارسلہ کو۔ہاد نے پوچھا

ہاں بہت اچھے سے۔مراد نے مسکرا کر جواب دیا۔

مینیو کارڈ۔ہاد نے کارڈ ارسلہ کی طرف بڑھا کر کہا

شکریہ۔ارسلہ نے کہا

تمہارا پیر کیسا ہے اب؟ ہادنے پوچھا

وہ تو کب کا ٹھیک ہو گیا بس تھوڑی چائے گری تھی۔ارسلہ نے بتایا

گرم تو زیادہ تھی نہ وہ۔ہادنے کہا

تھی پر اب پاؤں ٹھیک ہے میرا۔ارسلہ نے کہا

ہمم نائیس۔ہادنے مسکرا کر کہا

پیاری لگ رہی ہو۔سب کی توجہ ناپا کر عالمگیر زرنور کے کان کے پاس جھک کر بولا

اپنی جگہ پہ بیٹھے رہو اور میں جانتی ہوں میں خوبصورت ہوں۔زرنور نے اِترا کر کہا

نائیس اٹیٹیوڈ۔عالمگیر امپریس ہوا۔

فائزہ دو دن سے کالج کیوں نہیں آرہی؟ارسلہ نے مراد سے پوچھا جو موبائل میں بزی تھا

اُس کو فیور تھا کچھ۔مراد نے بتایا

او میری طرف سے اُس کا حال پوچھ لیجئے گا۔ارسلہ فکر مندی سے بولی

تم خود کیوں نہیں آجاتی ملنے۔مراد نے حل بتایا ہاد سنجیدہ تاثرات سے اُن دونوں کی جانب دیکھ رہا تھا۔

میں کیسے مجھے نہیں پتا آپ کے گھر کا ایڈریس۔ارسلہ نے معصوم شکل بنائے کہا تو ہاد کے چہرہ پہ مسکراہٹ آ گئی جس پہ اُس نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر لیا۔

تو لٹل گرل یہ کونسا بڑا مسئلا ہے میں کالج ٹائم تمہیں پِک کروں گا پھر تم میرے ساتھ چلنا۔مراد نے کہا

میں فون پہ اُس کی خیریت معلوم کر لوں گی۔ارسلہ کو ایسے گھر جانا ٹھیک نہیں لگا تو کہا جیسے تمہاری مرضی۔مراد نے زیادہ اصرار نہیں کیا۔

سی ویو چلے۔عالمگیر نے اچانک سے کہا

ہاں کیوں نہیں موسم بھی کافی خوشگوار ہے۔زرنور اُس کی بات پہ متفق ہوئی۔

سوری میں جوائن نہیں کر پاؤں گا ایک ضروری کام ہے مراد معذرت کرتا بولا

کوئی بات نہیں تم آرام سے اپنا کام پورا کرو جو کرنا ہے۔ہاد نے مسکرا کر کہا

دیر ہو جائے گی مجھے گھر جانا ہے۔تھوڑی دیر بعد جب وہ کھانے سے فارغ ہوئے تو ارسلہ نے وقت دیکھ کر کہا۔

میں چھوڑ آؤں گی لیکر آئی ہوں تو پریشان کیوں ہوتی ہوں۔زرنور نے نرمی سے کہا

ہاں نہیں تو میں چھوڑ آؤں گا آپ کو نو پرو بلم۔ہاد نے اپنی خدمت پیش کی

بس مسئلا کی حل۔زرنور نے زور سے اپنا ہاتھ ٹیبل پہ مار کر کہا

آرام سے کوئی تقریر نہیں کروا رہا تم سے۔عالمگیر نے اُس کا ہاتھ ٹیبل سے ہٹا کر کہا تو زرنور تھوڑی خجل ہوئی۔

میں اور ارسلہ الگ گاڑی میں آئے تھے تو اُس میں ہی جائے گے۔زرنور نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا

منزل ایک ہے تو راستے جدا کیوں ایک ساتھ چلتے ہیں۔عالمگیر نے شاعرانہ انداز میں زرنور کو دیکھ کر کہا

عالم۔ہادنے تنبیہ بھری نظروں سے اُس کو گھورا

میرے کہنے کا مطلب تھا اگر ہم ایک جگہ پر جا رہے ہیں تو ایک گاڑی میں جاتے ہیں الگ الگ گاڑی میں کیوں۔عالمگیر سنبھل کے بولا

تو میری گاڑی کا کیا ہو گا۔زرنور کو اپنی گاڑی کی فکر لاحق ہوئی۔

وہ آپ اپنے ڈرائیور سے کہہ دے لیں جائے گا۔ہادنے کہا

اوکے میں اُس کو لوکیشن سمجھا دیتی ہوں۔زرنور سر کو جنبش دیتی بولی۔

پھر وہ چاروں پارکنگ کی طرف آئے زرنور بیک سیٹ پہ بیٹھی ارسلہ بیٹھنے والی تھی جب عالمگیر آگے آتا بولا۔

سسٹر اِف یو ڈونٹ مائینڈ اگر آپ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ جائے تو۔

جی۔ارسلہ اتنا کہتی فرنٹ سیٹ پہ آکر ہاد کے ساتھ بیٹھنے لگی۔

کوئی سونگ سننا پسند کرو گی۔عالمگیر نے شوخ لہجے میں زرنور سے پوچھا

نہیں اور میرا موڈ خراب مت کرو۔زرنور نے ہری جھنڈی دیکھائی۔

آرام سے بات بھی کر لیا کرو کبھی۔عالمگیر نے منہ کے زاویئے بگاڑ کر کہا

تم مجھے ایک بات بتاؤ یہاں کیوں بیٹھے جب ارسلہ بیٹھ رہی تھی تو۔زرنور نے دھیمی

آواز میں کہا تاکہ ہاد یا ارسلہ نہ سن پائے۔

کیونکہ مجھے لگا تمہیں میری کمپنی پسند آئے گی۔عالمگیر نے کالر جھاڑ کے کہا

ویری فنی۔زرنور نے نقل اُتار کر کہا

آپ ٹھیک ہیں۔ہاد نے ارسلہ کو بار بار ہاتھ کی انگلیوں کو مڑورتے دیکھا تو پوچھا

ٹھیک ہوں میں۔ارسلہ نے کہا

تو اپنے ہاتھوں پہ ظلم کیوں کر رہی ہیں۔

ظلم؟ارسلہ کو سمجھ نہیں آیا

ہاں بار بار ہاتھوں کو مسل رہی ہیں دیکھے کتنے لال ہو گئے ہیں۔ہاد نے اشارے سے کہا تو

ارسلہ نے اپنے دونوں ہاتھ ایک دوسرے سے الگ کیے۔

اصل میں، میں نے کسی کو بتایا نہیں بی کو بھی نہیں اِس لیے پریشانی ہو رہی تھی۔ارسلہ نے آہستہ آواز میں کہا

تو آپ فون کر کے بتا دیتی۔ہاد نے کہا

میں نے ڈرائیور انکل کو بتایا تھا انہوں نے سادیہ بی کو شاید بتا دیا ہو پر ڈیڈ غصہ نہ ہو اُس کی فکر ہو رہی ہے مجھے پہلے اِس طرح باہر نہیں رہی نہ میں۔ارسلہ نے جواب دیا۔

میں نازش کو کال کروں۔ہاد نے سامنے روڈ سے نظر ہٹا کر پوچھا

نہیں نہیں پلیز اُن کو مت بتایئے گا۔ارسلہ نے جھٹ سے انکار کیا

اوکے اوکے ریلیکس۔ہاد نے نرمی سے کہا۔

مطلوبہ جگہ پہنچتے ہی زرنور گاڑی سے اُتر کر اپنے فون کی کیمرہ آن کرتی تصویریں بنانے لگی تو عالمگیر بھی اُس کے پیچھے چلا گیا ہاد بہت حیرت سے عالمگیر کی حرکتیں نوٹ کر رہا تھا

یہ تو بزی ہیں ہم ریت پہ گھومتے ہیں۔ہاد نے ارسلہ کو دیکھ کر کہا

آپ جائیے میں کہی بیٹھ جاتی ہوں۔ارسلہ نے آہستہ آواز میں کہا

میں کوئی جِن تو نہیں جو آپ اتنا کترا رہی ہیں۔ہاد نے بُرا مان کر کہا

ایسی بات نہیں یہاں بہت سارے لوگ ہیں اگر میں آپ کے ساتھ ہو گی تو آپ کا بھی مذاق بنے گا۔ارسلہ نے وضاحت دی۔

مذاق کیوں بنے گا میرا۔ہاد نے اُلجھ کر پوچھا

میں لنگڑا کر چلتی ہوں آپ کے ساتھ چلنے کے قابل نہیں۔ارسلہ نے سنجیدگی سے کہا

آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں خود کو اتنا لیٹ ڈاؤن سمجھے گی تو دوسرے بھی آپ کو ایسے سمجھے گے اگر آپ تھوڑا لنگڑا کر چلتی ہے تو اِس میں نہ آپ کا قصور ہے اور نہ کوئی اِتنی بڑی بات۔ہاد کو اُس کی بات پسند نہیں آتی اِس لیے سمجھانے کے غرض سے بولا

میں کیا کہوں ہر کوئی آپ کی طرح تو نہیں سوچتا نہ۔ارسلہ نے تلخ ہوتے کہا

آپ آئے دیکھتا ہوں کوئی کیسے آپ کو کچھ کہتا ہے۔ہاد نے اپنی مضبوط ہتھلی ارسلہ کے سامنے پھیلا کر کہا ارسلہ کا دل زور سے دھڑک تھا ہاد کی بات پر ایسا پہلی بار ہوا تھا جب کسی نے اُس کو اِس طرح سے مان دیا تھا۔

ہاتھ۔ہاد نے ایک بار پھر کہا تو ارسلہ اپنی ہر اچھی بُری سوچ کو جھٹکتی اپنا ہاتھ ہاد کی چوڑی ہتھلی پہ رکھ دیا۔

آپ کی ہوبیز کیا ہیں؟ ہاد نے ایسے ہی اُس کے ساتھ قدم سے قدم ملا کر سوال کیا

کوکنگ کرنا۔ارسلہ نے بتایا

اچھا کیا کیا بنا لیتی ہیں۔ہاد نے دلچسپی سے پوچھا

بیکنگ بہت اچھی کرتی ہوں میں اور بریانی شامی کباب چکن رول پاستا چائینز۔

۔۔۔۔آہستہ آہستہ ارسلہ سب ڈیشز کے بارے میں بتایا

واہ آپ تو کم عمر میں ہی ایکسپرٹ ہیں ورنہ آجکل لڑکیاں کچن کے نام سے بھی دور بھاگتی ہیں۔ہاد نے ہنس کے کہا

ہوتی ہو گی پر مجھے بہت شوق ہوتا ہے فری ٹائم میں اکثر کچھ نہ کچھ بنا دیتی ہوں۔ارسلہ نے کہا

ہمم پھر مجھے بھی اپنے پکے ہوئے کھانا کا شرف کب دے رہی ہیں پہلے جب آئے تھے تب ہم نے کچھ کھایا نہیں تھا۔ہاد نے فرمائشی انداز میں کہا

جب آپ کہے جب آپ اپنی پسند کا جو بھی کہیں گے میں بنا دوں گی۔ارسلہ نے خوشدلی سے کہا۔

سوچ لیں ایسا نہ ہو کہ پھر کہے کس سے پنگا پڑ گیا۔ہاد نے شرارت سے کہا

نہیں نہیں۔ارسلہ نے مسکرا کر کہا۔

اب دور ہٹو میری ساری تصویریں خراب کر لی ہیں تم نے ایک تو اچھی بنانے دو۔زرنور نے جل کر عالمگیر سے کہا جو بار بار اُس کو تنگ کر رہا تھا۔

میری وجہ سے تمہاری تصویریں اچھی آ رہی ہیں اور تم نخرے کر رہی ہو تم اگر خوبصورت ہو تو میں بھی شہزادہ گلفام سے کم نہیں۔عالمگیر بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

ایک تو یہ تم اپنے حُسن کے گُن کم گایا کرو۔زرنور بے زار سی بولی

تم کیوں جل رہی ہو جل کُکڑی۔عالمگیر نے تنگ کرنا چاہا

جلیں میری جوتی زرنور جھلا کر بولی۔

ٹیک دا پِک

ٹیک دا پِک

عالمگیر سامنے دیکھتا جلدی سے بولا

کیا دورہ پڑ گیا ہے تمہیں۔زرنور گھور کر بولی

بے وقوفوں کی ملکہ سامنے دیکھو کتنے پیارے لگ رہے ہیں دونوں اُن کی پِکس نکالوں۔

عالمگیر نے تنگ آ کر اُس کا دھیان ہادا اور ارسلہ کی جانب کروایا جو سامنے ریت پہ چلتے کوئی بات کر رہے ہیں۔

واہ ابھی نکالتی ہوں۔زرنور چہک کر بولتی ڈھیر ساری دونوں کی پِکس بنانے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

امی کیسی ہیں آپ؟طوبیٰ نے آج نازیہ بیگم کو کال کی حال دریافت کرنے کے لیے جو اُنہوں نے بہت کالز بعد ریسیو کی تھی۔

طوبیٰ کیوں کال کی ہے؟ نازیہ بیگم نے اُس کی بات نظرانداز کرتے کہا

ایک بیٹی اپنی ماں کو کال کیوں کرتی ہے۔ طوبیٰ کو دُکھ ہوا اپنی ماں کی بات سن کر۔

اپنے سُسرال پہ دھیان دو یہاں سب ٹھیک ہے۔ نازیہ بیگم نے کہا

آپ لوگ ولیمے کی تقریب میں کیوں نہیں آئے۔ طوبیٰ نے شکوہ کیا

اپنے باپ کا تمہیں پتا ہے پھر بھی یہ سوال۔ نازیہ بیگم گہری سانس لیکر بولی۔

کب سب ٹھیک ہو گا۔ طوبیٰ افسردہ لہجے میں بولی۔

پتا نہیں بس اللہ سے دعا کرو تمہارے والد کو سمجھ آجائے اور اپنا غصہ ختم کر دے۔

نازیہ بیگم نے کہا

وہ تو میں کرتی ہوں پر آپ کو شش کریں اُن کو سمجھانے کی۔ طوبیٰ نے کہا

میری کوششوں میں اثر ہوتا تو آج سب ٹھیک ہوتا۔ نازیہ بیگم کی بات پہ طوبیٰ خاموش ہو گئ

میں کچھ مدد کروں آپ کی۔ طوبیٰ نے ملازمہ کے ساتھ مل کر کھانا بناتی زرغونہ بیگم سے کہا

ارے نہیں بیٹا کام تو سارا ہو گیا ہے۔ زرغونہ بیگم مسکرا کر بولی

مجھے بھی کوئی کام کرنے کا بول لیا کریں سارا دن فارغ ہوتی۔ طوبیٰ نے کہا

کام تو سب ہیلپرز کرتی ہیں میں کبھی کبھار اِن کی مدد کر لیتی ہوں تم ایسا کرو اپنے لیے کوئی سوشل ایکٹویٹی تلاش کرو مصروف رہو گی ارمغان بھی شام تک آفس میں ہوتا ہے۔ زرغونہ بیگم نے مشورہ دیتے ہوئے کہا

جی دیکھتی ہوں کچھ۔ طوبیٰ نے کچھ سوچ کر کہا۔

❤❤❤❤❤

ارسلہ گھر آئی تو مہتاب خان نے غصیلی نظروں سے اُس کو دیکھ کر اپنے کمرے میں چلے گئے تھی اُن کے دیکھنے کے انداز سے ارسلہ کانپ کے رہ گئی تھی شام ہو گئی تھی اُس کو گھر آنے پہ۔

کہاں آوارہ گردیا کر کے آئی ہو؟ نازش نے طنزیہ پوچھا

دوست کے ساتھ تھی۔ ارسلہ نے آہستہ سے بتایا

سب پتا ہے تمہارا۔ نازش نے گھور کر اُس سے کہا

میں بی کے پاس جا رہی ہوں۔ ارسلہ ایک افسوس بھری نظر اُس پہ ڈال کر سادیہ بی کے کمرے میں آئی جو مغرب کی نماز سے فارغ ہوئی تھی

اِتنی دیر کر دی۔ سادیہ بی نے پوچھا

زر کے ساتھ تھی پھر جو پہلے آئے تھے نہ آپی کے فرینڈز وہ ریسٹورنٹ میں مل گئے پھر اُن کے ساتھ سی ویو جانے کی وجہ سے وقت کا پتا نہیں لگا۔ارسلہ چادر اُتار کر اپنے شوز کے تسمے کھولتی تفصیلی جواب دینے لگی۔

ارے واہ پھر تو مزہ آیا ہو گا تمہیں۔سادیہ بی نے مسکرا کر پوچھا

ہاں بہت زندگی میں پہلی بار۔ارسلہ نے مسکرا کر جواب دیا۔

ماشااللہ تمہارا چہرہ بھی چمک رہا ہے اب روز زر نور کے ساتھ گھومنے جایا کرو تاکہ مائینڈ بھی فریش ہو اور مسکراؤ بھی۔سادیہ بھی اُس کو خوش دیکھ کر خوش ہوتی بولی

جی پر آپ کو پتا ہے نازش آپی کے فرینڈز ہیں نہ ہادہ کافی اچھے ہیں مجھ سے بہت اچھے سے بات کر رہے تھے اور کہا وہ جب آئے تو میں اُن کے لیے اچھا سا کھانا پکاؤ۔ارسلہ نے جگمگاتے چہرے سے کہا

اچھا پر ارسلہ وہ نازش کے فرینڈز ہیں تم اُن کے ساتھ زیادہ مت رہنا نازش کو بُرا لگے گا پھر وہ تمہارے ہرٹ کریں گی اِس لیے فاصلے رکھنا۔سادیہ نے کہا تو ارسلہ کا چمکتا چہرہ بُجھ سا گیا۔

ہادسے بھی نہیں۔ارسلہ نے پوچھا

اُس سے تو بلکل نہیں جلد منگنی ہو گی اُن کی ہاد تو نازش کے لیے خاص ہے۔سادیہ بی نے نرمی سے کہا تو ارسلہ خاموش رہی۔

❤❤❤❤❤❤

ایک چیز واٹس ایپ پہ سینڈ کی ہے چیک کرو۔عالمگیر نے ہاد سے کہا

صبح دیکھ لوں گا ابھی میں تھک گیا ہوں سونے والا ہوں۔ہاد نے جمائی روکتے ہوئے کہا

صبح نہیں ابھی۔عالمگیر بضد ہوا۔

اوکے۔ہاد بُرا منہ بنا کر کہتا کال کٹ گیا ہاد نے واٹس اپ آن کیا تو اُس کی اور ارسلہ کی بے خبری میں لی تصویریں تھی ہاد تصویریں دیکھتا عالمگیر کو کال کرنے لگا۔

کیا دیکھانا چاہتے ہو تم یہ تصویریں سینڈ کرتے ہوئے۔ہاد نے سنجیدگی سے کہا

دیکھانا کیا ہے میں نے ایسے ہی سینڈ کی بہت اچھی تصویریں آئی ہیں ڈیلیٹ مت کرنا گولڈن گرل سے ارسلہ کا نمبر لیا ہے اُس کو بھی سینڈ کروں گا یادگار رہے گی۔عالمگیر نے سکون سے بتایا۔

ارسلہ کا نمبر مجھے بھی سینڈ کرو۔ہاد عالمگیر کی ساری بات پہ بس آخری بات نوٹ کرتے کہا

کرتا ہوں۔عالمگیر نے کہا تو ہاد نے کال کاٹ کر دوبارہ تصویریں دیکھنے لگا جو پانچ تصویریں تھی ایک میں ہاد ارسلہ سے کوئی بات کر رہا تھا دوسری میں ارسلہ کے

مسکرانے کی تصویر تھی تو تیسری میں ہاد کے ہاتھ میں ارسلہ کا ہاتھ تھا اُس کو زوم کر کے لیا گیا تھا ہاد کی نظر اُس تصویر پہ ٹِک گئی تھی۔

بیوٹیفل۔بہت دیر تصویر دیکھنے کے بعد ہاد کے منہ سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔

عالمگیر نے نمبر سینڈ کیا تو ہاد نے اپنی فون پہ محفوظ کر کے سونے کے لیے لیٹ گیا مگر بند آنکھوں کے سامنے بار بار تصویریں آ کر اُس کو بے چین کرنے لگی۔

❤❤❤❤❤

گڈ مارننگ ڈیڈ۔زرنور لاؤنج میں آتی احسان صاحب کے پیچھے آتے اُن کے گلے میں بازوں ڈال کر بولی۔

گُڈ مارننگ ٹو میری جان ناشتہ کیا۔احسان صاحب نے اُس کو اپنے سامنے بیٹھا کر محبت سے پوچھا۔

ناشتہ نہیں بس فریش جوس پیوں گی۔زرنور نے کہا

جیسے تمہارے مرضی مجھے ایک بات بتانی تھی آپ کو۔احسان صاحب نے کہا

جی بتائے۔

منور حسن کو جانتی ہو نہ۔احسان صاحب نے پوچھا

جی آپ کی طرح پولیس فورس میں ہیں نہ وہ اور آپ کے فرینڈ بھی ہیں۔زرنور نے سر کو جنبش دیتے کہا

جی سہی کہا اُس کا ایک بیٹا ہے سیف ایس پی ہے ماشااللہ سے ایک کیس کی وجہ سے وہ اسلام آباد سے یہاں آرہا ہے تو میں نے اُس کو ہوٹل میں جانے کے بجائے یہاں ہمارے ساتھ رہنے کا کہا ہے تمہیں کوئی اعتراض تو نہیں نہ۔احسان صاحب نے بتا کر آخر میں پوچھا

آپ کے فرینڈ کا بیٹا ہے وہ اگر یہاں رہے گا تو مجھے کیا اعتراض ہو گا مہمان تو اللہ تعالیٰ کی طور سے رحمت ہوتے ہیں۔زرنور نے سمجھداری سے کہا

"بلکل مہمان اللہ کی طرف سے بطور رحمت ہے پر میں نے سوچا ایک دفعہ تم سے پوچھ لوں۔احسان صاحب نے مسکرا کر کہا

کب آرہا ہے سیف؟زرنور نے پوچھا

ایک ماہ تک شاید آجائے۔احسان صاحب پر سوچ انداز میں بولے

ابھی تو پھر بہت وقت ہے۔زرنور نے کہا

ہے تو پر میں نے سوچا تمہیں پہلے بتا دوں۔احسان صاحب نے جواب دیا

❤❤❤❤

ارسلہ اپنے کمرے میں ناشتہ کر رہی تھی جب اُس کے فون پہ کال آنے لگی اُس نے دیکھا تو کوئی ان نون نمبر تھا اِس لیے اُس نے نظر انداز کیا اور ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گئی۔

کون ہے جو بار بار کال کر رہا ہے۔کال آنا بند نہیں ہوئی تو اُس نے تھک ہار کر اٹینڈ کرنے کا سوچا

اسلام علیکم ! کون ؟ارسلہ نے سلام کے بعد پوچھا

ہادبات کر رہا ہوں۔دوسری طرف سے آواز سن کر اُس کو انجانی سی خوشی محسوس ہوئی۔

اچھا۔ارسلہ نے اتنا کہا

کال کیوں نہیں اُٹھا رہی تھی ؟ہاد نے پوچھا

میں اَن نون نمبر سے کا نہیں اُٹھاتی۔ارسلہ نے وجہ بتائی

تو اب میرا نمبر سیو کر لوں۔ہاد نے حکیمہ انداز میں کہا

جی کر لوں گی۔ارسلہ نے جواب دیا

کیا کر رہی تھی ؟ہاد نے دوسرا سوال کیا

ناشتہ۔یک لفظی جواب دیا

گُڈ۔ہاد نے کہا پھر تھوڑی دیر تک خاموشی چھا گئی جس کو ارسلہ نے توڑا

آپ نے کال کیسے کی مطلب کوئی کام تھا۔

ایسے ہی کال کی کام تو کوئی نہیں تھا۔ہاد نے کہا

مجھے لگا شاید کوئی کام ہو۔ارسلہ نے کہا

ٹھیک ہے آئیندہ کام ہو گا تو کال کروں گا۔ہاد نے سنجیدگی سے کہا

میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ کو بُرا لگا تو سوری۔ارسلہ نے گھبرا کر کہا

بُرا نہیں لگا مجھے کل ساری رات نیند نہیں آئی تھی۔ہاد اُس کی بات پہ مسکرا کر کہا

کیوں؟ارسلہ نے پوچھا

بار بار ایک انسان کی سوچ ایک عکس میری نظروں کے سامنے آرہا تھا جس وجہ سے میں سو نہ سکا۔ہاد نے گہری سانس لیکر کہا

سائیکالوجی کے مطابق جس آخری انسان کے بارے میں آپ سوچتے ہیں یا تو وہ آپ کی خوشی کی وجہ ہوتا ہے یا دُکھ کی وجہ۔ارسلہ نے اُس کی بات سن کر کہا

اچھا اور جب کسی کا عکس بار بار آئے جس کا نہیں آنا چاہیے اُس کے بارے میں سائیکالوجی کیا کہتی ہے۔ہاد نے دلچسپی سے سوال کیا۔

وہ تو مجھے نہیں پتا۔ارسلہ نے لاعلمی ظاہر کی

ٹھیک ہے میں اب کال رکھتا ہوں کل سے میرے لاسٹ سمسٹر شروع ہو رہے ہیں اُس کی تیاری کرنی ہے۔ہاد نے مسکرا کر کہتے کال کٹ کر دی ارسلہ کتنی دیر تک فون کو دیکھتی رہی۔

عالمگیر کی ایک کزن آئی ہوئی تھی جس کی کچھ عرصے بعد شادی تھی وہ اُس کو کچھ شاپنگ کرنے کے بعد ریسٹورنٹ لایا تھا۔

تم میری شادی میں آؤ گے نہ۔ مریم نے عالمگیر سے پوچھا

ہاں ضرور۔ عالمگیر خوشدلی سے بولا

تمہارا کیا پتا پڑھائی کے بہانے یہاں جو بیٹھ گئے ہو۔ مریم نے کہا تو عالمگیر ہنس پڑا

نہیں اب ایسا بھی کچھ نہیں میرا لاسٹ ایئر ہے یونی میں سمسٹر بھی شروع ہیں تو اپنے گھر تو آنا پڑے گا نہ۔ عالمگیر نے بتایا

شکر تمہیں اپنا گھر تو یاد آیا۔ مریم نے باقاعدہ ہاتھ اُپر کیے چہرے پہ پھیر کر شکر ادا کیا۔

عالم میری جان تم یہاں اور تم نے کبھی بتایا نہیں کہ تمہاری کوئی بہن بھی ہے۔ عالمگیر جو مریم کی بات پہ مسکرا کر رہا تھا اچانک زرنور کو اپنے سامنے اور اپنے لیے جان لفظ سن کر غش کھانے کے در پہ تھا اُس نے عجیب نظروں سے زرنور کو دیکھا جو بڑی میٹھی میٹھی نظروں سے اُس کو دیکھ رہی تھی۔

زرنور ایڈونچر کے طور پہ یہاں جاب کرنا چاہتی تھی پر عالمگیر کو آج پھر کسی اور لڑکی کے ساتھ دیکھ کر اُس کو جلن ہونے لگی جس سے وہ ناچاہتے ہوئے بھی اُن دونوں کے

سر پہ کھڑی ہو کر اپنا غصہ کنٹرول کیے دنیا جہاں کی محبت اپنے لہجے میں سموئے عالمگیر سے مخاطب ہوئی اُس کو اب ہنسی بھی آ رہی تھی عالمگیر کا ہونک بنا چہرہ دیکھ کر۔

عالمگیر یہ لڑکی کون ہے؟ مریم نے اُلجھ کر عالمگیر سے پوچھا

یہ وہ۔ عالمگیر کو سمجھ نہیں آیا کیا کہے۔

عالم ڈارلنگ سے کیا پوچھتی ہو میں بتاتی ہوں۔ زرنور بے تکلف ہو کر دوسری ٹیبل سے چیئر اُٹھا کر اُن کے پاس بیٹھ کر بولی۔

میں اور عالم کالج لائیف سے ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ زرنور نے شرمانے کی اداکاری کر کے بتایا۔

کیاااااا۔ مریم کی چیخ نکل گئی جب کی عالمگیر بس سوچ کہ رہ گیا اُس نے تو بوئے کالج میں دو سال پڑھے تھے بھلا وہاں زرنور کا کیا کام۔ زرنور جو اُن دونوں کے بیچ میں کوئی سین ہو گا یہ سوچ کر آئی تھی مریم کا ری ایکشن دیکھ کر اُس نے خود کو داد دی۔

آپ اتنا حیران کیوں ہو رہی ہیں کیا اتنے سارے سالوں میں آپ کے بھائی نے کبھی میرا ذکر نہیں کیا۔ زرنور نے معصومیت سے اُس کو دیکھ کر پوچھا جو آنکھیں پھاڑے عالمگیر کو دیکھ رہی تھی۔

گولڈن گرل یہ کیا بول رہی ہو۔ عالمگیر کا گلا خشک ہوا تھا زرنور کی گوہر افشانی پہ۔

یہ مجھے پیار سے گولڈن گرل بولتے ہیں اب تو آپ کو میری بات پہ یقین آ گیا ہو گا۔

زرنور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چُھپائے بولی۔

عالمگیر تم سے مجھے یہ اُمید تو نہ تھی وہاں چچی جان تمہاری شادی کروانے میں لگی ہوئی ہیں اور یہاں تم بنا اُن کو بتائے کسی اور کو پسند کیے ہوئے ہو۔ مریم نے افسوس سے عالمگیر سے کہا جو بار بار اپنا سر نفی میں ہلا رہا تھا۔

مریم ایسا کچھ نہیں زرنور تم بتا کیوں نہیں مریم کہ کے مذاق کر رہی ہو۔ عالمگیر مریم سے کہتا زرنور سے بولا جو اُس کے پہلی بات نام لینے پہ بُرا منہ بنا گئی تھی۔

میں جا رہی ہو یہاں سے چچی جان کے سوالوں کے جواب تیار رکھنا۔ مریم اپنا بیگ اُٹھاتی بولی

مریم میری بات سمجھنے کی کوشش کرو ایسا کچھ نہیں موم سے کچھ مت کہنا۔ عالمگیر سٹپٹا کر بولا

کیوں نہ بتائے ساسوں ماں کو تم نے اتنے سال مجھے ہرے بھرے خواب دیکھائے اب مجھ سے انجان بن رہے ہو۔ زرنور نے معصومیت کی انتہا کر دی۔

مریم لِسن

مریم۔

عالمگیر مریم کو روکنے لگا پر اُس کو بنا اپنی بات سنے جاتا دیکھا تو واپس مڑ کر زرنور کے پاس آیا جو بڑے ریلیکس انداز میں بیٹھی تھی۔

یہ کیا تھا۔عالمگیر نے بامشکل اپنے لہجے کو نارمل کیے پوچھا۔

کیا تھا۔زرنور نے اُلٹا اُس سے سوال داغا۔

زرنور مذاق ایک حد تک کیا جاتا ہے یہ کیا تم میری کزن کے سامنے آکر بولی ہم دونوں کالج لائیف سے ایک دوسرے کو جانتے ہیں جب کی میں نے بوئے کالج میں ایڈمیشن لیا تھا جو میری بے وقوف کزن کو یاد نہ تھا اور تمہاری بات سچ سمجھ بیٹھی۔عالمگیر نے سنجیدگی سے کہا

ہر بار تم مجھے پریشان کرتے ہو آج مجھے موقع ملا تو میں نے سارے حساب بے باک کیے۔زرنور نے پر سکون انداز میں کہا

حساب دوسرے طریقے سے بے باک ہو سکتا تھا۔عالمگیر نے دانت پیس کر کہا

مجھے تو یہی بیسٹ لگا۔زرنور نے بال جھٹک کر ایک ادا سے کہا

افففف تمہیں میں اب کیا کہوں۔عالمگیر کا دل کیا اپنے بال نوچ لیں وہ جانتا تھا یہ بات جب اُس کی ماں کو پتا لگے گی تو عدالت کھڑی کر دے گی اُس کے لیے جہاں بنا اُس کی سنے فیصلہ سنایا جائے گا۔

تمہارا کیا خیال ہے کب لیکر جائے رشتہ تمہارا نازش کے لیے۔زرغونہ بیگم نے ہاد سے کہا جو ابھی باہر سے آیا تھا۔

موم ابھی میرے دو سمسٹر رہتے ہیں اور فلحال ایک سال تک میں شادی نہیں کر سکتا۔ ہاد نے جواب دیا

منگنی ہو جاتی تو اچھا تھا شادی بعد میں ہو جائے گی مجھے اتنی جلدی نہیں۔زرغونہ بیگم نے کہا

ابھی تو نہیں بعد میں آپ کو بتادوں گا۔ہاد نے سنجیدگی سے کہا

ٹھیک ہے۔زرغونہ بیگم اُس کی بات سے متفق ہو کر بولی۔

سمسٹر ختم ہوتے ہی آفس سنبھالنا۔امتیاز صاحب اُن کے ساتھ بیٹھ کر بولے۔

جی ڈیڈ ایک سال بعد انشااللہ۔ہاد نے دانتوں کی نمائش کرتے کہا

ہڈ حرامی کی حد ہے ویسے۔امتیاز صاحب نے تاسف سے سر دائیں بائیں ہلایا۔

کیا ڈیڈ کچھ زندگی سے بھی تو مزے لینے چاہیے نہ۔ہاد نے بُرا مان کر کہا۔تو امتیاز صاف اخبار پڑھنے میں مصروف ہو گئے اور ہاد اپنی موبائل میں۔

آج کہی باہر چلیں؟ارمغان نے طوبیٰ سے پوچھا

ڈیڈ کے پاس لیں چلیں اُن سے بات کرنی ہے اُن کی ناراضگی ختم کرنی ہے۔طوبیٰ نے جلدی سے کہا۔

میں باہر گھومنے کی بات کر رہا تھا۔ارمغان نے سنجیدگی سے کہا

ارمغان ایک ماہ ہونے والا ہے میں اپنے گھر نہیں گئی۔طوبیٰ نے بے چارگی سے کہا

تمہارا اپنا گھر یہ ہے۔ارمغان نے یاد کروانا ضرورت سمجھا۔

جانتی ہوں پر وہ میرے والدین کا گھر تو ہے نہ جہاں میں نے اپنا بچپن لڑکپن گزارا ہے۔طوبیٰ نے کہا

چچا جان کو تمہارا وہاں جانا پسند نہیں آئے گا اِس لیے وہاں جانے کا خیال دماغ سے نکال دو۔ارمغان نے کہا

میری بیٹی ہوں اُن کی جانتی ہوں وہ ناراض ہیں مجھ سے پر ہوں تو اُن کا خون نہ وہ کیوں مجھے گھر آنے سے روکے گے۔طوبیٰ نے آہستگی سے کہا

طوبیٰ تم میرا موڈ خراب کر چکی ہوں میری غلطی ہے جو میں نے تمہیں باہر چلنے کی آفر کی۔ارمغان بے زارگی سے بولا

گھر پاس ہے میں اکیلی جا سکتی ہوں میری غلطی ہے جو میں نے آپ سے کہا لے جانے کو۔طوبیٰ نے بھی اُس کے انداز میں کہا تو ارمغان کی پیشانی پہ سلوٹیں اُبھری۔

بہت بولنے لگی ہو تم۔ارمغان نے اُس کے بازوں دبوچ کر کہا

آپ اِس طرح سختی سے پیش آکر مجھے میرے والدین سے دور نہیں کر سکتے۔طوبیٰ اپنی تکلیف نظر انداز کرتی مضبوط لہجے میں بولی۔

میں ایسا بلکل نہیں چاہتا غلط بات مت کرو۔ارمغان نے ناگواری سے کہا

آپ جو بھی چاہتے ہیں مجھے اُس سے کوئی سروکار نہیں آپ بس میرے ڈیڈ کو راضی کریں جو آپ کی وجہ سے مجھ سے بات نہیں کرتے ناراض ہو گئے ہیں۔طوبیٰ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے

اسٹاپ کرائنگ۔ارمغان اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر نرم ہوا

آپ بتائے مجھے لے جائے گے یا نہیں۔طوبیٰ نے کہا

لیں جاؤں گا فلحال تم مگر مچھ کے آنسو بہانا بند کرو۔ارمغان جان چُھڑانے والے انداز میں بولا

اچھا کب؟طوبیٰ اپنا رونا بھول کر پوچھنے لگی۔

ایک دو دن تک۔ارمغان نے کہا تو طوبیٰ نے مسکرا کر سر ہلایا اُس کے لیے اتنا کافی تھا کے ارمغان مان گیا ہے۔

نازش میں بزنس میٹنگ کے لیے دبئ جاؤں گا وہاں ایک دو ماہ لگے گے تمہارے سمسٹر ختم ہو گئے تو تم میرے ساتھ چلنا۔ مہتاب خان نے نازش سے کہا

وائے ناٹ ڈیڈ آپ کو تو پتا ہے مجھے دبئ جانا کتنا پسند ہے۔ نازش مہتاب خان کی بات پہ خوش ہوتی بولی

جانتا ہوں تبھی کہا اِس ویکنڈ پہ نکلے گے تم پیکنگ کر لینا۔ مہتاب خان نے مسکرا کر کہا تو نازش نے سر کو جنبش دی۔

بی سے کہو میرے لیے کباب فرائے کرے۔ ارسلہ نیچے آئی تو نازش نے اُس کو دیکھ کر حکیمہ انداز میں کہا

میں کر دیتی ہوں بی کے سر میں درد ہے آرام کر رہی ہیں۔ ارسلہ نے کہا

کوئی ضرورت نہیں کُک سے کہو وہ کر دے گا۔ نازش نے ناگواری سے کہا

ٹھیک ہے۔ ارسلہ ایک نظر بے نیاز مہتاب خان پہ ڈال کر کیچن کی طرف جانے لگی۔

❤❤❤❤❤

موم ایسا کچھ نہیں میں نے کوئی لڑکی پسند نہیں کی اگر کروں گا تو آپ کو بتا دوں گا اب پلیز میری بات پہ یقین کر لیں مریم کی بات کو تو آپ نے پتھر پہ لکیر سمجھ لی ہے۔ عالمگیر ایک ہاتھ میں اپنا سیل فون پکڑے دوسرے ہاتھ سے بالوں کو جکڑے اپنی والدہ کو یقین دلانے کی جدوجہد میں تھا۔

مریم بتا رہی تھی بڑی فرینکلی بات کر رہی تھی وہ لڑکی ایسے کون بنا کسی رشتے کے بات کرتا ہے تم نے اُس کے ساتھ کمنٹمنٹ کی ہو گی نہ جب میں نے پوچھا تھا تب تو نہیں بتایا۔ صالحہ بیگم تیکھے چتون سے پوچھنے لگی۔

موم یار آپ کو اپنی اولاد سے زیادہ اُس مریم پہ یقین ہے جو آدھی بات سنے بنا کچھ جانے آپ کو رپورٹ دینے چلی تھی۔ عالمگیر کا دل چاہ رہا تھا اپنا سر دیوار پہ دے مارے۔

تو کیا وہ تمہاری کچھ نہیں لگتی۔ صالحہ بیگم نے کچھ نرمی سے پوچھا۔

ج۔۔۔۔جی۔ عالمگیر زرنور کا چہرہ یاد کرتے بس اتنا بولا

چلو پھر ٹھیک ہے۔ صالحہ بیگم شکر کا سانس ادا کرتی بولی

آپ کو یقین ہو گیا اب میں کال رکھتا ہوں میرے سر میں درد ہو گیا آپ کو اپنی بات کا یقین دلاتے دلاتے۔ عالمگیر نے اپنی والدہ کی بات پہ بولا۔

یقین تو نہیں بس تمہاری بات مان لیتی ہوں کل کلاں کو اُس کا کوئی سین نہ ہو۔ صالحہ بیگم کی سنگین دھمکی پہ عالمگیر سٹپٹا گیا تھا مگر کچھ کہنے کی جرئت نہیں کی۔

❤❤❤❤❤❤

کتنے وقت کا اسٹے ہو گا وہاں تمہارا؟ ہادنے نازش سے پوچھا جو اُس کو اپنے دبئ جانے کا بتا رہی تھی۔

فکر نہیں کرو میں جلدی آجاؤں گی اور پھر تم اپنی موم سے کہنا ہماری شادی کی بات کریں ڈیڈ سے۔نازش نے ہاد کا ہاتھ تھام کر کہا

ہاں تب دیکھا جائے گا مجھے اب گھر چلنا چاہیے پڑھنا بھی ہے لاسٹ ایئر ہے ہاد کھڑا ہوتا بولا

کل میں نے دبئ کے لیے فلائے کرنا تھا کتنا اچھا ہوتا اگر آج کا دن ہم ایک ساتھ گزارتے۔نازش نے مسکرا کر کہا

تم نے اچانک اپنے جانے کا بتایا ورنہ گزرے ویکنڈ پہ ایسا ہو سکتا تھا۔ہاد نے کندھے اُچکاتے کہا

اچھا ٹھیک جاؤ تم۔نازش نے مایوسی سے کہا

❤❤❤❤❤❤❤

جی آپ کون؟زرنور نے باہر ایک لڑکے کو دیکھا تو تعجب سے سوال کیا۔

اسلام علیکم!میں ایس پی سیف حسن ہوں اور آپ غالباً زرنور احسان غفار ہیں۔سیف نے سلام کرنے کے ساتھ اپنا تعارف بھی کروایا۔

غالباً نہیں یقیناً میں زرنور ہوں آپ پلیز تشریف رکھے۔زرنور نے اُس کو صوفے پہ بیٹھنے کا اِشارہ کیا تو وہ جواباً مسکرا کر بیٹھ گیا۔

آپ کو تو ایک مہینے بعد آنا تھا نہ۔زرنور نے پوچھا

جی پر کام کی نوعیت ایسی ہو گی کہ جلد آنا پڑ گیا۔ سیف نے بتایا

سہی آپ کے بارے میں ڈیڈا کثر باتیں کرتے رہتے تھے آپ سے مل کر اچھا

لگا۔ زرنور نے مسکرا کر کہا تبھی ڈرائیور سیف کا سامان لیکر اندر آیا

اِس کو گیسٹ روم میں رکھ آئے۔ زرنور نے کہا تو وہ سر ہلاتا چلا گیا

آپ کیا لیں گے سوری پہلے مجھے خیال نہیں آیا۔ زرنور اپنے سر پہ ہاتھ مارتی سیف سے

بولی

فلحال تو کچھ نہیں ابھی میں سونا چاہتا ہوں۔ سیف نے کہا

ایزیوِش میں آپ کو آپ کا روم دیکھاتی ہوں تب تک ڈیڈ بھی آجائیں گے۔ زرنور

کھڑی ہوتی بولی تو سیف بھی اُس کے ہمراہ کمرے کی طرف جانے لگا۔

❤❤❤❤

نازش مہتاب خان کے ساتھ دبئی کے لیے روانہ ہو گئی تھی ہاد اور عالمگیر کے سمسٹر بھی

ختم ہو گئے تھے ارسلہ جو پہلے تنہا ہوتی تھی پر اپنے والد اور بہن کا وجود گھر میں موجود

پا کر کچھ مطمئن ہوتی تھی پر اُن کے جانے کے بعد وہ اُداس ہو گئی تھی وجہ دونوں میں

سے کسی نے بھی اُس سے ملنا گوارہ نہیں کیا تھا ابھی بھی وہ اپنی مانو کے ساتھ لان میں

تھی جب ہاد اُس کے پاس آیا مگر وہ اُس کی موجودگی محسوس نہیں کر پائی۔

کس کو اتنے غور سے یاد کیا جا رہا ہے۔ ہاد نے اُس کا دھیان اپنی طرح کروانا چاہا

آپ یہاں آپ کب آئے۔ارسلہ ہاد کی آواز پہ چونک کر اُس کو دیکھتی بولی

ابھی آیا ہوں آپ کی طبیعت ٹھیک ہے کس کو گہری سوچوں میں سوچا جا رہا تھا؟ ہاد نے مسکرا کر دوبارہ سوال کیا

کسی کو بھی نہیں آپ یہاں آپی تو نہیں گھر پہ۔ارسلہ نے بتایا

جی وہ تو مجھے پتا ہے پر میں آپ سے ملنے آیا ہوں۔ہاد نے بتایا

مجھ سے ؟ارسلہ کو یقین نہیں آیا

جی آپ سے آپ کو یاد نہ ہو تو بتا دوں آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے بنے کھانے کھلانے ہیں۔ہاد کی بات پہ وہ ہنس پڑی

مجھے یاد ہے آپ چلیں اندر بی کے ساتھ باتیں کریں میں تب تک آپ کے لیے آپ کی پسند کا بنا لوں گی کچھ کچھ اندازہ ہے مجھے۔ارسلہ نے خوشدلی سے کہا

میں بھی ساتھ چلتا ہوں۔ہاد اُس کے ساتھ گھر کے اندر آتا بولا ارسلہ ہال کے دائیں طرف آتی کیچن کی طرف گئی تو ہاد بھی اُس کے پیچھے آیا۔

آپ بور ہو جائے گے اور یہاں گرمی بھی ہے۔ارسلہ نے فکر مندی سے کہا

اِٹس اوکے آپ اپنا کام کریں میں یہی بیٹھا ہوں۔ہاد اسٹول کھینچ کر اُس پہ بیٹھتا بولا

ارسلہ نے کیچن میں موجود دونوں ملازموں کو باہر جانا کا کہا پھر اپنے کام میں لگ گی ہاد دلچسپی سے اُس کی کاروائی ملاحظہ فرما رہا تھا

ایک بات پوچھوں؟ہاد نے اُس کی طرف دیکھ کر کہا جو گوشت کو پانی میں بھگو رہی تھی

جی پوچھے۔ارسلہ مصروف انداز میں اِجازت دیتی بولی۔

آپ کو سنگنگ آتی ہے؟ہاد نے اُس کے چہرے کے ایکسپریشن نوٹ کرتا بولا جو یکدم بدل گئے تھے۔

آتی تو نہیں پر اپنا دل بہلانے کے لیے کبھی کبھار گا لیتی ہوں۔ارسلہ خود کو کمپوز کرتی بولی۔

آپ کی آواز بہت خوبصورت ہے اتفاق پہ میں نے سن لی تھی جب پہلی دفع آپ سے ملاقات ہوئی تھی تو۔ہاد نے مسکرا کر سچے دل سے اُس کی آواز کی تعریف کی۔

خوشی ہوئی سن کر۔ارسلہ نے بس اتنا کہا

کبھی سننا مجھے اپنا گانا۔ہاد نے ایسی فرمائش کیوں کی یہ وہ خود بھی نہیں جانتا تھا پر اُس کو ارسلہ سے بات کرنا اچھا لگ رہا تھا۔

سوری پر میں نے ایسے ہی گایا تھا دوبارہ نہیں گا سکتی۔ارسلہ نے ناچاہتے بھی انکار کیا وہ جانتی تھی اگر اُس نے ایسا کیا تو نازش پہلی فرصت میں اُس کا گٹار توڑ ڈالے گی۔

کبھی میرے لیے بھی گا لینا مجھے انتظار رہے گا۔ہاد نے مسکرا کر کہا پر ارسلہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔

❤❤❤❤❤

زرنور آج پارک جانے کے لیے نکلی تھی جب اُس کی گاڑی کے آگے بہت گاڑیوں کی قطار رُک گئی زرنور کا دل بے اختیار دھڑکا اُس نے ونڈو سے باہر دیکھا تو کافی سنسان جگہ تھی زرنور نے بنا دیر کیے کانپتے ہاتھوں کے ساتھ احسان غفار کے نمبر پہ میسج چھوڑا وہ کال کرنے والی تھی جب اُس کی گاڑی کے چاروں اطراف فائرنگ ہونے لگی زرنور کے ہاتھ سے فون چھوٹ کے نیچے گر پڑا زرنور ڈر کے نیچے چھپ گئی پر فائرنگ مسلسل ہو رہی تھی زرنور کا ڈر سے بُرا حال ہو گیا تھا پانچ منٹ کی مسلسل فائرنگ کے بعد اچانک خاموشی چھا گئی زرنور نے ڈر کے اپنا چہرہ اُپر کیے دیکھنا چاہا تو سب گاڑیاں واپس جانے لگی تھی زرنور وہی ڈر کے سکڑ سمٹ کر بیٹھ گئی اُس کا پورا وجود پسینے سے شرابور ہو گیا تھا۔

زر میری جان میرے بچے تم ٹھیک ہو۔احسان صاحب کو جیسے ہی زرنور کا میسج ملا تھا وہ بنا ایک منٹ کی تاخیر کیے کچھ پولیس آفسرز کے ہمراہ زرنور کی بتائی ہوئی جگہ پہ پہنچ گئے

اُن کے ساتھ سیف بھی موجود تھا گاڑی کی اُبتر حالت دیکھ کر احسان صاحب کا دل کانپ اُٹھا تھا اپنے باپ کی آواز پہ زرنور نے فورن سے گاڑی کا شیشہ نیچے کیا لاک کھول کر وہ جلدی سے اُن کے سینے سے لگ گئی احسان صاحب فکر مند سے اُس کا جائزہ لیں رہے تھے پر سد شکر اُن کہیں چوٹ نظر نہیں آئی۔

ڈ۔۔۔۔ڈیڈ۔۔۔۔۔گھ۔۔۔۔گھر چلیں۔زرنور گہرے سانس بھرتی ہوئی بولی

ہاں میرا بچہ۔احسان صاحب اُس کے بال سہلاتے بولے زرنور کسی بچے کی طرح اُن سے لپیٹی ہوئی تھی۔

انکل آپ زرنور کو گھر لیں جائے آرام کریں گی تو لیکس رہے گی میں پتا کرواتی ہوں یہ کس کی سازش ہے۔سیف نے سنجیدگی سے کہا

میں جانتا ہوں تم سارا معاملہ سنبھال لینا پر آج ہی معلوم ہو جانا چاہیے۔احسان صاحب نے ایک نظر اپنے سینے پہ سر رکھے روتی ہوئی زرنور کو دیکھ کر کہا

آپ بے فکر ہو کر جائے۔سیف نے اُن کو تسلی بخش جواب دیا۔

❤❤❤❤

آپ تیار ہیں تو چلیں۔طوبیٰ نے خوشی سے جگمگاتے چہرہ لیے ارمغان سے کہا جو شرٹ کے کف باندھ رہا تھا۔

چلتے ہیں۔ارمغان نے اُس کی تیاری پہ نظر ڈال کر کہا

کیسی لگ رہی ہوں میں ؟ارمغان کی نظر میں اپنے لیے پسندیدگی کے تاثرات دیکھ کر طوبیٰ کا دل کیا اپنی تعریف سننے کے لیے تبھی اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

اچھی لگ رہی ہو۔ارمغان نے مسکراہٹ دبا کر کہا طوبیٰ نے ایک خفا نظر ارمغان پہ ڈالی

آپ کو میری تعریف کرنی چاہیئے تھی شادی کے بعد میں نے پہلی دفع آپ سے پوچھا اور آپ کا جواب بس یہ کے اچھی لگ رہی ہو۔طوبیٰ نے شکوہ کیا۔

میری نظروں میں اگر اپنے لیے پسندیدگی دیکھ لی تھی تو پوچھا کیوں میری آنکھوں سے زیادہ کیا میری زبان پہ یقین ہے۔ارمغان اُس کو اپنے سامنے کرتا بولا

آپ کی نظریں جو کہے جو تاثر دے پر کبھی کبھی انسان کو منہ سے زحمت کرنی چاہیے کے مادام آپ خوبصورت لگ رہی ہیں آپ سے زیادہ کوئی حسین آج تک میں نے نہیں دیکھا آپ ہر روپ میں خوبصورت لگتی ہے سادگی میں اگر اپنی مثال آپ ہیں تو تیاری میں بھی قیامت ڈھاتی ہیں۔طوبیٰ نے خود ہی سب کہہ سنایا ارمغان بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کیے بیٹھا تھا۔

لو جو تم نے کہہ دیا وہی میں نے کہہ دیا۔ارمغان اُس کا گال سہلاتا بولا

باتیں نہ کریں آپ بس تیار ہو کر نیچے آجائے ہم نے جانا ہے دیر ہو رہی ہے۔طوبیٰ ارمغان کا ہاتھ ہٹاتی بولی

افففف ناراض کیوں ہو رہی ہو کرتا ہوں تمہاری تعریف۔ارمغان مسکراتا اُس کو منانے لگا پر طوبیٰ بنا اُس کی سنے باہر کو لپکی پیچھے ارمغان اپنے بالوں میں ہاتھ گھماتا رہ گیا۔

اسلام علیکم!! طوبیٰ نے فیضان صاحب کو سلام کیا

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔فیضان صاحب نے ہاتھ میں پکڑی اخبار میز پہ پھینک کر کہا

آرام سے چچا جان کیا ہو گیا ہے آپ کو بیٹی ہے طوبیٰ آپ کی شادی کے بعد اُس کا حق ہے یہاں آ کر اپنے والدین سے ملنے کا پر آپ اپنی انا کا پرچم بلند کیے ہونے ہیں ورنہ میں غیر نہیں آپ کا سگا بھتیجا ہوں جس سے آپ نے بخوشی اپنی بیٹی کا نکاح کروایا تھا۔ارمغان طوبیٰ کے سامنے آتا ناگوار لہجے میں فیضان صاحب سے کہا جس نخوت سے منہ پھیر گئے تھے۔

ڈیڈ پلیز۔طوبیٰ کا دل کٹ کہ رہ گیا اپنے باپ کی نفرت دیکھ کر۔

امی۔طوبیٰ نے فیضان صاحب کو کوئی جواب نہ دیتا پا کر اپنی ماں کو مخاطب کیے کہا جو حسرت سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

خبر دار جو ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو۔ فیضان صاحب گرجدار آواز میں نازیہ بیگم سے بولے جو طوبیٰ کی طرف جانے والی تھی۔

چچا جان ایسا کرنے سے آپ کو کیا حاصل ہو گا آپ اپنی ناراضگی برقرار رکھے پر چچی اور ماریہ سے تو طوبیٰ کو ملنے دے۔ ارمغان مٹھیاں بھینچ کے بولا۔

تم مت سمجھاؤ مجھے آج آ گئے ہو دوبارہ مت آنا میرا یہ یہاں کا کسی بھی فرد سے تمہارا یا تمہاری بیوی کا کونسل سروکار نہیں۔ فیضان صاحب کٹھور لہجے میں بولے

ڈیڈ ایسا تو مت کہیے۔ طوبیٰ روتے ہوئے تڑپ کے گویا ہوئی۔

تمہارے لیے یہ دروازہ تب کھولے گے جب تم اپنے ہاتھ میں طلاق کے کاغذ لیکر آؤں گی اُس سے پہلے یہاں کا رخ کبھی مت کرنا۔ فیضان صاحب کی اِس بات پہ ارمغان کی بس ہوئی تھی تبھی وہ طوبیٰ کا بازوں سختی سے دبوچ کر اپنے ساتھ گھسیٹتا لیں جانے لگا طوبیٰ ساکت سی اپنے باپ کا یہ روپ دیکھ رہی تھی اُس میں اِتنی سکت نہیں تھی کے اپنا بازوں وہ ارمغان سے چھڑواتی۔

ہاد شام کے وقت اپنے گھر آیا تھا ارسلہ کے ساتھ بیٹھ کر اُس کو وقت کا احساس نہیں ہوا تھا ہاد گھر آ کر سیدھا اپنے کمرے میں آیا بیڈ پہ بیٹھ کر اُس نے اپنا فون چیک کیا تو نازش کی لاتعداد کالز تھی جن کو دیکھ کر اُس نے زور سے آنکھیں میچی کر کال بیک کی پر دوسری

طرح سے نور سپانس جان کر ہادنے موبائل سائیڈ پہ کیااور خود فریش ہونے کے لیے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

❤❤❤❤❤❤

عالمگیر موبائل ہاتھ میں لیے زرنور کو کال کرنے کا سوچ رہا تھاپر رات کے نو بج رہے تھے جس سے اُس کو سہی نہیں لگ رہا تھا۔

پہلے تو بارہ بجے کے قریب کال کی تھی آج تو پھر بھی نو بج رہے تھے۔عالمگیر خود کو تسلی دیتا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ایک بار

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دو بار

تین بار

یہ گولڈن گرل کا نمبر کیوں سوئچ آف جارہا ہے۔عالمگیر نے تعجب سے خود سے سوال کیا بہت بار کال کرنے کے بعد جب کوئی جواب موصول نہ ہوا تو وہ منہ بناتا سونے کے لیے لیٹ گیا۔

❤❤❤❤❤

اب مجھے رونے کی آواز نہ آئے۔ارمغان نے سختی سے سائیڈ پہ لیٹی طوبیٰ سے کہا جو جب سے آئی تھی رونے کا مشغلہ فرمارہی تھی۔

اب کیا میں روؤں بھی نہ۔ طوبیٰ نے سوں سوں کرتے کہا

بے حس باپ کی وجہ سے تو نہیں رونا چاہیے۔ ارمغان نے فورن سے جواب دیا۔

میرے والد کے بارے میں ایسا نہ بولے۔ طوبیٰ اٹھتی بولی۔

جوش ذرہ کم کرو میں نے کیا غلط کہا اگر اُن کو اپنی اولاد کے احساسات کی قدر نہیں تو تم بھی فلحال کچھ نہ کہو جب اُن کو قدر آجائے تو خوشی خوشی رو لینا۔ ارمغان نے اپنی طرف سے مشورہ دیا۔

آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے یہ سب۔ طوبیٰ منہ موڑتی ہوئی بولی۔

مجھ پہ بار بار الزام مت لگاؤ میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا یہ۔ ارمغان نے بے زاریت سے کہا

نہ آپ پہ الزام لگا سکتی ہوں نہ میں رو سکتی ہوں تو بتائے میں کیا کروں۔ طوبیٰ نے گھور کر ارمغان کو دیکھ کر کہا

تم یہ بلینکٹ سر پہ لو اور سو جاؤ۔ ارمغان نے بلینکٹ اُس کی طرف پھینک کر کہا طوبیٰ کا منہ کھل گیا جب کی ارمغان دوسری طرف کروٹ لیکر سو چُکا تھا۔

❤❤❤❤❤

سادیہ بی غور سے ارسلہ کو سوتا ہوا دیکھ رہی تھی اُن کو ارسلہ کی طرح سے فکر لاحق ہو گئی تھی اُن کو ہاد کا اِس طرح سے ارسلہ کے ساتھ فرینک ہونا پسند نہیں آرہا تھا اُن کو

پتا تھا نازش کو یہ سب کبھی پسند نہیں ہو گا دوسرا جب خوشی خوشی اُن سے ہاد کی باتیں کرتی تو اُن کی فکر میں مزید اُضافہ ہو جاتا پر وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی ارسلہ کے اچھے نصیب کی دعا کرتی وہ خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

بی ناشتہ تیار ہے۔ارسلہ کالج یونی فارم میں ملبوس سادیہ بی سے بولی۔

ہاں بیٹھو میں ٹیبل پہ کھانا لگاتی ہوں۔سادیہ بی نے کہا تو ارسلہ سر کو جنبش دیتی ٹیبل پہ بیٹھ گئی۔

یہ لو۔پانچ منٹ بعد سادیہ بی اُس کے ساتھ بیٹھتی ناشتہ دیتی بولی۔

شکریہ۔ارسلہ نے مسکرا کر کہا

کل کیا باتیں ہوئی تمہاری نازش کے ہونے والے شوہر کے ساتھ۔سادیہ بی نے شوہر لفظ پہ زور دیتے کہا وہ نہیں چاہتی تھی ارسلہ اِس کچی عمر میں اپنے دل میں کوئی خواب سجائے جن کی کوئی تکمیل نہیں ہو گی۔

بس ایسے ہی وہ میرے کھانے کی تعریف کر رہے تھے اور وہ چاہتے تھے میں اُن کو گانا گا کر سناؤں پر میں انکار کر دیا کیونکہ نازش آپی کو اگر پتا چل جاتا تو وہ غصہ ہو جاتی۔ارسلہ نے پہلے پر جوش ہو کر پھر کچھ مایوسی سے بتایا۔

اچھا کیا انکار کر کے ہاد سے تم فاصلہ برقرار کرو نازش کے فرینڈز ہیں تمہارے نہیں آج تم سے باتیں کریں گے پھر نہیں کرے گے جس سے تمہیں تکلیف ہو گی اور میں نہیں چاہوں گی میری بیٹی کسی کے لیے پریشان ہو اِس لیے بہتر یہی کے تم خود اُن سے قطعاً تعلق کر لوں۔ سادیہ بی نے نرمی سے اُس کا ہاتھ دبا کر کہا ارسلہ کے چہرہ پہ اُن کی بات پہ سایہ لہرایا تھا۔

آپ کی فکر بجا پر ہاد ایسے نہیں ہیں اور وہ کیوں مجھ سے باتیں کرنے بند کرے گے۔ ارسلہ نے خود کو تسلی کرواتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ نازش کا شوہر ہو گا جس طرح وہ تم سے بات نہیں کرتی ہاد کو بھی منع کرے گی ظاہر ہے پھر ہاد اُس کی سنے گا نہ۔ سادیہ بی نے سمجھانے کے غرض سے کہا جس پہ ارسلہ کا دل بوجھ گیا تھا تبھی وہ بنا ناشتہ کیے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

میں چلتی ہوئی۔ ارسلہ اپنی چادر سر پہ پہنتی بولی

ناشتہ تو کیا ہی نہیں۔ سادیہ بی کو ملال ہوا۔

کیفیٹریا سے کر لوں گی۔ ارسلہ جواب دیتی باہر کی جانب جانے لگی سادیہ بی نے افسوس سے اُس کی پشت کو دیکھا۔

❤❤❤❤❤❤

چلتے ہیں۔ ارمغان نے اُس کی تیاری پہ نظر ڈال کر کہا

کیسی لگ رہی ہوں میں ؟ارمغان کی نظر میں اپنے لیے پسندیدگی کے تاثرات دیکھ کر طوبیٰ کا دل کیا اپنی تعریف سننے کے لیے تبھی اُس نے دھڑکتے دل کے ساتھ پوچھا۔

اچھی لگ رہی ہو۔ارمغان نے مسکراہٹ دبا کر کہا طوبیٰ نے ایک خفا نظر ارمغان پہ ڈالی

آپ کو میری تعریف کرنی چاہیئے تھی شادی کے بعد میں نے پہلی دفع آپ سے پوچھا اور آپ کا جواب بس یہ کے اچھی لگ رہی ہو۔طوبیٰ نے شکوہ کیا۔

میری نظروں میں اگر اپنے لیے پسندیدگی دیکھ لی تھی تو پوچھا کیوں میری آنکھوں سے زیادہ کیا میری زبان پہ یقین ہے۔ارمغان اُس کو اپنے سامنے کرتا بولا

آپ کی نظریں جو کہے جو تاثر دے پر کبھی کبھی انسان کو منہ سے زحمت کرنی چاہیے کے مادام آپ خوبصورت لگ رہی ہیں آپ سے زیادہ کوئی حسین آج تک میں نے نہیں دیکھا آپ ہر روپ میں خوبصورت لگتی ہے سادگی میں اگر اپنی مثال آپ ہیں تو تیاری میں بھی قیامت ڈھاتی ہیں۔طوبیٰ نے خود ہی سب کہہ سنایا ارمغان بڑی مشکل سے اپنی ہنسی کنٹرول کیے بیٹھا تھا۔

لو جو تم نے کہہ دیا وہی میں نے کہہ دیا۔ارمغان اُس کا گال سہلاتا بولا

باتیں نہ کریں آپ بس تیار ہو کر نیچے آجائے ہم نے جانا ہے دیر ہو رہی ہے۔طوبیٰ ارمغان کا ہاتھ ہٹاتی بولی

افففف ناراض کیوں ہو رہی ہو کرتا ہوں تمہاری تعریف۔ارمغان مسکراتا اُس کو منانے لگا پر طوبیٰ بنا اُس کی سنے باہر کو لپکی پیچھے ارمغان اپنے بالوں میں ہاتھ گھماتا رہ گیا۔

اسلام علیکم!! طوبیٰ نے فیضان صاحب کو سلام کیا

تم دونوں یہاں کیا کر رہے ہو۔فیضان صاحب نے ہاتھ میں پکڑی اخبار میز پہ پھینک کر کہا

آرام سے چچا جان کیا ہو گیا ہے آپ کو بیٹی ہے طوبیٰ آپ کی شادی کے بعد اُس کا حق ہے یہاں آ کر اپنے والدین سے ملنے کا پر آپ اپنی انا کا پرچم بلند کیے ہوئے ہیں ورنہ میں غیر نہیں آپ کا سگا بھتیجا ہوں جس سے آپ نے بخوشی اپنی بیٹی کا نکاح کروایا تھا۔ارمغان طوبیٰ کے سامنے آتا ناگوار لہجے میں فیضان صاحب سے کہا جس نخوت سے منہ پھیر گئے تھے۔

ڈیڈ پلیز۔طوبیٰ کا دل کٹ کہ رہ گیا اپنے باپ کی نفرت دیکھ کر۔

امی۔طوبیٰ نے فیضان صاحب کو کوئی جواب نہ دیتا پا کر اپنی ماں کو مخاطب کیے کہا جو حسرت سے اُس کی طرف دیکھ رہی تھی۔

خبر دار جو ایک قدم بھی آگے بڑھایا تو۔ فیضان صاحب گرجدار آواز میں نازیہ بیگم سے بولے جو طوبیٰ کی طرف جانے والی تھی۔

چچا جان ایسا کرنے سے آپ کو کیا حاصل ہو گا آپ اپنی ناراضگی برقرار رکھے پر چچی اور ماریہ سے تو طوبیٰ کو ملنے دے۔ ارمغان مٹھیاں بھینچ کے بولا۔

تم مت سمجھاؤ مجھے آج آ گئے ہو دوبارہ مت آنا میرا یہ یہاں کا کسی بھی فرد سے تمہارا یا تمہاری بیوی کا کونسل سروکار نہیں۔ فیضان صاحب کٹھور لہجے میں بولے

ڈیڈ ایسا تو مت کہیے۔ طوبیٰ روتے ہوئے تڑپ کے گویا ہوئی۔

تمہارے لیے یہ دروازہ تب کھولے گے جب تم اپنے ہاتھ میں طلاق کے کاغذ لیکر آؤں گی اُس سے پہلے یہاں کا رخ کبھی مت کرنا۔ فیضان صاحب کی اِس بات پہ ارمغان کی بس ہوئی تھی تبھی وہ طوبیٰ کا بازوں سختی سے دبوچ کر اپنے ساتھ گھسیٹتا لیں جانے لگا طوبیٰ ساکت سی اپنے باپ کا یہ روپ دیکھ رہی تھی اُس میں اِتنی سکت نہیں تھی کے اپنا بازوں وہ ارمغان سے چھڑواتی۔

ہاد شام کے وقت اپنے گھر آیا تھا ارسلہ کے ساتھ بیٹھ کر اُس کو وقت کا احساس نہیں ہوا تھا ہاد گھر آ کر سیدھا اپنے کمرے میں آیا بیڈ پہ بیٹھ کر اُس نے اپنا فون چیک کیا تو نازش کی لاتعداد کالز تھی جن کو دیکھ کر اُس نے زور سے آنکھیں میچی کر کال بیک کی پر دوسری

طرح سے نور سپانس جان کر ہادنے موبائل سائیڈ پہ کیااور خود فریش ہونے کے لیے واشروم کی جانب بڑھ گیا۔

عالمگیر موبائل ہاتھ میں لیے زرنور کو کال کرنے کا سوچ رہا تھاپر رات کے نو بج رہے تھے جس سے اُس کو سہی نہیں لگ رہا تھا۔

پہلے تو بارہ بجے کے قریب کال کی تھی آج تو پھر بھی نو بج رہے تھے۔عالمگیر خود کو تسلی دیتا نمبر ڈائل کرنے لگا۔

ایک بار

دو بار

تین بار

یہ گولڈن گرل کا نمبر کیوں سوئچ آف جا رہا ہے۔عالمگیر نے تعجب سے خود سے سوال کیا بہت بار کال کرنے کے بعد جب کوئی جواب موصول نہ ہوا تو وہ منہ بناتا سونے کے لیے لیٹ گیا۔

اب مجھے رونے کی آواز نہ آئے۔ارمغان نے سختی سے سائیڈ پہ لیٹی طوبیٰ سے کہا جو جب سے آئی تھی رونے کا مشغلہ فرما رہی تھی۔

اب کیا میں روؤں بھی نہ۔ طوبیٰ نے سوں سوں کرتے کہا

بے حس باپ کی وجہ سے تو نہیں رونا چاہیے۔ ارمغان نے فورن سے جواب دیا۔

میرے والد کے بارے میں ایسا نہ بولے۔ طوبیٰ اٹھتی بولی۔

جوش ذرہ کم کرو میں نے کیا غلط کہا اگر اُن کو اپنی اولاد کے احساسات کی قدر نہیں تو تم بھی فلحال کچھ نہ کہو جب اُن کو قدر آجائے تو خوشی خوشی رو لینا۔ ارمغان نے اپنی طرف سے مشورہ دیا۔

آپ کی وجہ سے ہو رہا ہے یہ سب۔ طوبیٰ منہ موڑتی ہوئی بولی۔

مجھ پہ بار بار الزام مت لگاؤ میری وجہ سے کچھ نہیں ہوا یہ۔ ارمغان نے بے زاریت سے کہا

نہ آپ پہ الزام لگا سکتی ہوں نہ میں رو سکتی ہوں تو بتائے میں کیا کروں۔ طوبیٰ نے گھور کر ارمغان کو دیکھ کر کہا

تم یہ بلینکٹ سر پہ لو اور سو جاؤ۔ ارمغان نے بلینکٹ اُس کی طرف پھینک کر کہا طوبیٰ کا منہ کھل گیا جب کی ارمغان دوسری طرف کروٹ لیکر سو چُکا تھا۔

❤❤❤❤❤

سادیہ بی غور سے ارسلہ کو سوتا ہوا دیکھ رہی تھی اُن کو ارسلہ کی طرح سے فکر لاحق ہو گئی تھی اُن کو ہاد کا اِس طرح سے ارسلہ کے ساتھ فرینک ہونا پسند نہیں آرہا تھا اُن کو

پتا تھا نازش کو یہ سب کبھی پسند نہیں ہو گا دوسرا جب خوشی خوشی اُن سے ہاد کی باتیں کرتی تو اُن کی فکر میں مزید اُضافہ ہو جاتا پر وہ خود کو بے بس محسوس کر رہی تھی ارسلہ کے اچھے نصیب کی دعا کرتی وہ خود بھی سونے کی کوشش کرنے لگی۔

بی ناشتہ تیار ہے۔ارسلہ کالج یونی فارم میں ملبوس سادیہ بی سے بولی۔

ہاں بیٹھو میں ٹیبل پہ کھانا لگاتی ہوں۔سادیہ بی نے کہا تو ارسلہ سر کو جنبش دیتی ٹیبل پہ بیٹھ گئی۔

یہ لو۔پانچ منٹ بعد سادیہ بی اُس کے ساتھ بیٹھتی ناشتہ دیتی بولی۔

شکریہ۔ارسلہ نے مسکرا کر کہا

کل کیا باتیں ہوئی تمہاری نازش کے ہونے والے شوہر کے ساتھ۔سادیہ بی نے شوہر لفظ پہ زور دیتے کہا وہ نہیں چاہتی تھی ارسلہ اِس کچی عمر میں اپنے دل میں کوئی خواب سجائے جن کی کوئی تکمیل نہیں ہو گی۔

بس ایسے ہی وہ میرے کھانے کی تعریف کر رہے تھے اور وہ چاہتے تھے میں اُن کو گانا گا کر سناؤں پر میں انکار کر دیا کیونکہ نازش آپی کو اگر پتا چل جاتا تو وہ غصہ ہو جاتی۔ارسلہ نے پہلے پر جوش ہو کر پھر کچھ مایوسی سے بتایا۔

اچھا کیا انکار کر کے ہاد سے تم فاصلہ برقرار کرو نازش کے فرینڈز ہیں تمہارے نہیں آج تم سے باتیں کریں گے پھر نہیں کرے گے جس سے تمہیں تکلیف ہو گی اور میں نہیں چاہوں گی میری بیٹی کسی کے لیے پریشان ہو اِس لیے بہتر یہی کے تم خود اُن سے قطعاً تعلق کر لوں۔ سادیہ بی نے نرمی سے اُس کا ہاتھ دبا کر کہا ارسلہ کے چہرہ پہ اُن کی بات پہ سایہ لہرایا تھا۔

آپ کی فکر بجا پر ہاد ایسے نہیں ہیں اور وہ کیوں مجھ سے باتیں کرنے بند کرے گے۔ ارسلہ نے خود کو تسلی کرواتے ہوئے کہا

کیونکہ وہ نازش کا شوہر ہو گا جس طرح وہ تم سے بات نہیں کرتی ہاد کو بھی منع کرے گی ظاہر ہے پھر ہاد اُس کی سنے گا نہ۔ سادیہ بی نے سمجھانے کے غرض سے کہا جس پہ ارسلہ کا دل بوجھ گیا تھا تبھی وہ بنا ناشتہ کیے اُٹھ کھڑی ہوئی۔

میں چلتی ہوئی۔ ارسلہ اپنی چادر سر پہ پہنتی بولی

ناشتہ تو کیا ہی نہیں۔ سادیہ بی کو ملال ہوا۔

کیفیٹریا سے کر لوں گی۔ ارسلہ جواب دیتی باہر کی جانب جانے لگی سادیہ بی نے افسوس سے اُس کی پشت کو دیکھا۔

اُس حادثے کے بعد زرنور نے باہر آنا جانا مکمل طور پہ بند کر دیا تھا ایک ڈر سا تھا جو اُس کے اندر پنجے مار کر بیٹھا تھا۔

میری بیٹی تو بہادر ہے پھر ایسے کیوں خود کو کمرے تک محدود کر لیا ہے۔احسان صاحب نے زرنور کے پاس بیٹھ کر بولے۔

ڈیڈ وہ لوگ کون تھے مجھے مارنا کیوں چاہتے تھے میری اُن سے کیا دشمنی۔زرنور نے سوالیہ نظروں سے احسان صاحب کو دیکھ کر پوچھا جو اُس کی بات پہ گہری سانس بھر رہے تھے۔

کسی میں اِتنی ہمت نہیں جو تمہیں کچھ کر سکے تمہاری کسی سے دشمنی نہیں پر میرے بہت دشمن ہے اِس لیے میں تمہیں باہر جانے سے منع کرتا تھا اور گارڈز ساتھ رکھنے کا کہتا تھا پر تب تم بہادر بنتی تھی اور اب دیکھو بھیگی بلی بن گئی ہو۔احسان صاحب نے سنجیدگی سے کہا

ڈیڈ ایسا تو نہ کہے اتنے سارے گنز مین اور گاڑیاں تھی میں اکیلی تھی ڈر نہ تو فطری تھا میرا۔زرنور نے منہ بسورتے ہوئے کہا

اچھا اچھا پر اب تم گارڈز کے ساتھ جاؤ گی جہاں بھی جانا ہو اتو۔احسان صاحب نے کہا جس پہ زرنور خاموش ہوئی۔

میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرپ تو نہیں کیا۔ سیف تھوڑا سا دروازہ کھول کر اُن سے پوچھنے لگا

بلکل نہیں آؤ اندر۔ احسان صاحب نے مسکرا کر اندر آنے کا کہا۔

کیسی ہیں آپ اب دو دن ہو گئے ہیں اب آپ پہلے کی طرح اپنی روٹین پہ آئے اور یہ کیا آپ نے اپنا قیام کمرے تک محدود کر لیا ہے۔ سیف نے بے تکلفی سے زرنور سے کہا

آجاؤں گی اپنی روٹین پہ بھی۔ زرنور نے مسکرا کر کہا

تو آج کہی باہر چلتے ہیں۔ سیف نے کہا

آج نہیں پھر کبھی۔ زرنور نے آہستہ آواز میں کہا تو سیف نے احسان صاحب کی طرف دیکھا جو پریشان بیٹھے تھے۔

❤❤❤❤❤

عالمگیر آج پارک آیا تھا جہاں اکثر زرنور آیا کرتی تھی وہ بھی اُس سے ملنے کا سوچ کر آیا تھا پر کافی دیر تک اُس کا انتظار کرنے کے بعد وہ نہ آئی تو اُس نے واپسی کا سوچا پہلے اُس کا نمبر بند آنا اور اب یہاں بھی اُس کی غیر موجودگی جان کر عالمگیر کا دل بے چین ہوا تبھی اُس نے مراد کی طرف جانے کا سوچا۔

تم بیٹھو میں کافی بناتا ہوں۔ مراد نے مسکرا کر عالمگیر سے کہا۔

تم کیوں بناؤں گے ملازم یا فائزہ نہیں کیا گھر پہ؟ عالمگیر نے بیٹھتے ہی سوال کیا

ملازم تو باہر سامان لینے گیا ہوا ہے اور فائزہ زر کو دیکھنے گئی ہے۔ مراد نے عام لہجے میں بتایا

زر کون؟ عالمگیر کے کان کھڑے ہوئے زر کے نام پہ کیونکہ اُس کو پتا تھا زر نور کو سب زر کہتے تھے۔

زر نور احسان جس کے ساتھ تم نے پسوری ڈانس کیا تھا اِتنی جلدی بھول گئے۔ مراد نے آنکھ ونک کرتے کہا تو عالمگیر خجل سا ہو گیا تھا۔

اچھا وہ کیا ہوا ہے اُس کو جو دیکھنے گئی ہے۔ عالمگیر نے اپنے لہجے کو سرسری رکھنے کی کوشش کرتے پوچھا پر پھر بھی اُس کے لہجے میں بے چینی صاف عیاں تھی۔

اخبار نہیں پڑھتے کیا ڈے آے جی احسان غفار کی بیٹی ہے وہ اُس پہ کچھ دن پہلے جان لیوا حملا ہوا تھا وہ تو صد شکر زر کو کوئی نقصان نہیں ہوا شاید وہ بس اُس کو ڈرا کر انکل احسان کو خبر دار کرنا چاہتے تھے یہ بات تو نیوز پیپر میں بھی آئی تھی۔ مراد نے ساری بات اُس کو بتائی عالمگیر ساکت ہو گیا تھا اُس کو اپنے کانوں پہ یقین نہیں ہوا تھا اُس کو بے اختیار خود پہ غصہ آیا وہ کیسے اِتنا لاپرواہ ہو سکتا تھا جو اُس کے معاملے میں کوئی خبر گیری ہی نہیں رکھی۔

اب کیسی ہے وہ؟ عالمگیر نے سنجیدہ سے پوچھا

پہلے سے بہت بہتر اُس کو کوئی نقصان نہیں ہوا تھا بس گاڑی وغیرہ کا نقصان ہوا تھا۔ مراد نے بتایا۔

کیا ہم اُن کے گھر جا سکتے ہیں عیادت کے طور پہ میرا تو نہیں پر تمہارا تو وہاں آنا جانا ہوتا ہو گا۔ عالمگیر چاہ کر بھی اپنی پریشان چُھپا نہیں پایا۔

ہاں کیوں نہیں۔ مراد نے سر کو جنبش دیتے کہا۔

بیس منٹ کی مساوات کے بعد وہ دونوں ایک شاندار عمارت کے پاس کھڑے تھے عالمگیر زندگی میں پہلی دفع خود کو کنفیوز محسوس کر رہا تھا گیٹ پہ اتنے سارے گارڈز دیکھ کر اُس کو اُلجھ ہونے لگی تھی۔

انکل کی اکلوتی اولاد ہے زر آنٹی کب کا اُن سے علیحدگی اختیار کر لی تھی کیونکہ اُن کو انکل کا پولیس میں ہونا پسند نہیں تھا آئے دن محصول ہوتی دھمکیوں سے وہ تنگ آ کر ایک سال کی زر کو اور انکل کو چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ مراد نے عالمگیر کے تاثرات کا جائزہ لیتے جواب دیا۔

اندر چلیں۔ عالمگیر نے بس اتنا کہا

چلو۔ مراد نے کہا پھر دونوں گھر کے اندر داخل ہوئے جہاں ہال میں کوئی نہیں تھا ملازمہ نے لاؤنج میں ہونے کا بتایا تو عالمگیر کو اِشارہ کرتا وہ وہی چلے آئے۔

اسلام علیکم ! انکل۔ مراد نے اندر آتے سلام کیا ساتھ میں عالمگیر کو ٹھوکا مارا جو گھور کر سیف کو دیکھ رہا تھا۔

اسلام علیکم ! عالمگیر نے بھی ہڑ بڑا کر سلام جھاڑا۔

وعلیکم اسلام آؤ بیٹھو۔ احسان صاحب اپنی جگہ سے اُٹھتے اُن سے مل کر بولے۔

تم سیف ہو نہ ؟ مراد نے سیف کو دیکھ کر تصدیق چاہی۔

جی میں ہوں۔ سیف نے مسکرا کر کہا

آپ کا نام کیا ہے پہلے میں نے آپ کو دیکھا تو پر بات نہ ہو پائی تھی۔ احسان صاحب نے عالمگیر سے پوچھا جو نیچے نظریں کی قالین کو دیکھ رہا تھا۔

عالمگیر شیخ نام ہے میرا آبائی گھر اسلام آباد میں ہے جب کی یہاں میں پڑھائی کی وجہ سے قیام پزیر ہوں کیونکہ یہاں میرے فرینڈز تھے۔ عالمگیر نے نام کے ساتھ ساتھ ساری تفصیل بتائی مراد کو ہنسی آئی جس کو چھپانے کی خاطر اُس نے اپنا چہرہ دوسری جانب کر دیا۔

بہت اچھے۔ احسان صاحب بس اتنا بول پائے۔

زر کہاں ہیں اُس سے ملنا تھا۔ مراد نے پوچھا

زر نور کمرے میں ہیں سو رہی ہے۔ جواب سیف نے دیا تھا۔

اوو اچھا۔ مراد سر ہلاتا بولا عالمگیر کو اپنا آنا فضول سا لگا۔

ہاد تمہیں پتا ہے میں کب سے تمہیں کال کر رہی ہوں اور اب تم میری کال ریسیو کر رہے ہو۔ اسکائپ پہ نازش نے خفگی بھرے لہجے میں کہا

یہ تم نے کیا واحیات ڈریس پہنا ہوا ہے۔ ہاد اُس کی بات نظر انداز کرتا ناگواری سے بولا

نازش بلیک شرٹ میں تھی جس کا گلا کافی ڈیپ تھا جس وجہ سے ہاد کو اُس کی طرف دیکھنے میں شرمندگی ہو رہی تھی۔

کیا ہو گیا ہے اور کیا بُرائی ہے اِس ڈریس میں یہاں سب ایسے ہی پہنتے ہیں میں یہاں ہوں تو ایسے ہی ڈریسنگ کروں گی نہ وہ کہاوت تو سنی ہو گی جیسا دیس ویسا بیس۔ نازش نے بے نیازی سے بال جھٹک کر کہا تو ہاد نے ویڈیو کال بند کر کے وائس کال ملانے لگا۔

نازش مجھے تمہارے جینز پہننے پہ کوئی اعتراض نہیں تھا پر میں اِتنا بے غیرت نہیں جو اوپن مائینڈڈ خود کو کہلاتے اپنے ہونے والی بیوی کو نیم برہنہ ڈریسنگ کرنے کی اجازت دوں۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا

تم کس ٹون میں مجھ سے بات کر رہے ہو پہلے تو ایسے کبھی نہیں بات کی اور اب تمہیں میرے حُلیے میں عیب نظر آنے لگے ہے میں ایسی ہی ہوں تم جانتے ہو یہ بات اور تم نے ایسے ہی مجھے پسند کیا تھا تو اب کیوں کیڑے نکال رہے ہو۔ نازش ہاد کی بات پہ چیخ کے بولی۔

میں کال پہ تم سے بحث نہیں کر سکتا پر تمہیں خیال رکھنا چاہیے اگر تم مشرقی ڈریسنگ نہیں کرتی تو نہ کرو پر مشرقی کی تو کم سے کم پورے پہنے تاکہ مجھے شرمندہ نہ ہونے پڑے۔ ہاد اضطرابی حالت میں چکر کاٹتا بولنے لگا اُس کو جانے کیوں چڑچڑاپن ہو رہا تھا شادی ہوئی نہیں اور تم اب سے مجھ پہ رعب جمارہے ہو شادی کے بعد تم یہ کہو گے جینز مت پہنو شلوار قمیض پہنو جینز کو ہمارے دین نے عورت پہ حرام قرار کیا ہے مجھے نہیں تھا پتا ہاد تم اتنے کم ظرف سوچ کے مالک ہو گے۔ نازش نے طنزیہ پہ طنزیہ کیا۔

میں جیسا بھی مرد ہوں پر عورت پردے میں اچھی لگتی ہے اور میں نہیں چاہوں گا میری زندگی میں جو میری ہمسفر کو اُس کے وجود پہ ہر ایک کی نظر نہ ہو اگر یہ بات کم ظرف مرد کے زمر میں آتا ہے تو ہاں میں ہوں کم ظرف مجھے ایسا باظرف ہونا بھی نہیں اور اگر تمہیں معلوم بھی ہے عورت کے لیے جینز حرام ہے پھر بھی زیب تن کرتی ہوں بڑے افسوس کی بات ہے۔ ہاد نے تاسف سے کہا

زمانہ بدل گیا ہے اب یہ عام بات ہے تم اپنی سوچ بدلوں یہ کیا جاہلوں والی سوچ اپنالی ہے۔نازش ہاد کی بات پہ شرمندہ ہونے کے بجائے بولی۔

جاہل میری سوچ نہیں اُن لوگوں کی سوچ ہے جو یہ سوچتا ہے زمانہ ترقی یافتہ ہو گیا ہے سہی غلط بھول جاتا ہے سوسائٹی میں رہنے والوں کی سوچ الگ ہوتی ہو گی اُن کے لیے اب یہ عام بات ہے پر ہمارا قرآن ایک ہے وہ نہیں بدلا ہمیں قرآن کے احکامات پہ چلنا چاہے زیادہ نہیں تو اُتنا ضرور جو ہمارے بس میں ہے بجائے اِس کے زمانہ بدل گیا ہے یہ سوچ کر خود کو دلدل میں گھسیٹے۔ہاد نے بے تاثر لہجے میں کہا

آج تمہیں بڑا دین یاد آ گیا ہے پہلے تو کبھی ایسا نہیں ہوا مجھے دبئ کیا جانا پڑ گیا ہاد تم نے تو اپنے تیور ہی بدل ڈالے ہماری ڈریسنگ پہ اعتراض ہونے لگا ہے جو پہلے نہیں ہوا مجھے ہاف سچ سچ بتاؤ کیا بات ہے۔نازش نے کلس کر ہاد سے کہا

ارسلہ۔ہاد بس اتنا بولا نازش کو جب کی ارسلہ نام سن کر تن بدن میں آگ لگ گئ تھی۔

کیا ارسلہ ؟نازش نے دانت پہ دانت جمائے

وہ تم سے کتنا چھوٹی ہے پھر بھی اُس کا پہناوا رخ رخاؤ دیکھو کتنا ایمپریسو ہے کیا تم اُس کی طرح نہیں ہو سکتی۔ہاد نے گہری سانس بھر کر کہا

واٹ ہوش میں ہو تم تم چاہتے ہو میں خود کو اُس منحوس ارسلہ کی طرح بناؤ جو پیدا ہوتے ہی میری ماں کو نگل گئی۔ نازش غصے سے بولی

تم نے تو کہا تھا ارسلہ کو اڈاپٹ کیا تھا انکل نے۔ ہاد الرٹ ہوتا بولا نازش کی سیٹی گم ہوئی تھی

تم نے میرا موڈ بُری طرح سے آف کیا ہے اب مزید میں اپنا دماغ خراب کرنا نہیں چاہتی۔ نازش ہاد کے سوال سے بچتی کال کاٹ گئی تھی دوسری طرف ہاد کا دماغ بُری طرح سے اُلجھ چُکا تھا۔

❤❤❤❤❤

مانو یہ بسکٹ کھاؤ۔ ارسلہ نے مسکرا کر اپنی بلی کو بسکٹ دیا پھر وہ مسکرا کر اُس کے بال سہلانے لگی۔

ارسلہ تمہارے فون پہ کال آ رہی تھی سن لینا۔ سادیہ بی موبائل اُس کو تھماتی خود چلی گئی ارسلہ نے اپنی گود میں بیٹھی مانو کو گھاس پہ بیٹھایا اور خود سیل فون چیک کرنے لگی جہاں ہاد کی کال آئی ہوئی ہاد کا نام دیکھ کر اُس کو انجانی خوشی محسوس ہونے لگی اور جھٹ سے کال بیک کیا۔

کیسی ہیں؟ ہاد نے پہلا سوال کیا

اسلام علیکم ! میں ٹھیک ہوں آپ کیسے ہیں اور کیسے کال کی۔ارسلہ نے ایک سانس میں پوچھا

وعلیکم اسلام ! میں بلکل ٹھیک ہوں اور کال اپنے سیل فون سے کی۔ہاد بھی اُس کے انداز میں بولا تو ارسلہ ہنس دی ہاد کے چہرے پہ بھی تبسم کھلا۔

مجھے نہیں تھا پتا کال اپنے فون سے کی جاتی ہے۔ارسلہ نے مصنوعی افسوس سے کہا

پھر تو آپ کو میرا شکر گزار ہونا چاہیے اِتنی بڑی بات اور معلومات میں نے آپ کو مفت میں فراہم کی ہے۔ہاد اُس کی بات سمجھتا مسکرا کر بولا

جی جی آپ کا بہت سے بہت بڑا شکریہ۔ارسلہ نے کہا پھر ہاد سنجیدہ ہوتا بولا

کیا ہم مل سکتے ہیں۔

جی آپ آجائیں یہاں۔ارسلہ نے خوشدلی سے کہا

گھر پہ نہیں کہی باہر۔ہاد نے جھجھک کر کہا جانے کیوں اُس سے بات کرنے پہ وہ محتاط رہتا تھا۔

باہر کہاں بی تو کبھی اجازت نہیں دے گی۔ارسلہ کے اُداس ہو کر بتایا۔

آپ تیار ہو جائے میں اُن سے اجازت لوں گا۔ہاد نے جیسے سارا مسئلہ حل کر دیا۔

ایک بات پوچھو آپ سے ؟ارسلہ نے اجازت لینی چاہی۔

ضرور۔بدلے میں ہاد نے کہا

اگر آپ کی شادی ہو جائے گی آپی سے تو کیا آپ مجھ سے بات کرنا چھوڑ دے گے ؟ارسلہ کو جو بات پریشان کر رہی تھی وہ اُس نے ہاد کے سامنے بیان کی۔

نہیں ایسا کیوں کروں گا میں آپ کو کس نے کہا یہ۔ہاد نے سنجیدگی سے پوچھا

کسی نے بھی نہیں میرے دل میں بات آئی تو سوچا آپ سے پوچھ لوں۔ارسلہ اُس کی بات پہ مطمئن ہوتی بولی

اپنے دماغ کو فضول سوچو میں مت الجھایا کرو تیار ہو جاؤ میں آتا ہوں لینے۔ہاد کی بات پہ وہ خوشی خوشی تیار ہونے چلی گئی۔

❤❤❤❤

طوبیٰ صبح سے اپنی طبعیت میں بوجھل پن محسوس کر رہی تھی دوا کھانے کے بعد بھی جب افاقہ محسوس نہیں ہوتا دیکھا تو ڈریسنگ کے سامنے خود پہ پرفیوم چھڑکتے ارمغان سے بولی۔

ارمغان۔

جی جانِ ارمغان۔ارمغان مسکرا کر اُس کی طرف متوجہ ہوا جس کے چہرے کا رنگ پیلا زرد ہوا تھا۔

تمہاری طبعیت ٹھیک ہے ہلدی کی طرح کیوں ہو گیا ہے تمہارا چہرہ۔ارمغان اُس کا ہاتھ پکڑ کر بیڈ پہ بیٹھاتا خود گھٹنوں کے بل بیٹھ کر استفسار کرنے لگا۔

سر میں چکر آرہے ہیں آپ آفس جارہے ہیں تو مجھے ہوسپٹل بھی لیں چلے چیک اپ کے لیے۔طوبیٰ ارمغان کو اپنے لیے فکر مند ہوتا دیکھ کر مسکرا کر بولی۔

کیوں نہیں تم آؤ ہم چلتے ہیں۔ارمغان کو اُس کو اپنے ساتھ کھڑا کیے بولا

میں چادر پہن لوں پھر آتی ہوں۔طوبیٰ نے مسکرا کر کہا

میں انتظار کر رہا ہوں۔ارمغان نے جواب دیا

❤❤❤

آپ کو مجھ پہ اعتبار نہیں کیا جو ارسلہ کو میرے ساتھ آنے پہ روک رہی ہیں۔ہادنے بامشکل اپنے لہجے میں دھیما رکھا ورنہ اُس کو سادیہ بی کا ارسلہ کو اُس کے ساتھ جانے پہ روکنا بُرا لگ رہا تھا۔

بات اعتبار کی نہیں نازش کو پسند نہیں ارسلہ اُس کے فرینڈز میں کسی سے بھی بات کریں تو آپ اُس سے زیادہ بے تکلف نہ ہو ارسلہ حساس طبعیت کی مالک ہے میں نہیں چاہتی بعد میں اُس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف ہو۔سادیہ بی نے سنجیدہ سے کہا

نازش کو کیوں بُرا لگتا ہے میں خود اگر ارسلہ کو لیجانا چاہتا ہوں تو۔ہادنے بے زاری سے کہا

اُن کے لیے ارسلہ کا وجود منحوس ہے باپ یا بہن اُس کو دیکھنا تک گوارا نہیں کرتے۔ سادیہ بی نے تلخ حقیقت بیان کی۔

ارسلہ کو تو انکل نے ایڈاپٹ کیا تھا نہ۔ ہاد نے اُلجھ کر پوچھا

ایسا کس نے کہا ارسلہ مہتاب خان اور سلما خان کا خون ہے وہ کوئی ایڈاپٹ ہوئی نہیں ہے۔ سادیہ بی کو ہاد کی بات بے حد بُری لگی۔

نازش نے تو۔ ہاد اتنا کہہ کر چُپ ہو گیا

اُنیس سالوں سے ارسلہ بے قصور ہو کر اپنے والد اور بہن کی ناگواریت اور بلاوجہ کی نفرت برداشت کر رہی ہے اُس کے پیدائش پہ کچھ مسائل تھے جس سے مہتاب خان کی بیوی سلما ارسلہ کو جنم دیتی اِس فانی دُنیا سے وفات پا گئی مہتاب خان کی محبت کی شادی تھی بہت پیار کرتا تھا سلما سے اُس کے جانے کے بعد کبھی دوسری شادی کا خیال نہیں لایا اپنے دماغ نازش کی زمیداری اُس نے خود سنبھالی تو ننھی سی ارسلہ کو میں نے گود لیا زندگی موت اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے ہم سب یہ جان کر بھی کچھ ایسا کر جاتے ہیں جس سے اللہ تو خفا ہوتا ہے بعد میں انسان کی زندگی سے سکون میں روٹھ جاتا ہے مہتاب کو لگتا ہے ارسلہ منحوس ہے تبھی سلما اب اُس کے پاس نہیں وہ یہ نہیں سمجھتا کہ اُس کی زندگی اِتنی تھی اُس کی دیکھا دیکھی میں نازش کے اندر بھی ارسلہ کے لیے

بے پناہ نفرت پیدا ہو گی وہ بھی ہر وقت اُس کو سناتی رہتی غصہ ہوتی جب دل چاہتا اپنا سارا غصہ اُس معصوم پہ نکالتی جس کی غلطی بس یہ ہے کہ اِس گھر میں پیدا ہوئی تین سال کی تھی جب مجھے پتا چلا اُس کے چلنے میں لڑکھڑاہٹ ہے میں نے مہتاب سے یہ بات کی اگر وقت پہ اُس کا علاج ہو جاتا تو وہ صحتیاب ہو جاتی پر مہتاب خان کی لاپرواہی پہ ارسلہ اِس محرومی کا شکار ہو گی محبت کی ترسی تو تھی پر احساس کمتری کا شکار بھی ہونے لگی اُس کی بس دُنیاوی ضروریات پوری ہوتی ہیں باقی اُس کا وجود سوائے بوجھ کے اور کچھ نہیں۔ سادیہ بی نے ہر ایک بات اُس کے گوش گزار کی۔

وہ تو پیدائش سے ہی لڑکھڑا کر چلتی ہے یا کوئی حادثہ پیش آیا تھا۔ ہادُن کی ساری بات پہ کتنے پل کچھ بول نہ پایا اُس کو نازش کے جھوٹ پہ افسوس ہوا۔

بتانا چاہیے تو نہیں پر بتا دیتی ہوں نازش آٹھ سال کی تھی تب جب اُس نے تین سالہ ارسلہ کو چھت سے دھکا دیا تھا جس وجہ سے یہ ہوا مہتاب نے نازش کو تو کچھ نہیں کہا ارسلہ کا علاج بھی تب کروایا جب پانی سر سے گزر چُکا تھا ارسلہ کو کبھی نہیں بتایا میں نے وہ صاف دل کی ہے پر میں نہیں چاہتی وہ اپنے دل میں کچھ غلط سوچ رکھے اُس کو یہی لگتا ہے وہ پیدائشی ایسی ہے جب کی نازش جانتے ہوئے بھی اُس کا مذاق اُڑاتی ہے وجہ وہ خود ہے پھر بھی۔ سادیہ بھی دُکھ سے کہا ہادُ تو کچھ کہنے کے لائق نہیں بچا تھا اُس کو سمجھ نہیں

آرہا تھا وہ کیاری ایکشن دے اُس کو نازش سے نفرت محسوس ہو رہی تھی تو دوسری طرف ارسلہ کے لیے ہمدردی کے ساتھ اور کچھ بھی محسوس ہو رہا تھا جس سے ابھی وہ انجان تھا

آپ کو بُرا لگا ہو گا بی کے انکار پہ۔ارسلہ نے شرمندگی سے پوچھا

پہلے لگا تھا پر اب نہیں۔ہاد نے مسکرا کر کہا

بی کو میرا باہر رہنا زیادہ پسند نہیں میرے لیے وہ پریشان رہتی ہیں۔ارسلہ نے وضاحت دی۔

میں سمجھتا ہوں آپ پریشان مت ہو اور اچھا کرتی ہیں وہ آپ کو زیادہ باہر جانے نہیں دیتی باہر جائے گی تو آپ کو آپ کی معصومیت کو نظر لگ جائے گی۔ہاد مسکرا کر کہتا پورچ میں موجود اپنی گاڑی میں بیٹھتا سٹارٹ کرتا چلا گیا ارسلہ کتنی دیر تک ہاد کی بات سمجھنے کی کوشش کرنے لگی پر جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو اندر کی طرف مڑ گئی۔

❤❤❤❤❤❤

طوبیٰ شرمائی سی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی ہوئی تھی جب کی ارمغان کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ تھی ہسپتال جانے پہ اُس کو جو ڈاکٹر نے خوشخبری سنائی اُس پہ ارمغان خود

خوشقسمت تصور کر رہا تھا اُس نے محبت بھری نظر طوبیٰ پہ ڈالی جس کا رخ ونڈو کی جانب تھا۔

خوش ہو؟ ارمغان نے اُس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پوچھا

بہت۔ طوبیٰ نے سر جھکائے جواب دیا۔

کیسا محسوس ہو رہا ہے؟ ارمغان نے دوسرا سوال کیا۔

جیسے کوئی خواب ہو۔ طوبیٰ نے جھٹ سے جواب دیا۔

یہ خواب نہیں ہماری زندگی کی خوبصورت حقیقت ہے۔ ارمغان اتنا کہہ کر اُس کے ہاتھ کی پشت پہ اپنے لب رکھے۔

آپ کو بچے پسند ہیں؟ اب کی طوبیٰ نے جاننا چاہا

بہتت۔ ارمغان نے مسکرا کر جواب دیا۔

آپ کو کیسا محسوس ہو رہا ہے یہ جان کر کے آپ باپ کے رتبے پہ فائز ہونے والے ہیں۔ طوبیٰ نے متجسس ہو کر پوچھا۔

میں جو خوشی محسوس کر رہا ہوں نہ اُس کو بتانے کے لیے میرے پاس الفاظ نہیں بس اتنا کہوں گا جو میں ابھی محسوس کر رہا ہوں نہ وہ تمہیں پا لینے کے بعد بھی محسوس نہیں

کر پایا ہو گا جب کی میرا ماننا تھا میں تم سے سب سے زیادہ پیار کرتا ہوں۔ارمغان پہلے سنجیدگی سے پھر آنکھوں شرارت لیے بولا۔

ایوی نہیں کہتی میں آپ سچ میں بُرے ہیں۔ طوبیٰ منہ بسور کر اُس بازوں پہ مُکہ مار کر کہا

جواب میں ارمغان کا جاندار قہقہہ گاڑی میں گونجا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ میں پاکستان واپس جانا چاہتی ہوں۔نازش نے مہتاب خان سے کہا

کیوں کیا کوئی بات ہوئی ہے جو پاکستان جانا ہے ہمیں تو ابھی اور یہاں رکنا تھا نہ۔ مہتاب خان نے فکر مندی سے پوچھا

رکنا تو تھا پر اب اور نہیں میرے یہاں آنے سے ہادِ مجھ سے دور ہو رہا ہے اور میں اُس کو خود سے دور ہوتا نہیں دیکھ سکتی۔نازش نے سنجیدگی سے کہا

پیار کرتا ہے وہ تم سے ایسا تھوڑی ہو گا جو تمہارے یہاں آنے سے اُس کی محبت میں کوئی کمی ہو گی۔ مہتاب خان نے نرمی سے اُس کو اپنے پاس بیٹھا کر کہا

مجھے اب بے سکونی ہو رہی ہے آپ پلیز میری ٹکٹ کنفرم کرائے۔نازش نے ضد کی تو

مہتاب خان نے اُس کے ساتھ اپنے لیے بھی پاکستان جانے کی ٹکٹ کنفرم کروائی۔

❤❤❤❤❤

عالمگیر آج پھر پارک آیا تھا جہاں اُس کو زرنور بینچ پہ بیٹھی نظر آئی زرنور کو دیکھ کر اُس کے وجود میں خوشی لہر ڈور گئی وہ قدم قدم چلتا اُس کے پاس جانے والا تھا جب کوئی لڑکا زرنور کے سامنے کھڑا ہوا عالمگیر کے قدموں کو فورن سے بریک لگی تھی لڑکے کی پشت ہونے کی وجہ سے وہ سہی سے دیکھ نہیں پایا مگر جیسے ہی وہ زرنور کے برابر بیٹھا تو اُس کو یاد آیا اُس نے اِس لڑکے کو زرنور کے گھر دیکھا تھا عالمگیر نے ایک نفرت بھری نظر زرنور کے چہرے پہ پھیلی مسکراہٹ اور اُس کے ہاتھ میں موجود آئسکریم کو دیکھا جو ابھی اُس لڑکے (سیف) نے دی تھی

سیف سے بات کرتی زرنور کی نظر سامنے عالمگیر کے پہ پڑی تو اُس کے مسکراتے لب فورن سے سمیٹ گئے تھے عالمگیر کی نظر میں ایسے تاثرات دیکھ کر اُس کا دل ڈوب کے اُبھرا تھا۔

عالمگیر طنزیہ مسکراہٹ چہرے پہ سجاتا اپنے قدم پیچھے کی جانب لینے لگا زرنور ساکت نظروں سے اُس کو دور جاتا دیکھ رہی تھی اُس کو سمجھ نہیں آرہا تھا عالمگیر اُس کو ایسے کیوں دیکھ رہا تھا اگر دیکھ بھی رہا تھا تو اُس کو کیوں اِتنا بُرا لگ رہا تھا۔

کیا ہوا آئسکریم کھاؤ پِگھل جائے گی۔ سیف نے اُس کا دھیان آئسکریم کی طرف کیا تو وہ سر کو جنبش دیتی اُس کی طرف متوجہ ہو کر ٹھنڈی سانس خارج کرنے لگی۔

ارسلہ لان میں ٹہلتی ہاد کے بارے میں سوچ رہی تھی ہاد کو سوچتے ہوئے اُس کے ہونٹوں پہ دھیمی مسکراہٹ تھی جس وہ انجان تھی۔

آپ آئے دیکھتا ہوں کوئی کیسے آپ کو کچھ کہتا ہے۔

ہاد کا کہا جُملا اُس کے دماغ میں آیا تو مسکراہٹ مزید گہری ہوئی پھر یکدم مسکراہٹ سمٹ گئی تھی۔

یہ میں کیا سوچ رہی ہوں یا اللہ مجھے معاف کیجئے گا وہ تو نازش آپی کے ہیں میں کیوں اُن کو یاد کر رہی ہو ان کے بارے میں سوچ رہی ہوں یہ تو غلط ہے پلیز میرے اللہ معاف کیجئے گا۔ارسلہ اپنے ہاتھ آسمان کی جانب کھڑے کیے معافی طلب کرنے لگی۔

مجھے کیوں اچھا لگ رہا ہے ہاد کے بارے میں سوچنا۔ارسلہ دل کے ہاتھوں مجبور لاشعوری طور پہ ہاد کو سوچنے لگی۔

❤❤❤❤❤

اللہ تمہیں ڈھیر ساری خوشیاں نصیب کرے۔زرغونہ بیگم خوشی سے نہال ہوتی طوبیٰ کی نظر اُتارنے لگی۔

شکریہ چچی جان۔طوبیٰ مسکرا کر بولی

میں نازیہ کو کال پہ بتادوں گی دیکھنا پھر کیسے ساری ناراضگی بھول بھلا کر آجاتے ہیں۔زرغونہ بیگم نے اُس کو تسلی دیتی ہوئی بولی

اُن کو آنا ہوتا تو کب کا آچُکے ہوتے پر اُن کو بس اپنی انا پیاری ہے میں یا میری خوشیاں کوئی معنی نہیں رکھتی۔طوبیٰ کا لہجہ تلخ ہو گیا

ایسے مایوسی والوں باتیں مت کرو اللہ بہتر کریں گا۔زرغونہ بیگم نے اُس کو اپنے ساتھ لگا کر کہا۔

ہادکمرے کی کھڑکی کے پاس کھڑا آسمان پہ نظر جمائے ہوئے تھا اُس کی سوچ کا مرکز ارسلہ تھی وہ اُس کے بارے میں سوچنا نہیں چاہتا تھا پر پھر بھی اُس کی سوچ بھٹکتی ارسلہ کی طرف آرہی تھی اُس کو بُرا تو نہیں لگ رہا تھا پر نازش کا خیال آتے ہی وہ ٹھنڈی سانس خارج کرتا وہ شدید جھنجھلاہٹ کا شکار تھا دل میں بے چینی سے پھیل گئی تھی جس کا حل بھی اُس کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ کیا ہے۔

❤❤❤❤❤

گولڈن گرل تم نے اچھا نہیں کیا میرے ساتھ۔عالمگیر زور سے اپنا ہاتھ دیوار پہ مار کر بولا

مجھ سے تو کبھی مسکرا کر بات نہیں کی اور اُس انجان کے ساتھ آپ باتیں کر رہی تھی کیا وہ اُس کے لیے اتنا اہمیت کا حامل تھا جو اُس کے گھر پہ بھی موجود تھا۔عالمگیر اضطرابی کیفیت میں خود سے پوچھ رہا تھا۔

مجھے ایسے نہیں آنا چاہیے تھا بات کرتا پوچھتا ویسے بھی ہمارے درمیان ایسا کوئی رشتہ نہیں جو میں اُس کو بلیم کر رہا ہوں۔عالمگیر خود کی کیفیت سے پریشان تھا کبھی اُس کو زرنور غلط لگ رہی تھی تو کبھی خود اپنا آپ غلط لگ رہا تھا۔

❤❤❤❤

ہاد آج ارسلہ سے ملنے اُس کے کالج آیا تھا چھٹی کا وقت تھا سب لڑکیاں گیٹ سے باہر آ رہی تھی پر اُس کو بے تابی سے ارسلہ کے آنے کا انتظار تھا جو آخر میں نظر آئی تھی اُس کو دیکھ کر ہاد مُسکرا دیا تھا۔

آپ یہاں۔ارسلہ نے ہاد کو کالج کے باہر کھڑا دیکھا تو حیرت سے استفسار کرنا چاہا

گاڑی میں بیٹھو۔جواب میں ہاد نے اُس کے لیے فرنٹ سیٹ کا ڈور کھول۔

مجھے لینے ڈرائیور انکل آتا ہو گا۔ارسلہ نے جھجھکتے ہوئے بتایا۔

تیس منٹ بعد آئے گا تب تک آپ بیٹھے کالج کے پاس جو کیفے ہیں وہاں چلتے ہیں۔ہاد نے نرمی سے کہا ارسلہ کی دھڑکن بے ہنگم انداز میں دھڑکی تھی جس پہ قابو پاتی وہ فرنٹ سیٹ پہ بیٹھ گی اُس کے بیٹھنے کے بعد ہاد گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پہ آیا۔

آپ کو کوئی بات کرنی تھی کیا؟ارسلہ پہلے سوال کیا۔

کیا کسی کام کسی بات کے علاوہ آپ سے نہیں مل سکتا؟ہاد نے سوال کے اُپر سوال کیا

ایک الزام تھوڑئی ہوتا ہے

مفت میں نام تھوڑئی ہوتا ہے

اِک نظر دیکھنے ہیں آ کے تجھے

تجھ سے کچھ کام تھوڑئی ہوتا ہے

وقت ہو جائے گر میسر بھی

وقت پہ ہر کام تھوڑئی ہوتا ہے

دراصل لوگ بنا بات اور کام کے نہیں ملتے تواِس لیے پوچھا۔ارسلہ نے وجہ بتائی۔

میں ملتا ہوں بے وجہ بھی بے مقصد بھی۔ہاد نے اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر کہا

ڈرائیور انکل آ گیا ہو گا میں جاؤ۔ارسلہ نے گھبرا کر کہا

جائے۔ہاد اُس کا گریز دیکھتا سنجیدگی سے بولا ارسلہ ہاد کی اجازت پہ ایسے گاڑی سے

اُتر گئی جیسے کسی قیدی کو سالوں بعد رہائی مل ہو

عالمگیر

عالمگیر

زرنور نے کیفے کے باہر عالمگیر کو جاتا دیکھا تو اُس کو آواز دینے لگی پر بھیڑ کی وجہ سے عالمگیر سن نہ سکا اِس لیے زرنور بھاگ کر اُس کے پاس جانے لگی۔

عالمگیر کب سے تمہیں آوازیں دے رہی ہوں اور تم ہو جو سن ہی نہیں رہے۔زرنور اُس کے روبرو آتی پُھولے سانس کے درمیان بولی

مجھے کیوں آواز دے رہی تھی؟عالمگیر نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ مجھے پتا لگا تھا تم ہمارے گھر آئے تھے؟زرنور کو کچھ اور سوجھا تو بہانا بنا کر کہا

ہاں آیا تھا۔عالمگیر نے جواب دیا

کیوں آئے تھے؟زرنور نے بغور اُس کے چہرے کے تاثرات جانچتے ہوئے سوال کیا۔

ایسے ہی۔عالمگیر نے ٹالا

اچھا اُس دن پارک میں مجھے دیکھ کر واپس کیوں چلے گئے تھے؟زرنور نے ایک اور سوال کیا جو اُس کو بے چین کیے ہوئے تھا۔

کام یاد آ گیا تھا ویسے بھی تم مصروف تھی کسی اور کے ساتھ۔عالمگیر کا لہجہ چُبھن زدہ ہو گیا تھا

وہ سیف تھا ڈیڈ کے فرینڈ کا بیٹا پولیس میں ہے اور ہمارے گھر اُس کا اسٹے ہے بہت اچھا ہے میں بہت دنوں سے باہر نہیں گئی تو سیف نے کہا تو میں نے انکار نہیں کیا۔ زرنور نے وضاحت دی جس پہ عالمگیر مطمئن نہیں ہو پایا تھا۔

اچھا مجھے کیا۔ عالمگیر نے خود کو لاپرواہ ظاہر کرنے کی کوشش کی۔

اوکے میں چلتی ہوں۔ زرنور نے عالمگیر کا روکھا لہجہ محسوس کیا تو جانے میں عافیت سمجھی۔

رُکو کافی پیتے ہیں ساتھ میں۔ عالمگیر کو اپنے لہجہ کا احساس ہوا تو فورن نارمل ہوتا زرنور سے بولا

آر یو شیور میرے ساتھ کافی پینی ہے۔ زرنور نے شریر لہجے میں پوچھا

کیوں اِس میں کیا بڑی بات ہے سیف کے ساتھ آئسکریم کھا سکتی ہو میرے ساتھ کافی پینے میں کیا مسئلا ہے۔ عالمگیر ناچاہتے ہوئے بھی طنزیہ کرنے لگا۔

کیا تم جیلیس ہو رہے ہو۔ زرنور نے گہری مسکراہٹ سے پوچھا۔

میں کیوں ہونے لگا جیلیس۔ عالمگیر یہاں وہاں چہرہ گھماتا ہوا بے نیازی سے بولا

اچھا خیر اندر چلتے ہیں۔ زرنور نے کیفے کی طرف اِشارہ کیا تو عالمگیر نے سر کو جنبش دی

اسلام علیکم !ارسلہ نے مہتاب خان اور نازش کو واپس آتا دیکھا تو خوشی سے سلام جھاڑا۔

میرا سامان روم میں سیٹ کروا دیجئے گا میں آرام کروں گا۔مہتاب خان سادیہ بی سے کہتے سیڑھیوں کی جانب بڑھ گئے۔

کیا تم ہاد سے ملتی رہی ہو۔مہتاب خان کے جاتے ہی نازش نے چُبھتے ہوئے لہجے میں ارسلہ سے پوچھا

نازش اتنے وقت بعد آئی ہو اور آنے سے ارسلہ کو ڈرانے لگی ہو وہ کیوں ملے گی ہاد سے تمہارا دوست خود یہاں آتا تھا ارسلہ پہ غصہ کرنے سے اچھا ہے اُس سے جواب طلب کرو۔سادیہ بی فورن سے ارسلہ کے دفاع میں بولی ارسلہ کی آنکھ نم ہو گئ تھی جس سے وہ بار بار آنکھیں جھپک کر اپنے آنسوؤ پہ بندھ باندھے بیٹھی ہوئی تھی۔

آپی کبھی تو مجھ سے پیار سے بات کیا کریں بہن ہوں میں آپ کی۔ارسلہ نے پہلی دفع شکوہ کیا۔

شٹ اپ میری بہن نہیں تم۔نازش شدید غصے کا اظہار کرتی وہاں سے چلی گئ ارسلہ نے دُکھ سے اُس کو جاتا دیکھا جب کی سادیہ بی نے افسوس سے۔

جانے کب مجھے اِن کا پیار میسر ہو گا۔ارسلہ نے مایوسی سے کہا

اللہ نے چاہا تو اِن کا دل تمہارے لیے نرم کر دے گا تم بس مایوس مت ہوا کرو اللہ بہتر کرنے والا ہے۔ سادیہ بی نے ازلی نرم لہجے میں اُس کو تسلی دی

شدت سے انتظار ہے مجھے جب اللہ تعالیٰ میری بھی سنے گے۔ ارسلہ نے اُداس مسکراہٹ سے کہا

سیف تم یہاں کیا کر رہے ہو اتنی رات میں؟ زرنور پانی پینے کے لیے کچن میں آئی تھی جب اُس کو پہلے سے ہی سیف کچن میں موجود دیکھا تو پوچھا۔

آج مجھے آنے میں دیر ہو گئی تھی اِس لیے کھانا گرم کرنے آیا تھا۔ سیف نے جواب دیا اوو تو کسی ملازم سے کہتے خود کیوں آئے۔ زرنور نے فریج سے پانی کی بوتل نکال کر پوچھا

کھانا مجھے کھانا تھا اِس لیے رات بھی بہت ہو گئی ہے وہ اپنے کوارٹر میں آرام کر رہے ہو گے مجھے ٹھیک نہیں لگا اپنی وجہ سے اُن کی نیند خراب کرنا اِس لیے خود چلا آیا۔

سیف نے مسکرا کر جواب دیا تو زرنور امپریس ہوئی۔

اچھی سوچ ہے آپ کی۔ زرنور نے کہا

شکریہ تمہیں کچھ چاہیے؟ سیف نے پوچھا

امم نہیں میں بس پانی پینے آئی تھی۔ زرنور نے سہولت سے انکار کیا۔

تمہیں تو مجھ سے ملنے کی توفیق نہیں ہوئی اِس لیے میں خود چلی آئی۔نازش سیڑھیوں سے آتے ہاد کو دیکھ کر بولی

تم کب آئی۔ہاد اپنے سامنے نازش کو دیکھ کر حیران ہوا۔

دو دن ہو گئے ہیں تم بتاؤ کیسے ہو؟نازش مسکرا کر اُس کے گلے لگنے کے لیے بڑھی پر ہاد کے بیچ میں ہاتھ رکھ دیا۔

میں ٹھیک ہو تم بیٹھو۔ہاد اپنی ماں سے نظریں چُراتا نازش سے بولا جس کو ہاد کی حرکت سخت ناگوار لگی تھی۔

ملنے کیوں نہیں آئے مجھ سے؟نازش نے بیٹھتے ہی پوچھا

مجھے نہیں تھا پتا تمہارے آنے کا۔ہاد نے جواب دیا

اچھا حیرت ہے دو دن سے کوئی میسج کال وغیرہ بھی نہیں کی کیا مصروفیت ہو گئی ہے تمہاری مجھے بھی تو پتا چلے۔نازش طنزیہ بولی

تم یہاں مجھے باتیں سنانے کے لیے آئی ہو۔ہاد بے زاری سے بولا زرغونہ بیگم اُن دونوں پہ نظر ڈالتی وہاں سے چلی گئی۔

تم اپنا انداز دیکھ رہے ہو کتنے چینج ہو گئے ہو بات بات پہ کاٹ کھانے کو ڈورتے ہو پہلے مجھ سے میرا حال دریافت کر دیا کرتے تھے اب ایسا کیا ہو گیا ہے جو تم یوں اجنبیوں کی طرح رویہ روادار کر رہے ہو کیا کوئی اور مل گئی ہے۔ نازش تیز آواز میں بولی

نازش سوچ سمجھ کر بولوں تم اِس وقت میرے گھر پہ ہو اور میں قطعاً برداشت نہیں کروں گا کے تم مجھ سے ایسے بات یا ایسے سوال جواب کرو۔ ہادا اپنے غصے پہ ضبط کیے بولا اچھا اب تمہیں میں برداشت سے باہر لگ رہی ہوں پر میری ایک بات یاد رکھنا ہادا اگر تم مجھے چھوڑنے کا سوچ رکھے ہوئے ہو تو ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی میں۔ نازش کھڑی ہوتی اُس کو وارن کرنے لگی۔

میں ایسا کچھ نہیں سوچتا تمہارے دماغ میں جانے کیوں ایسا خناس بھر گیا ہے۔ ہاد نازش کی باتوں پہ جھنجھلا کر رہ گیا تھا۔

امید ہے تمہاری بات سچ ہو گی۔ نازش کچھ مطمئن ہوتی بولی۔

طبعیت کیسی ہے تمہاری۔ ارمغان طوبیٰ کے ساتھ بیٹھتا بولا

طبیعت بلکل ٹھیک آپ آج جلدی آ گئے آفس سے۔ طوبیٰ نے مسکرا کر جواب دے کر پوچھا

ہمم بس بیوی کی یاد آرہی تھی سوچا چلا جاؤں کیا پتا وہ بھی مجھے یاد کر رہی ہو۔ارمغان شرارت اُس کے کندھے سے اپنا کندھا ٹکرا کر بولا

جی نہیں مجھے آپ یاد نہیں آرہے تھے اِس لیے آپ اپنے آفس جا سکتے ہیں۔طوبیٰ نے مسکراہٹ دبا کر کہا

اچھا جی ایسا ہے۔ارمغان مصنوعی گھوری سے نوازتا بولا

بلکل میں اپنے بے بی سے پرسنل باتیں کر رہی تھی اور اب آپ آگئے ہماری پرائیویسی ڈسٹرب ہو گئی۔طوبیٰ نے جیسے افسوس کیا

ایسی کیا باتیں ہو رہی تھی جو میں نے ڈسٹرب کر دیا۔ارمغان دلچسپی سے بولا

کہا جو پرسنل باتیں تھی اب پرسنل باتیں ہر کسی کو تو نہیں بتائی نہیں جا سکتی نہ۔طوبیٰ کی بات پہ ارمغان سر جھٹک کر مُسکرا دیا۔

❤❤❤❤❤❤

ارسلہ لان میں موجود پودوں کو پانی ڈال رہی تھی جب کوئی آہستہ قدموں سے چلتا ہوا اُس کے پیچھے کھڑا ہو کر اُس کے کان کے پاس جھکا

کیسی ہو؟

آآآآ

ارسلہ جو مگن انداز میں پودوں کو پانی ڈال رہی تھی اپنے بلکل پاس مردانہ آواز سن کر اُس کے ہوش اُڑ گئے تبھی اُس کے منہ سے بے ساختہ چیخ نکل گئ۔

ہششش کیا ہو گیا میں ہوں شہریار۔ شہریار اُس کے منہ پہ ہاتھ رکھتا بولا تو ارسلہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئ پھر حیرت کے بعد خوشی کے رنگ اُس کی آنکھوں میں اُبھرے شہریار مسکراہٹ دبا کر اُس کے چہرے کے بدلتے رنگ دیکھ رہا تھا۔

شہری تم یہاں اچانک کیسے۔ اسلہ مسکراتی اُس کے بازوں پہ تھپڑ مارتی بولی۔

ارسلہ ہاں میں یہاں وہ بھی اچانک سوچا تمہیں سرپرائز کروں۔ شہریار زور سے اُس کے بازوں پہ تھپڑ رسید کرتا اُسی کے انداز میں بولا

بہت بد تمیز ہو تم۔ ارسلہ اُس کو گھورتی بولی

شکریہ مادام۔ شہریار نظریں جھکا کر ادب سے بولا تو ارسلہ کھلکھلا اُٹھی۔

اندر چلے بی سے بھی ملنا ہے پھر ناز و آپی انکل سے بھی۔ شہریار نے کچھ توقف کے بعد کہا

ہاں چلو نہ سب تمہیں دیکھ کر بہت خوش ہو گے۔ ارسلہ ماتھے پہ ہاتھ مارتی بولی۔

میرا بچہ تم کب آئے۔بی جان اپنے سامنے شہریار کو دیکھ کر خوشی سے نہال ہوتی بولی

شہریار اُن کی بیٹی کا بیٹا تھا اور ارسلہ کا دودھ شیریک بھائی تھا کیونکہ ارسلہ کی ماں اور شہریار کی ماں آپس میں منہ بولی بہنیں تھی

آپ تو اِس ارسو کی وجہ سے ہمیں بھول جاتی ہیں تو سوچا میں جا کر آپ کو یاد کرواؤں کے میں بھی ہوں۔شہریار نے شرارت سے ارسلہ کو دیکھ کر کہا مہتاب خان مسکرا کر اُن کو دیکھ رہے تھے جب کی نازش بے زاری سے یہ سب دیکھ رہی تھی اُس کو ارسلہ کی خوشی برداشت نہیں ہو رہی تھی۔

تمہاری پڑھائی کیسی چل رہی ہے؟ مہتاب خان نے باتوں میں حصہ لیا۔

بہت اچھی۔شہریار نے مسکرا کر جواب دیا

آگے کا کیا پلان ہے کچھ سوچا ہے یا نہیں۔مہتاب خان نے دوسرا سوال کیا

ابھی تو پڑھائی پہ فوکس ہے میرا اُس کے بعد انشااللہ جاب کرنے کا سوچا ہے۔شہریار نے آرام سے بتایا۔

تمہارا کمرہ میں سیٹ کر کے آؤں۔ارسلہ کھڑی ہوتی بولی

رکو میں بھی چلتا ہوں۔شہریار بھی اُٹھتا بولا۔

ارسلہ جانی۔

شہری میں نے کتنی دفع معلٰی کیا ہے مجھے ایسے ناموں سے مت پُکارا کرو۔ شہریار نے ابھی بس منہ کھولا تھا کچھ بولنے کے لیے جب ارسلہ بیچ میں اُس کو ٹوکتی بولی۔

اچھا بابا نہیں کہتا پر ارسو جانوں بات تو سنو۔ شہریار تپانے والی مسکراہٹ سجا کر بولا تو ارسلہ کے ہاتھ میں جو اُس کی شرٹ تھی وہ اُس کے منہ پہ ماری۔ شہریار شرٹ پکڑتا بیڈ پہ لیٹ کر زور زور سے ہنسنے لگا۔

ارسلہ تاسف سے سر ہلاتی اُس کا وارڈروب سیٹ کرنے لگی۔

تم ویسی کے ویسی ہو۔ شہریار اُس کو دیکھ کر بولا

میرے حالات بھی ویسے کے ویسے ہیں۔ ارسلہ نے سنجیدہ سے کہا

اگنور کرو جو تمہیں اگنور کرتے ہیں۔ شہریار نے آرام سے مشورہ دیا

جب اپنے اگنور کرتے ہیں نہ تو چوٹ سیدھا دل پہ لگتی ہے لڑکی ہو یا لڑکا اُس کے لیے یہ بات بہت تکلیف دہ ہے جب اُس کے اپنے قریبی رشتے اُس کو بوجھ سمجھے یا منحوس۔ ارسلہ تلخ لہجے میں بولی۔

یار ارسلہ کیوں اُداس ہوتی ہوں میں ہوں بی ہے ہم دونوں تم سے بہت پیار کرتے ہیں پھر کیوں تم انکل اور نازو آپی کا رویہ دل پہ لیتی ہو بچپن سے تو وہ ایسے ہیں تمہارے

ساتھ اِس لیے تم نظر انداز کرو یہ اُن کی بد قسمتی ہے مہتاب انکل جو بہت پڑھے لکھے ایک قابل بزنس مین ہیں اُن کی اِس دقیانوسی سوچ پہ مجھے حیرت ہوتی ہے کہ وہ کیسے خالہ کی موت کا زمیدار تمہیں سمجھتے ہیں جب کی زندگی اور موت اللہ کے ہاتھ میں ہوتی ہے اُن کی زندگی اتنی تھی اِس لیے وہ تمہیں پیدا کر کے اِس فانی دُنیا سے چلی گئی اگر تم پیدا بھی ہوتی تو یہ اُن کی موت کا وقت مقرر تھا جو ہو کے رہنا تھا اُس میں تمہارا کوئی قصور نہیں پر اب جو انہوں نے تمہارے ساتھ ناانصافیاں کی ہیں نہ اللہ کے بارگاہ میں اُن کو جوابدہ ہونا پڑے گا کے کیوں انہوں نے ایک معصوم بچی سے منہ موڑا کیوں اُنہوں نے اُس کے حقوق پورے کرنے میں کوتاہیاں کی۔ شہریار ارسلہ کے روبرو آتا اُس کو اپنے ساتھ لگائے بولنے پہ آیا تو بولتا ہی چلا گیا مہتاب خان جو شہریار سے بات کرنے کے لیے آرہے تھے اُس کی گفتگو سن کر واپس پلٹ گئے۔

مجھے اُن سے کوئی شکوہ نہیں بس میں چاہتی ہوں جو وقت بیت گیا سو بیت گیا گزرا وقت واپس نہیں آسکتا پر جو ہے میں اُس کو خوبصورت بنانا چاہتی ہوں اُن کا پیار سمیٹنا چاہتی ہوں اور رہی بات تمہاری اور بی کی محبت کی تو شہریار میں نے کہی پڑھا تھا انسان اگر اندر سے ٹوٹ جائے تو کسی بھی ماحول سے خوش نہیں ہوتا چاہے آس پاس بہت محبت اور

احساس کرنے والے لوگ ہی موجود کیوں نہ ہو میرا بھی یہی حال ہے میں ڈیڈ اور آپی کے رویے سے بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوں۔ارسلہ بوجھے انداز میں بولی

اشفاق احمد کہتے ہیں جس چیز کے لیے تم ترس رہے ہو کوئی دوسرا آپ کی وجہ سے نہ ترسے پھر چاہے وہ رشتے ہوں خوشیاں ہوں یا سکون ارسلہ اِس بات سے پتا ہے کیا سبق ہمیں سیکھنا چاہیے کہ اگر چاہے ہم سے قریبی لوگ پیار نہیں کرتے ہمیں اُن کی محبت کیسے حاصل کرنی ہے یہ سوچنے سے بہتر ہیں جو ہمیں ہم سے زیادہ چاہتے ہیں اُن کی قدر کریں اُن کو بھی پیار کا جواب پیار سے دے انہیں مایوس مت کریں جیسے آپ باقیوں سے ہوئے رہی بات تمہیں محبت سمیٹنی ہے تو میں ہوں نہ تمہارا بھائی جتنا پیار چاہیے مجھ سے لو ناقدروں کو چھوڑو۔شہریار اُس کو اپنا ساتھ لگاتا بولا تو ارسلہ نے گھور کر اُس کو دیکھا۔

اچھا قاتل نظروں سے مجھ مت تاڑوں اپنے شوہر کو تاڑنا مجھے بس ایک گانا گا کر سنانا۔

شہریار نے فرمائش کرتے کہا

اوکے جب تم کہو۔ارسلہ مسکرا کر بولی۔

یہ ہوئی نہ فرمانبردار بہنوں والی بات دل خوش کر دیا۔شہریار شوخ لہجے میں بولا جس پہ ارسلہ نے کان نہیں دھرے۔

یہ تم مجھے گھور کیوں رہے ہو؟کافی دیر تک خود پہ عالمگیر کی نظریں محسوس کرتی زرنور تپ کے بولی

تمہیں دیکھے میری آنکھیں اِس میں کیا میری خطا ہے۔عالمگیر نے جواب دینے کے بجائے گانا گُنگنایا۔

یہ فضول گانوں کے علاوہ تمہیں کچھ اور نہیں سوجھتا کیا۔زرنور نے بے زاری سے کہا

نہیں کیونکہ تمہیں جب جب دیکھتا ہوں نہ میرے اندر سویا ہوا سنگر جاگ جاتا ہے۔عالمگیر نے دلکش انداز میں کہا۔

سیدھا یہ کیوں نہیں بولتے اندر کا مراثی لات مار کر باہر آتا ہے اور منہ سے میرے بے سُری آواس نکلتی ہیں۔زرنور نے عالمگیر کو تپانے کے لیے جس پہ عالمگیر سچ مچ تپ گیا۔

تمہارا ٹیسٹ بہت خراب ہے پہلے شک تھا اب یقین ہو گیا ہے۔عالمگیر جل کے بولا

واٹ ایور۔زرنور نے اپنا مخصوص جُملا بولا

تم بہت خوبصورت لگ رہی ہو۔عالمگیر غور سے زرنور کو دیکھتا بولا جو بلیک شرٹ کے ساتھ وائٹ پلازوں میں کُھلے ہوئے گولڈن بالوں کے ساتھ نظریں لگ جانے کی حد تک خوبصورت لگ رہی تھی۔

خوبصورت انسان ہمیشہ خوبصورت لگتا ہے۔زرنور بنا اُس کی باتوں میں آتی بولی اچھے خاصے رومانٹک موڈ کا بیڑا غرق کر دیتی ہوں۔عالمگیر اُس کے جواب پہ بدمزہ ہوتا بولا

فار یو ئر کائینڈ انفارمیشین میں تمہاری گرلفرینڈ نہیں اور نہ منگیتر جو تم میرے ساتھ رومانٹک ہونے کی کوشش کر رہے ہو۔زرنور نے ایک نظر اُس پہ ڈال کر کہا

اچھا پہلے تو کسی نے کہا تھا میں نے اُس کو ہرے بھرے خواب دیکھائے تھے اب اپنا بیان بدل بھی دیا۔عالمگیر مسکراہٹ دبائے بولا تو زرنور گڑبڑا سی گئ۔

وہ میں نے جسٹ فن کے لیے کیا تھا اِس لیے ڈونٹ بی سیریس۔زرنور خود کو کمپوز کرتی بولی عالمگیر مسکراتی نظروں سے اُس کو دیکھتے اُس کا ہاتھ تھامنے والا تھا جب زرنور کا سیل فون رِنگ کرنے لگا۔

ہیلو سیف۔زرنور نے کال ریسیو کرتے جیسے ہی نام لیا عالمگیر کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔

اوکے کوئی بات نہیں میں آتی ہوں۔دوسری طرف جانے کیا کہا ں گیا جب زرنور مسکرا کر بولی۔

کہاں؟زرنور اُٹھنے والی تھی جب عالمگیر اُس کی کلائی اپنے شکنجے میں لیتا بولا۔

کیا مطلب کہاں اپنے گھر ایک ضروری کام ہے۔زرنور اپنے ہاتھ میں موجود عالمگیر کو دیکھتی بولی۔

عالمگیر! پر تم تو یہاں دیر تک بیٹھتی ہو۔

زرنور! بیٹھتی ہوں جب دل چاہتا ہے۔

عالمگیر کچھ پل اُس کا بے داغ شفاف چہرہ دیکھتا رہا پھر جھٹکے سے اُس کی کلائی آزاد کی

زرنور عالمگیر کے رویے پہ حیران سی ہو گئ

زرنور کے جانے کے بعد عالمگیر کو بہت لوگوں کی موجودگی کے باوجود بھی پارک خالی خالی سا لگا وہ یہاں بس زرنور کے لیے آتا تھا اب جب وہ یہاں سے چلی گئ تھی عالمگیر کو اپنا آپ یہاں بے کار سا لگا اِس لیے واپسی کا سوچا

❤❤❤❤❤❤

اچھا سوچیں اور اچھا بولیں کیونکہ بد گمانی اور بد زبانی دو ایسے عیب ہیں جو انسان کے ہر کمال کو زوال میں بدل دیتے ہیں۔

تین چیزیں انسان کو باکمال بناتی ہیں

ایک ٹھنڈا دماغ دوسرا میٹھی زبان تیسرا نرم دل۔سادیہ بی نے جب نازش کو ارسلہ سے بد تمیزی کرتا دیکھا تو ہمیشہ کی طرح سمجھانا چاہا

اوہ بی پلیز یہ کتابی موٹیو شنل باتیں مجھ سے مت کیا کریں یہ لیکچر آپ اپنی چہیتی ارسلہ کو سُنایا کریں کیونکہ بانو قدوسیہ اور اشفاق احمد کو یہ شوق سے پڑھتی ہے میں نہیں اور میری مرضی میں جس سے جو چاہے جیسے چاہوں بات کروں آپ بیچ میں مت ٹوکا کریں آپ کیا چاہتی ہیں یہ ارسلہ۔ نازش نے خاموش کھڑی ارسلہ کی جانب اِشارہ کیا۔

یہ مجھ سے ہاد چھین کر لے جائے اور میں خاموش تماشائی کا کردار ادا کروں تو میں ایسا ہر گز نہیں کروں گی نیور ایور۔ نازش اپنی بات پھر سے جاری کرتی نخوت سے بولی جو جس کی قسمت میں ہوتا ہے وہ اُس کو ہی مل کر رہتا ہے کوئی دوسرا انسان آپ کی چیز چُرا تو سکتا ہے پر آپ سے آپ کی قسمت نہیں چُرا سکتا اپنے دل سے یہ بد گمانی نکال دو کے ارسلہ ایسا چاہتی ہے کیونکہ ارسلہ کے دل میں ایسا کوئی چور نہیں تمہیں تمہارا ہاد مبارک تمہیں اگر اتنا ڈر ہے تو اُس سے جلدی شادی کی بات کرو تا کہ تمہارے سارے وہم اور خدشات دور ہو جائے۔ سادیہ بی نے سنجیدگی سے کہا جب کی ارسلہ نازش کے الزام پہ تڑپ کے رہ گئی تھی اُس کو اپنا آپ پہلے سے زیادہ بے مول سا محسوس ہونے لگا۔

مجھے کوئی ڈر نہیں آپ نے سوچا بھی کیسے میں اِس سے ڈروں گی جس کو ٹھیک سے چلنا تک نہیں آتا۔ نازش حقارت سے ارسلہ کو دیکھ کر بولی۔

کسی کو کمتر نہیں سمجھتے نازش خدا سے ڈرو اگر اُس نے تمہیں صحتیاب پیدا کیا ہے تو اُس میں تمہارا کوئی کمال نہیں اللہ کا شکر ادا کروں نا کہ غرور کر کے کسی کی دل آزاری کرو دل دُکھانا بہت بُرا گناہ ہے اور تم یہ کام بچپن سے ارسلہ کے ساتھ کرتی آرہی ہو اگر اُس کو چلنے میں کچھ دقت ہوتی ہے تو اِس میں جو اللہ کا منظور تمہارا کوئی حق نہیں تم اُس کے بارے میں ایسا الفاظ استعمال مت کرو خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے وہ جو چاہے جیسے چاہے جب چاہے جس کے ساتھ چاہے کر سکتا ہے اُس کے قہر سے ڈرو اللہ کو ناراض مت کرو۔ سادیہ بی حقیقتاً افسوس ہوا تھا نازش پہ۔

آپ مجھے بد دعائیں دے رہی ہیں۔ نازش تیز آواس میں بولی

سمجھا رہی ہوں وقت ایک سا نہیں رہتا۔ سادیہ بی نے جواب دیا۔

ڈیڈ میرا رزلٹ دیکھے میں نے فرسٹ پوزیشن حاصل کی ہے۔

ڈیڈ آج میرے اسکول میں پرینٹس میٹنگ ہیں سب کے والدین آتے ہیں آپ بھی میرے ساتھ چلے

ڈیڈ مجھے اپنے کمرے میں ڈر لگتا ہے آج بی بھی نہیں کیا میں آپ کے کمرے میں سو جاؤں۔

ڈیڈ آپ آپی کے لیے چیزیں لاتے ہیں کبھی میرے لیے بھی لایا کریں نہ

ڈیڈ آپ میرے ساتھ کارٹون دیکھے نہ۔

ڈیڈ آپی نے میرا ہوم ورک پیج پہ پانی گرا دیا

ڈیڈ آپی اسکول میں میرے ساتھ نہیں کھیلتی

ڈیڈ اسکول میں بچے مجھ پہ ہنستے ہیں کیونکہ میں لنگڑا کر چلتی ہوں ڈیڈ اِس میں میرا تو کوئی قصور نہیں نہ مجھے تو اللہ نے ایسا بنایا ہے تو لوگوں کو کیا مسئلہ ہے جب مجھے احساس کمتری نہیں تو کوئی اور کیوں مجھے ڈپریشن میں ڈال رہے ہیں مجھے اُداس کرتے ہیں

ڈیڈ میرے ساتھ آپ بات کیوں نہیں کرتے مجھے گُھمانے کیوں نہیں لیکر جاتے

ڈیڈ میرے سر میں درد ہے آپ مجھے دوائی دے نہ۔

ڈیڈ میرے اسکول میں آج ہماری فیرول پارٹی ہے رزلٹ بھی اناؤس ہو گا آپ بھی ساتھ آئے نہ

ڈیڈ آپی مجھے سے بات نہیں کرتی آپ اُس سے بولے نہ مجھ سے پیار سے بات کیا کریں

ڈیڈ آپی نے میری مارک شیٹ پھاڑ دی میں اب کیا کروں گی۔

ڈیڈ میرے کالج کا آج فرسٹ ڈے ہے پلیز مجھے ہیپی وشز دے۔

ڈیڈ آپ کو میں پسند نہیں نہ آپ کی نظر میں منحوس ہوں تو میں کوشش کروں گی آپ کے سامنے نہیں آؤں گی ماں کی ممتا سے اللہ نے بچپن سے ہی محروم کر دیا تھا پر باپ کی شفقت سے آپ نے خود دور کر دیا آپ نے کبھی مجھے گلے نہیں لگایا اپنے ہونے کا احساس نہیں دلوایا میں بھی تو آپ کی اولاد ہوں آپ آپی کے لاڈ اُٹھا سکتے ہیں تو میرے کیوں نہیں چھوٹی اولاد تو سب سے زیادہ عزیز ہوتی ہے۔

مہتاب خان اپنے کمرے میں موجود چیئر پہ بیٹھتے ماضی میں کی ارسلہ کی باتیں جس میں ہر ایک خواہش حسرت شکوہ فرمائش تھی جو انہوں نے کبھی پوری کرنے کی کوشش نہیں کی جب بھی وہ اُن کے پاس آتی وہ اُس کو سادیہ بی کے حوالے کر دیتے آج اُن کو شہریار کی باتوں نے یہ سب سوچنے پہ مجبور کر دیا تھا جو خسارہ وہ کر چکے تھے سچ ہی تو تھا شہریار کی باتوں میں آکسفورڈ یونیورسٹی میں پڑھے ایک ویل ایجوکیٹڈ انسان تھے وہ تو کیسے وہ ایسی جاہلانہ سوچ سوچنے لگے بھلا اللہ کی بنائی ہوئی مخلوق ہو یا کوئی چیز اُس کو کون منحوس کہتا ہے جب کی انہوں نے تو ایک معصوم کا دل دکھایا تھا اپنی بیٹی کا۔ایک ندامت کا آنسو مہتاب خان کی آنکھ سے نکلا تھا۔

تمہارے ساتھ آخر مسئلا کیا ہے کونسی بات تمہیں پریشان کر رہی ہے وہ تم مجھے بتادو میں تمہارا دوست ہوں کیا پتا میرے پاس کوئی حل ہو۔عالمگیر نے گم سم بیٹھے ہاد سے کہا عالم مجھے خود نہیں پتا میرے ساتھ کیا مسئلا ہے تو تمہیں کیسے بتاؤں۔ہاد سپاٹ انداز میں بولا

ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ ڈاکٹر کو مریض کے مرض کا پتا نہ ہو۔عالمگیر نے اپنے انداز میں بات کی۔

تمہاری بے تُکی باتیں میری سمجھ سے باہر ہیں۔ہاد بے زاری سے بولا

میری بے تُکی بات کا مطلب بہت گہرا ہے اور وہ یہ ہے ڈاکٹر یعنی تم مریض مطلب تمہارا دل مرض یعنی تمہارے دل میں کیا بات ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے ظاہر ہے دل کا حال ایک اللہ جانتا ہے دوسرا انسان خود۔عالمگیر نے مسکرا کر کہا۔

میرا دل جانے کیوں اب نازش سے شادی کے لیے راضی نہیں مطلب میرا دل اُس سے اُچاٹ ہو گیا ہے مجھے اب اندازے ہو رہا ہے کے نازش وہ نہیں جیسی لڑکی میں اپنی ہمسفر کے روپ میں چاہتا ہوں۔ہاد نے دل کی بات آخر عالمگیر کو بتادی۔

دیکھو ہاد یہ اندازہ تمہارا ہے تو سہی پر تم نے بہت غلط وقت اور بہت دیر بعد لگایا ہے میں یہ بات ہمیشہ سے تمہیں سمجھانا چاہتا تھا پر جب تم سنو تب نہ اور اب کیا فائدہ اب تو بات

بڑوں میں طے ہو گی اُن کے علم میں آ گئی ہے تم نے نازش سے کمیٹمنٹ کی ہے اب تم اپنا ہاتھ چھڑوا بھی نہیں سکتے آسان نہیں یہ۔عالمگیر نے ہاتھ کھڑے کیے کہا

میں نازش سے بات کروں گا وہ میری بات سمجھ جائے گی۔ہاد نے جیسے خود کو یقین دلوایا۔

ہاد نازش کے باپ کو بھی پتا ہے گھر میں اب تمہاری شادی کا سوچ بیٹھے ہیں اور تم ایسی بے وقوفی کرنے کا سوچ رہے ہو جس میں تمہارا نقصان ہے۔عالمگیر نے جیسے اُس کی عقل پہ مت کیا۔

اگر ایسا کچھ ہو گیا میری شادی ہو گی تو اِس سے بڑا نقصان ہو گا مجھے۔ہاد کے منہ سے بے اختیار یہ بات نکلی۔

کیا مطلب تمہارا اِس بات سے۔عالمگیر کے کان کھڑے ہوئے

مطلب یہ کے ارسلہ مجھے اچھی لگنے لگی ہے شاید محبت کیا ہوتی ہے محبت کہتے کسے ہیں یہ سب اُس سے ملنے کے بعد مجھے پتا چلا ہے۔ہاد نے صاف گوئی سے کہا

تم عقل سے پیدل ہوتے جا رہے ہو مطلب حد ہے ارسلہ نازش کی چھوٹی بہن ہاد تم اتنے دل پھینک تو نہیں تھے جو پہلے نازش اور اب اُس کی بہن پہ تمہارا دل آ گیا۔عالمگیر کو ہاد کی بات پہ صدمہ ہی تو لگ گیا۔

میں دل پھینک نہیں میرے دل کو ارسلہ اچھی لگنے لگی ہے ایسا کبھی نازش کے معاملے میں نہیں ہوا نازش میری اچھی دوست ہے میں دوستی کو محبت سمجھ بیٹھا میں اور نازش اچھے دوست بن سکتے ہیں پر اچھے ہمسفر نہیں۔ یاد نے سنجیدگی سے کہا

ہاد تو بہت غلطی کر چُکا ہے یار ایسا کیسے ہو سکتا ہے تمہیں کوئی سپورٹ نہیں کرے گا بہتر ہے تم اپنے قدم پیچھے لو۔ عالمگیر نے پریشانی سے کہا

میرے بس سے باہر ہے سب ارسلہ کا ساتھ میرے لیے اعزاز کی بات ہو گی اگر وہ میری قسمت میں ہو گی تو میں خود کو دنیا کا خوش قسمت آدمی تصور کروں گا۔ ہاد نے گہری مسکراہٹ سے کہا۔

پر ہاد وہ تول

عالم پلیز۔ ہاد اُس کی بات کا مطلب سمجھتا بیچ میں ٹوکتا بولا

میرے لیے کوئی ایشو نہیں ارسلہ مجھے پسند ہے بس۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا

جانتا ہوں پر انکل اور آنٹی۔ عالمگیر نے ایک اور خدشا ظاہر کیا۔

پہلے نازش کو سمجھا لوں پھر گھر والوں کو ارسلہ کے لیے منا لوں گا۔ ہاد نے جواب دیا۔

آج منور حسن احسان کے گھر موجود تھے کوئی ضروری بات کرنے کے لیے اِس لیے ڈنر کے بعد منور حسن کو احسان صاحب اسٹڈی روم میں لائے تھے سیف جب کی اپنی ڈیوٹی پہ تھا زر نور ملازمہ کو چائے بنانے کا کہہ کر لاؤنج میں براجمان تھی۔

احسان تمہیں نہیں لگتا زر کی شادی کرنی چاہیے اب تمہیں۔ منور حسن نے احسان صاحب سے کہا

سوچ تو بہت دِنوں سے میں بھی رہا ہوں جب سے زر پہ حملہ ہوا ہے میرا دل ہر وقت اُس کے لیے پریشان رہتا ہے میں بس کسی مضبوط سہارے کے انتظار میں ہوں تاکہ زر کو اُس سے باندھ کر میں سکون کا سانس لوں۔ احسان صاحب نے جواب دیا۔

ہمم سیف کے بارے میں کیا خیال ہے۔ منور حسن کی بات پہ احسان صاحب نے اُن کی طرف دیکھا جیسے اندازہ لگانا چاہ رہے ہو جو انہوں نے سُنا وہ سچ تھا یا کانوں کا دھوکہ۔ سیف کے بارے میں مطلب۔ احسان صاحب اُلجھ کر بولے

مطلب یہ کے میں سیف کے لیے زر کا ہاتھ مانگتا ہوں۔ منور حسن نے مسکرا کر کہا

کیا سچ میں۔ احسان صاحب خوشی سے چور لہجے میں بولے۔

بلکل سیف سے زیادہ زر کے لیے اور کیا مضبوط سہارا ہو سکتا ہے سیف اُس کو پروٹیکٹ کر سکتا ہے سیف کو تم اچھے سے جانتے ہو وہ کتنا مخلص ہے اپنی شعبے سے۔ منور حسن نے کہا

ہاں یہ بھی کوئی کہنے کی بات ہے ماشااللہ سے سیف کی بات ہی الگ ہے میری زر نور کے لیے وہ پرفیکٹ رہے گا مجھے اُس کی طرف سے فکر بھی نہیں ہو گی تمہیں میں بتا نہیں سکتا تم نے میری کتنی بڑی پریشانی حل کر دی ہے۔ احسان صاحب مشکور لہجے میں بولے۔

تو پھر کیا کہتے ہو تم

پوچھنے کی کیا بات میری طرح سے رشتہ ڈن۔ احسان صاحب نے کہا

اتنی بھی کیا جلد بازی ایک دفع زر سے بات کرو کیا پتا اُس کو کچھ اعتراض نہ ہو اولاد کی رضامندی بھی جاننا تو ضروری ہے نہ پھر یہ تو عمر بھر ساتھ رہنے کا فیصلہ ہے۔ منور حسن نے مسکرا کر کہا

زر میری بیٹی ہے میرا مان میرا فکر اُس کے لیے میں جو فیصلہ کروں گا اور جو بات کروں گا وہ اُس کے لیے حرفِ آخر ہو گا پھر بھی تمہاری تسلی کے لیے زر سے بات کروں گا پر مجھے یقین ہے زر میری بات سے اختلاف نہیں کرے گی۔ احسان صاحب کے لہجے میں

باپ کا مان بول رہا تھا زرنور جو اُن کے لیے چائے لیتی آ رہی تھی اپنے باپ کی آخری بات اور فیصلہ جان کر اُس کو اپنے اندر کچھ ٹوٹتا محسوس ہوا کچھ کھو جانے کا ڈر شدت سے محسوس ہوا پر ظلم تو یہ تھا اب اُس کے لیے جائے فرار بھی کوئی نہ تھا بھلا وہ کیسے اپنے باپ کا مان توڑ سکتی تھی سچ ہی تو کہہ رہے تھے وہ زرنور کی نظر میں اپنے باپ کی بات کے علاوہ اور کچھ نہیں تھا اپنے باپ کے لیے تو وہ اپنی جان بھی وار دیتی یہ تو بس اپنی مرضی کے خلاف شادی کرنا تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا کتنے عرصے کا اسٹے ہیں یہاں؟ لان میں چہل قدمی کرتے ارسلہ نے شہریار سے پوچھا

تین چار ماہ۔ شہریار نے مسکرا کر بتایا

تم آئے تو پانچ چھ سال بعد ہو تو بس تین چار ماہ کے لیے۔ ارسلہ نے شکوہ کیا۔

کیا کروں مصروفیت بھی تو ہے تم آ جاؤ ساتھ۔ شہریار نے مفت مشورہ دیا

ہاں میں تو جیسے یہاں ویلی ہوں میرا ابھی کالج ہے یہاں۔ ارسلہ نے اُس کی نقل اُتار کر کہا

شہریار اُس سے پہلے کچھ کہتا جب گیٹ سے بلیک کلر کی گاڑی آتی نظر آئی جس پہ دونوں کا دھیان اُس کی طرح گیا گاڑی کو دیکھ کر ارسلہ سمجھ گئی ہاد ہو گا۔

یہ کون؟بلیو شرٹ اور بلیو جینز پینٹ پہنے نفاست سے بالوں کو جیل لگائے ہاد گاڑی سے اُترا تو شہریار نے بت بنی ارسلہ سے پوچھا

ہاد۔ارسلہ نے بس اتنا کہا

ہاد نے سامنے ارسلہ کو دیکھا تو اُس کے چہرہ پہ مسکراہٹ آئی پر شہریار کو ارسلہ کے پاس کھڑا دیکھ کر اُس کے ماتھے پہ بل آئے تھے۔

اسلام علیکم! ہاد دونوں کے روبرو آتا سلام کرنے لگا۔

وعلیکم اسلام آپی اندر ہیں۔ارسلہ نے جھٹ سے کہا تو ہاد کا سر نفی میں ہلنے لگا ارسلہ شرمندہ ہوتی سر جھکا گئی۔

آپ کی تعریف۔ہاد نے خود ہی شہریار سے پوچھ لیا

لوگ تو بہت کرتے ہیں میری ذہانت کی میرے حُسن کی میرے چلنے پھرنے میرے ہر انداز کی پر اب میں خود اپنی تعریف کرتا اچھا تو نہیں لگوں گا۔شہریار نے لمبی چوڑی بنا مطلب کی بات کی جس پہ ارسلہ نے اُس کو کہنی ماری یہ حرکت ہاد کی زیر نگاہ سے پوشیدہ نہ رہ سکی۔

ہاد یہ شہریار ہیں میرے کزن۔ارسلہ نے بتایا

اچھا۔ہاد ایک تنقیدی نظر شہریار پہ ڈال کر بولا

آپ کون ؟اِس بار شہریار نے پوچھا

ہاد۔ہاد نے بس اتنا بتایا

ہاد آپی کے فیانسی رائٹ۔شہریار اپنے دماغ پہ زور ڈال کر بولا ہاد نے بس سر ہلانے پہ اکتفا کیا

اوکے آپ آپی نازو سے مل لے چلو ار سو ہمیں اب باہر چکر لگانا چاہیے۔شہریار ہاد کو جواب دیتا ارسلہ کا ہاتھ تھام کر بولا یاد کو خود پہ ضبط کرنا بہت مشکل لگ رہا تھا۔

ایک منٹ رکو تو سہی۔ارسلہ نے شہریار کو آنکھیں دیکھائی۔

"آپ اندر چلیں۔ارسلہ نے ہاد کو اندر چلنے کا اِشارہ کیا شہریار نے اپنے ہاتھ کھڑے کیے جب کی ہاد کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آئی جب ارسلہ نے اپنی کلائی شہریار کے ہاتھ سے آزاد کروائی۔

❤❤❤❤❤❤

طوبیٰ کا یہاں خوشخبری ہے اب آپ کو ساری رنجشیں ختم کر کے اُس سے ملنا چاہیے بیٹی ہے وہ آپ کی ایسے قطعاً تعلق کرنا سہی نہیں۔

بیٹا ہے یا بیٹی ؟فیضان صاحب ٹھوڑی پہ ہاتھ پھیرتے ہوئے بس اتنا بولے

یہ آپ کیا پوچھ رہے ہیں بیٹا ہے یا بیٹی وہ تو بچے کی پیدائش کے بعد پتا چلے جائے گا اور جو بھی ہو ہمیں دعا کرنی چاہیے اچھی صحتمند کا ہو۔نازیہ بیگم رسانیت سے بولی

کس صدی میں جی رہی ہو اب الٹرا سائونڈ سے سب پتا چل جاتا ہے خیر اُس نے نہیں کروایا تو کیا ہوا ہمیں یہاں لیکر آئے گے تو خود ہسپتال لیکر جائے گے۔ فیضان صاحب پر سوچ انداز میں بولے۔

کیا سچ آپ طوبیٰ کو یہاں لیکر آئے گے۔ نازیہ بیگم نے آخری بات سنی ہی نہیں تھی اُن کو بس اب یہ تھا طوبیٰ اتنے وقت بعد آئے گی۔

ہمم کسی کو اب بتانا نہیں ہم اچانک جائے گے۔ فیضان صاحب نے اُن کو وارن کیا جس پہ انہوں نے سر کو جنبش دی۔

❤❤❤❤❤❤

بولوں کیا بات ہے۔ نازش نے ہاد سے پوچھا

نازش میں جو بات کرنے جا رہا ہوں وہ کہنے سے پہلے میں یہ کہوں گا میری بات تحمل سے سننا اور مجھے سمجھنے کی کوشش کرنا اِس میں تمہاری اور میری بھلائی ہے۔ ہاد نے سنجیدگی سے کہا

پہیلیاں کیوں بُجھوا رہے ہو تم تو سیدھی باتیں کرتے ہو۔ نازش نے حیرت سے کہا

بیٹھو یہاں۔ ہاد نے اُس کو اپنے برابر بیٹھایا

ہمم اب بولوں۔ نازش نے اُس کا چہرہ دیکھ کر کہا

کیا تمہیں نہیں لگتا ہمیں شادی کرنے کے فیصلے پہ غور کرنا چاہیے دیکھوں نازش مجھے غلط مت سمجھنا پر مجھے لگتا ہے تمہارا زندگی جینے کا انداز اور میرے زندگی جینے کا انداز بہت مختلف ہے ہمارا ایک ساتھ گزارا نہیں ہوگا۔ہاد کی بات پہ نازش کا چہرہ پل بھر میں سرخ ہوا تھا۔

یہ سب تمہیں ارسلہ سے ملنے کے بعد ہوا ہے نہ۔نازش اپنی جگہ سے کھڑی ہوتی چیخ کر بولی

نازش آہستہ۔ہاد نے کھڑے ہوتے تنبیہہ کی۔

کیا آہستہ ہاں کیا آہستہ مجھے سب سمجھ آرہا ہے تمہارے دماغ میں کیا چل رہا ہے تمہارا میرے ساتھ کھیچا کھیچا سا انداز میں سب نوٹ کر رہی تھی پر میں نے اپنا وہم سمجھ کر نظر انداز کیا پر اب تم مجھے سنہرے خواب دیکھا کر واپس مڑ رہے ہو تو میں ایسا ہر گز نہیں ہونے دوں گی۔نازش اُس کا گریبان پکڑتی جنونی ہوئی۔

ہوش میں آؤ میں نے بات کرنے سے پہلے کیا کہا تھا میری ساری بات تحمل سے سننا اور ایک تم ہو جو پاگل پن کا مظاہرہ کر رہی ہو۔ہاد اُس کو خود سے دور کرتا بولا

مجھے بس اتنا بتاؤ یہ سب تم اُس منحوس ارسلہ کی وجہ کہہ رہے ہو نہ۔نازش نے مٹھیاں بھینچتے کہا

نازش بہن ہے تمہاری احترام سے نام لو اُس کا۔ہاد غصے سے بولا

اوو بڑی ہمدردی ہو رہی ہے بڑا احترام کرنے کا بخار چڑھا ہے تمہیں۔نازش طنزیہ بولی

نازش ہم بیسٹ فرینڈز ہیں تم ایک دفع میری بات تو سمجھو ہمارے درمیان دوستی کا رشتہ ہمیشہ رہے گا پر شادی ایک بہت بڑا فیصلہ ہے میں تمہیں وہ خوشی نہیں دے پاؤں گا جو تم ڈیزرو کرتی ہو پلیز ٹرائے ٹو انڈرسٹینڈ۔ہاد اُس کو بازوں سے پکڑتا بے بسی سے بولا

ہاؤ کڈ یو ہاد ہاؤ کڈ یو میں نے تمہارا اعتبار کیا تم سے محبت کی اب تم بیچ راستے میں علیحدہ ہونے کی بات کر رہے ہو ہمارا ساتھ سات سال کا ہے جب کی ارسلہ سے ملے تمہیں ابھی ایک سال بھی نہیں ہوا۔نازش اُس کے سینے پہ مکے مارتی روتی ہوئی بولی ہاد کو پیشمانی نے آگھیرا پر وہ اب کیا کرتا دل کے ہاتھوں مجبور تھا۔

نازش تم کیوں بار بار ارسلہ کا نام لے رہی ہو یہ میرا اپنا فیصلہ ہے میں نے بہت سوچ سمجھ کر یہ تم سے کہا ہے ہمارا گزارا ممکن نہیں۔ہاد نے اُس کو سمجھانا چاہا پر نازش خاموش رہی کچھ بولنے کو تھا ہی نہیں اُس کے پاس۔

ارسلہ

ہاد جو واپس جا رہا تھا لان میں لگے جھولے پہ ارسلہ اور اُس کی مانوں کو دیکھا تو اُس سے بات کرنی چاہی۔

جی۔ارسلہ نے مسکرا کر اُس کی طرف دیکھا

ارسلہ ایک فیور چاہیے تھی تم سے۔ہاد تھوڑا اُس کے پاس جھکتا بولا

جی بولے۔ارسلہ اپنے سوکھے لبوں پہ زبان پھیرتی بولی

اگر کبھی مجھے تمہاری ضرورت پڑے تو تم میرا ساتھ دوں گی نہ میرے ہمقدم کھڑی رہی ہو گی نہ بنا کسی کا خوف ڈر کا سوچے۔ہاد اپنی ہتھیلی اُس کے سامنے پھیلاتا بولا ارسلہ نا سمجھی سے اُس کو دیکھنے لگی اُس کو زرہ سا بھی ہاد کی بات سمجھ نہیں آئی تھی پر جب ہاد نے آنکھوں کے اِشارے سے اپنا ہاتھ آگے کرنا کا کہا تو اُس نے بنا سوچے سمجھے اپنا ہاتھ اُس کے ہاتھ پہ رکھ دیا۔

اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی نازش نے یہ منظر جلن بھری نظروں سے دیکھا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

زر تم فری ہو تو ایک بات کرنا چاہتا ہوں تم سے۔زر نور جس بات کے ڈر سے دو دن سے اپنے کمرے سے باہر نہیں جا رہی تھی آخر تیسرے دن احسان صاحب خود اُس کے کمرے میں آتے بولے

جی ڈیڈ کریں آپ بات۔زرنور گہری سانس خارج کرتی بولی آخر بکری کب تک اپنی خیر مناتی۔

منور نے سیف کا رشتہ تمہارے لیے مانگا ہے میں نے تو جھٹ سے ہاں کر دی سیف بہت پیارا بچہ ہے تمہاری حفاظت وہ اچھے سے کرے گا جیسے تئیس سال میں نے کیا۔احسان صاحب بہت مطمئن ہوتے بولے زرنور نے بہت وقت بعد اپنے باپ کے چہرے پہ اتنا اطمینان دیکھا تھا۔

ڈیڈ مجھ سے آپ کیا چاہتے ہیں۔زرنور اُن کے ہاتھ تھامتی بولی

تمہارا کیا خیال ہے میں نے تو ابھی اپنے خیالات بتائے ہیں ہو گا وہی جو تم چاہوں گی اگر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو بتا دو میں منع کر دوں گا۔احسان صاحب نے شفقت سے اُس کے سر پہ ہاتھ پھیر کر کہا

ڈیڈ آپ نے ہمیشہ میری بات مانی ہے چاہے پھر میری زبان سے نکلی ہو یا دل میں ہو آپ کو پتا لگ جاتا ہے تو آپ نے کیسے سوچ لیا اگر آپ میری زندگی کے بارے میں کچھ فیصلہ کرے گے تو میں انکار کروں گی یقین جانے اگر آپ نکاح کرنے کے ایک منٹ پہلے بتا دیتے تو بھی میں نے ہاں کرنی تھی بنا لڑکے کا نام جانے۔زرنور اُن کی گود میں سر رکھتی دھیمے لہجے میں بولی احسان صاحب کو ڈھیروں اطمینان نے آگھیرا

جیتی رہو میری بچی مجھے تم سے اِس بات کی ہی توقع تھی دیکھنا میرے فیصلے سے تمہیں کبھی مایوسی نہیں ہو گی۔احسان صاحب اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے یقین دلانے لگے دوسری طرف زرنور کی آنکھوں سے ایک باغی آنسو آنکھ سے گرا

❤❤❤❤❤❤❤❤

لائسنس دیکھائے۔کانسٹیبل نے نازش کی گاڑی کے شیشے پہ نوک کرتے کہا تو اُس نے بے زاری سے شیشہ نیچا کیا آج پریشان ہونی کی وجہ سے اُس نے بے دھیانی میں بہت ریش ڈرائیونگ کر چکی تھی جس سے اب کانسٹبل نے اُس کو روک دیا تھا۔

نہیں ہے۔نازش نے پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا

کیا مطلب نہیں ہے بنا لائسنس کے آپ کو گاڑی چلانے کی اجازت کس نے دی باہر نکلے آپ گاڑی سے۔کانسٹیبل کی بات پہ نازش نے اپنی آنکھیں گُھمائی۔

شاید تمہیں معلوم نہیں میں کس کی بیٹی ہوں اگر اپنے تن پہ یہ وردی قائم رکھنا چاہتے ہو تو میرے راستے سے ہٹ جاؤ۔نازش نے وارن کرنے والے انداز میں کہا

ایک تو آپ بنا لائسنس گاڑی میں ہے دوسرا ایک پولیس والے کو دھمکا رہی ہیں آپ پہ تو میں ایسا کیس کروں گا یاد کرے گی۔کانسٹیبل دھمکی دیتا بولا

نواز کیا بات ہے۔سیف جو دوسری سائیڈ کھڑا تھا اُن کے پاس آتا بولا

سر اِن محترمہ کے پاس لائسنس نہیں ہے اور دوسرا یہ ہمیں اپنے باپ کی دھمکی دے رہی ہیں۔کانسٹیبل نے ساری بات اُس کے گوش گزار کی سیف نے گاڑی میں بے نیاز سے بیٹھی نازش کو دیکھا جس کو ابھی تک کسی بات کا فرق نہیں پڑا تھا۔

آپ کے پاس لائسنس نہیں یا گھر لینا بھول گئ۔سیف نے نرمی سے پوچھا

گھر سے لانا بھول گئ۔نازش نے بے زاری سے کہا سیف اُس کی بے زاری نوٹ کرتا مبہم سے مُسکرایا

ٹھیک ہے تو آپ ابھی کسی سے کہہ کر لائسنس منگوائے جب تک آپ یہی رہے گی لڑکی ہے تو ہم آپ کا خیال کر رہے ہیں۔سیف دلچسپی سے اُس کا چہرہ دیکھ کر بولا۔

لڑکی نہ ہوتی تو کیا تم لوگ مجھے تھانے میں بند کرتے دیکھو مسٹر میں نازش مہتاب خان ہوں اگر تم لوگوں نے ایسا سوچا بھی نہ تو میرا باپ چٹکی میں تم دونوں کو اِس وردی سے فارغ کرتا۔نازش مغرور لہجے میں بولی سیف اُس کی بات پہ ہنس پڑا۔

لاوارث تو ہم بھی نہیں ایک دنیا ہمیں بھی جانتی ہیں۔سیف کالر اکڑا کر بولا

مجھے جانے دو لیٹ ہو رہا ہے۔نازش بنا اُس کی بات پہ دھیان دیتی بولی

آپ نے شاید سُنا نہیں میں نے کہا آپ اپنے گھر سے لائسنس منگوائے۔ سیف نے دوبارہ اپنی بات کہی۔ نازش غصے سے اُس کو دیکھتی اپنا فون نکال کر کسی کو کال کرنے لگی اِتنا وہ سمجھ گئی تھی سامنے والا اتنی آسانی سے اُس کو چھوڑنے والا نہیں تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

طوبیٰ اور ارمغان اپنے کمرے میں تھے جب ملازمہ نے اُن کو فیضان صاحب کے آنے کا بتایا طوبیٰ کا پانچواں مہینہ چل رہا تھا جس کی وجہ سے ارمغان اُس کو سیڑھیاں چڑھنے سے منع کرتا تھا زرغونہ بیگم نے نیچے والے کمرے کی طرف رہنے کا کہا تھا پر ارمغان نے انکار کر دیا تھا پر خیال وہ پوری طرح سے طوبیٰ کا کر رہا تھا۔

چچا جان۔ ارمغان بڑبڑایا طوبیٰ خوشی سے جلدی سے اٹھنے لگی تو پیٹ میں درد کی ٹیس اُٹھنے لگی ارمغان فورن اس کی طرف متوجہ ہوا۔

آرام سے کیا کر رہی ہو تم؟ ارمغان فکر مند ہوا

ارمغان ڈیڈ آئے ہیں اتنے وقت بعد۔ طوبیٰ اپنا درد بھلائے مسرت بھرے لہجے میں ارمغان سے بولی

جانتا ہوں پر تم ابھی یہاں رہو میں دیکھ آتا ہوں وہ یہاں کیوں آئے ہیں۔ ارمغان سنجیدگی سے بولا

ارمغان وہ کیوں آئے ہو گے مجھ سے ملنے کے لیے آئے ہیں اُن کو بچے کا بھی پتا چل گیا ہو گا ویسے بھی میں یہاں کیا کروں گی مجھے باہر جانا ہے۔ طوبیٰ بضد ہوتی بولی

طوبیٰ ہر بات پہ ضد مت کیا کرو جو کہا ہے وہ مانو پہلے میں جاؤں گا پتا تو چلے آج اتنے عرصہ بعد وہ یہاں کیسے آئے ہیں تم اکیلی نہیں آنا میں خود لینے آؤں گا یہ بات یاد رکھو تمہارے پیٹ میں ایک ننھی جان ہے۔ارمغان اُس کے گال پہ ہاتھ رکھتا نرمی سے بولا تو طوبیٰ ناچاہتے ہوئے بھی سر ہلانے لگی۔

آپ یہاں کیسے آ گئے ہمیں تو اپنے گھر سے نکل جانے کو کہا تھا سارے رشتے ختم کر لیے تھے آپ نے پھر۔ارمغان ڈرائینگ روم میں آتا طنزیہ انداز میں فیضان صاحب سے بولا

تمہارا اگلہ اپنی جگہ درست ہے پر اب میں سارے گلے شکوے دور کرنے آیا ہوں طوبیٰ کو اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں کچھ وقت وہ ہمارے ساتھ رہے۔ فیضان صاحب ارمغان کی بات ضبط سے پیتے ہوئے بولے

طوبیٰ جس کے ولیمے پہ آپ نہیں آئے تھے وہ طوبیٰ جو آپ سے ناکردہ غلطی کی معافی مانگنے آئی تھی تو آپ نے اُس کو گھر سے نکل جانے کو بولا تھا۔ارمغان نے پھر کہا

ارمغان

زرغونہ بیگم نے تنبیہہ کرتی نظروں سے اُس کو دیکھا۔

نہیں امی آپ مجھے بات کرنے دے۔ارمغان سنجیدہ سے بولا۔

دیکھوارمغان پلیز اب تم بھی پُرانی باتیں بُھلادو ہمیں طوبیٰ سے ملنے دو کہاں ہے وہ۔اِس بار نازیہ بیگم نے نرمی سے کہا

دوا کھا کر آرام کر رہی ہے۔ارمغان نے بہانا بنایا۔

اچھاتو وہ کون ہے۔فیضان صاحب طنزیہ مسکراہٹ سے ڈرائینگ روم کے کُھلے دروازے کی طرف اِشارہ کرتے بولے جہاں سیڑھیوں کی ریلنگ کے پاس بڑی چادر پہنے طوبیٰ کھڑی تھی طوبیٰ کو وہاں کھڑا دیکھ کر ارمغان کے پورے وجود میں اشتعال بھر گیا تھا۔

آآآآہہ

چیخ کی آواز پہ سب حواس باختہ ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھ کھڑے ہوئے ارمغان نے جب طوبیٰ کو سیڑھیوں سے گرتا دیکھا تو ٹانگوں نے چلنے نے انکاری ہو گئے اُس کو اپنی بینائی پہ یقین نہیں آیا۔

طوبیٰ جو چادر کو سنبھالتی نیچے اُتر رہی تھی جب اس کا پاؤں چادر سے الجھ گیا جس سے وہ خود کو سنبھال نہیں پائی اور سیڑھیوں سے گرتی چلی گئی۔

ارمغان ایمبولینس کو کال کرو۔زرغونہ خون میں لت پت طوبیٰ کو دیکھتی بت بنے ارمغان سے بولی جس کی رنگت سفید ہو گئی تھی

اچانک ارمغان ہوش میں آتا طوبیٰ کے ہوش و حواس سے بیگانا وجود کو بانہوں میں بھرتا باہر کی جانب بڑھ گیا باقی سب بھی اُس کے پیچھے گئے۔

❤❤❤❤❤❤

تم آج پھر سے مجھے نظر انداز کر رہی ہو۔آج عالمگیر کو زرنور پارک میں تو نہیں پر شاپنگ مال میں ملی تھی عالمگیر نے اُس سے بات کرنا چاہی تو زرنور اُس کو نظر انداز کرتی سائیڈ سے گزرنے لگی جب عالمگیر اُس کو بازوں سے پکڑتا ایک الگ کونے میں آتا پوچھنے لگا۔

دیکھو عالمگیر مجھت فلحال تم سے کوئی بات نہیں کرنی ضروری کام ہے مجھے تو پلیز لیو۔

زرنور اپنا بازوں اُس کی گرفت سے آزاد کروانے کی کوشش کرتی بولی۔.

گولڈن گرل آج تم اتنی سنجیدہ کیوں ہو خیر تو ہے۔عالمگیر نے تعجب سے پوچھا کہاں وہ ہر وقت اپنے منہ سے انگارے نکالتی تھی اور اب آج کیسے بلکل اجنبی سے زیادہ بے گانگی تھی اُس کے لہجے میں جو عالمگیر کو بہت چُبھی تھی۔

تم سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔زرنور نے منہ موڑ کر کہا۔

یہاں دیکھو میری طرف کیا بات ہے کیوں ایسے بیہیو کر رہی ہو ناراض ہو کسی بات پہ۔عالمگیر اُس کا چہرہ اپنی طرف کرتا استفسار کرنے لگا۔

کہا نہ مجھے نہیں کرنی تم سے بات دور رہو مجھ سے۔زرنور غصے سے اُس کو دھکا دیتی بولی

آس پاس آتے جاتے لوگ دونوں کو ایک نظر دیکھ کر اپنے راستے چل دیے عالمگیر زرنور کے عمل پہ ساکت رہ گیا تھا زرنور کی موبائل پہ کال آئی تو اُس نے اپنا فون کلچ سے نکالا جس سے اسکرین پہ جگمگاتا نام عالمگیر نے دیکھ لیا

یہ کیوں ہر وقت تمہیں کال کرتا رہتا ہے اور کوئی کام نہیں کیا اِس کو۔اسکرین پہ سیف کا نام دیکھ کر عالمگیر جل بھن کے رہ گیا تھا تبھی اُس کے ہاتھ سے موبائل کھینچ کر بولا

میرے پرسنلز میں مت گھسو۔زرنور ناگواری سے بولی

پہلے میری بات کا جواب دو۔عالمگیر اپنی بات پہ زور دیتا بولا

رشتہ طے ہو گیا ہے میرا سیف سے جلد منگنی بھی ہو جائے گی اِتنا کافی ہے یا اور کچھ بھی جاننا ہے۔زرنور اپنا فون واپس لیتی بولی عالمگیر سن ساز زرنور کا چہرہ دیکھنے لگا جہاں کوئی تاثر نہیں تھا اُس کو اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں تک گونجتی محسوس ہو رہی تھی زرنور عالمگیر سے نظریں چُراتی جانے لگی جب عالمگیر اُس کا بازوں دبوچتا دیوار کے ساتھ لگایا۔

یہ کیا بدت
ششش۔

زرنور سختی سے کچھ کہنے والی تھی پر عالمگیر نے اُس کے منہ پہ ہاتھ رکھ دیا۔

کیا بکواس کی تم نے اندازے ہے تمہیں۔عالنگیر دانت پہ دانت جمائے بولا

دور رہو مجھے سانس نہیں آرہی۔زرنور اُس کو دھکا دیتی بولی جس پہ عالمگیر نے کچھ فاصلہ بنایا۔

اب بولوں۔عالمگیر نے پھر کہا

بکواس نہیں حقیقت ہے تمہارا کوئی حق نہیں مجھ سے سوال جواب کرنے کا۔زرنور بے دردی سے بولی

اچھا تو میرا کوئی حق نہیں کیا میری آنکھوں میں میرے لہجے میں تمہیں اپنے لیے محبت نظر نہیں آتی تم کوئی نادان تو نہیں جو میں تمہارے آگے پیچھے آؤں اور تم اُس بات کا مطلب نہ سمجھ پاؤ۔عالمگیر پہلے افسوس پھر شدت بھرے لہجے میں بولا

نہیں آتی مجھے نظر محبت اور نہ میں دیکھنا چاہوں گی تمہارے اور میرے راستے کبھی ایک نہیں ہو گے اِس لیے اُنہیں جوڑنے کی کوشش مت کرو ورنہ زخمی ہو جاؤ گے۔زرنور اپنے دل کو مارتی بولی

میرے دل کو میرے پورے وجود کو لہولہان کرنے کے بعد تمہارا یہ کہنا بنتا تو نہیں تم صرف میری ہو میرا دل تمہارا طلبگار ہے اور میں تمہیں حاصل کر کے رہوں گا۔عالمگیر مضبوط لہجے میں بولا

بچوں جیسی ضد مت کرو میرے لیے مشکلات مت پیدا کرنا میں تمہارے سامنے ہاتھ جوڑتی ہوں۔زرنور اُس کے سامنے ہاتھ جوڑتی بولی جو عالمگیر نے اُس کے ہاتھ تھام کر اُن پہ بوسہ دیا زرنور اُس کی جرئت پہ حیران ہوتی جھٹ سے اپنے ہاتھ اُس سے دور کیے۔

تم پہ بس میرا حق ہے کسی اور کا نہیں یہ بات ذہن نشین کر لو۔عالمگیر اُس کا گال تھپتھپا کر کہتا چلا گیا زرنور ساکت سی اُس کو جاتا دیکھنے لگی اُس کو عالمگیر کی باتوں سے پہلی دفع خوف محسوس ہوا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ہسپتال کے کوریڈور میں موت جیسا سناٹا تھا ارمغان کی نظر جلتی بجھتی لائٹ پہ تھی زرغونہ بیگم دعا مانگنے میں مصروف تھی نازیہ بیگم نے رو رو کر اپنا حال بُرا کر دیا تھا ماریہ کو اُنہیں سنبھالنا مشکل لگ رہا تھا فیضان صاحب شرمندگی کے احساس سے اپنا سر جھکائے بیٹھے تھے طوبیٰ کو اِس حال میں دیکھ کر اُن کو اپنی ساری نادانیاں غلطیاں یاد آ گئ تھی جس سے اُن کو خود سے نفرت محسوس ہو رہی تھی۔

ڈاکٹر میری بیوی اور بچہ کیسے ہیں دونوں۔ڈاکٹر وارڈ سے باہر آئی تو ارمغان فورن سے اُن کے پاس آیا ڈاکٹر نے افسوس سے ارمغان کی بکھری حالت دیکھی تھی پھر پیچھے دیکھا جہاں نرس کمبل میں لپیٹا وجود اُٹھائے کھڑی تھی کچھ غلط ہونے کا احساس ارمغان کو شدت سے ہو رہا تھا پر وہ یقین نہیں کرنا چاہتا تھا۔

سوری ہم آپ کے بچے کو نہیں بچا پائے آپ کی بیوی کی حالت بھی زیادہ ٹھیک نہیں آپ کو اُن کی اِس کنڈیشن میں بہت زیادہ خیال کرنا تھا پر خیر اللہ کو جو منظور۔ڈاکٹر پیشورانہ انداز میں کہتی چلی گئی اُر مغان دیوار سے پشت ٹیکاتا کھڑا ہو گیا وہ چاہ کر بھی اپنی آنکھوں کے کونے کو نم ہونے سے بچہ نہیں پایا۔

بیٹا تھا۔زرغونہ بیگم نے نازش بیگم سے کہا جو رونے میں مصروف تھی۔

ابھی تو پانچ ماہ ہوئے تھے ایسا کیوں ہوا۔نازیہ بیگم غمگیں لہجے میں بولی

بس اللہ کی کوئی مصلحت ہو گی آپ بس اب طوبیٰ کے لیے دعا کرو اُس کو آپ کی دعا کی ضرورت ہے۔زرغونہ بیگم اُن کو اپنے ساتھ لگاتی بولی۔

ارمغان بھائی آپ کو ہمت کرنی ہے اور آپ ہیں کے ہمت ہار بیٹھے ہیں۔ماریہ ارمغان کے پاس آتی بولی جس پہ ارمغان نے کوئی جواب نہیں۔

بھائی

بھائی

سوری میں ڈیڈ کے ساتھ ضروری میٹنگ پہ تھا اِس لیے آنے میں دیر ہو گئی بُھا بھی تو ٹھیک ہیں نہ۔ہاد کو ریڈور میں آتا پریشانی سے ارمغان کے کندھے پہ ہاتھ رکھتا بولا اُس کو جیسے یہ بات پتا چلی تھی وہ فورن یہاں آ گیا تھا۔

آپی ابھی خطرے سے باہر نہیں آپ دعا کریں۔ارمغان کے بجائے ماریہ نے جواب دیا ہاد نے ارمغان کو دیکھا جو سپاٹ تاثرات لیے کھڑا تھا اُس کو اپنے بھائی کی حالت پہ ترس آیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

یہاں بیٹھ کریں ناشتہ کرنے کے لیے ارسلہ سے کہیں۔سادیہ بی ڈائینگ ہال سے ارسلہ کا ناشتہ نکالنے لگی تو مہتاب خان نے سنجیدگی سے کہا سادیہ بی نے کچھ حیرانی سے مہتاب خان کو دیکھا نازش کے ہاتھ تھمے تھے اپنے باپ کی بات پہ اتنے سالوں بعد اُس نے پہلی دفع اُن کے منہ سے ارسلہ نام سنا تھا۔

اُس کو عادت نہیں یہاں کھانا کھانے کی پر تمہیں اتنے سالوں بعد احساس ہو گیا ہے تو میں کہتی ہوں اُس سے۔سادیہ بی اپنی خوشی چُھپاتی سنجیدگی کا لبادہ اُڑھ کر بولی۔

ڈیڈ آپ نے اُس کو یہاں آنے کا کیوں کہا؟سادیہ بی کے جانے کے بعد نازش نے مہتاب خان سے کہا

ناشتہ کریں تاکہ یہاں اور تم اُس سے کچھ مت کہنا۔ مہتاب خان نے جواب دینے کے بعد وارن کیا

آپ کو اچانک اُس منحوس کے لیے ہمدردی کیسے ہونے لگی آپ شاید بھول رہے ہیں اُس کی وجہ سے میں اپنی ماں سے دور ہوئی اور آپ اپنی محبت سے۔ نازش مٹھیاں بھینچ کر بولی۔

بہن ہے وہ تمہاری ماضی میں جو کچھ ہوا اُس میں قصور ارسلہ کا نہیں میری سوچ کا ہے جس سے تم بھی اپنی بہن سے بدظن ہو گئ ہے مگر جو ہو گیا سو ہو گیا جانے والا وقت لوٹ کر تو نہیں آسکتا مگر جواب ہے اُس کو میں خوبصورت بنانا چاہتا ہوں ارسلہ کے ساتھ جو زیادتیاں ہوئی ہے اُس کا کفارہ ادا کرنا چاہتا ہوں میں۔ مہتاب خان کے لہجے میں پچھتاوہ بول رہا تھا۔

اسلام علیکم گُڈ مارننگ۔ نازش کچھ کہنے والی تھی پر شہریار کو آتا دیکھ کر خاموش ہو گئ۔

وعلیکم اسلام اینڈ گڈ مارننگ۔ مہتاب خان نے خوش اسلوبی سے اُس کے سلام کا جواب دیا۔

ارے واہ آج تم کیسے یہاں کا راستہ بھول گئ۔ارسلہ کو ڈائینگ ٹیبل پہ بیٹھتا دیکھ کر شہریار نے شرارت سے کہاارسلہ نے چور نظروں سے مہتاب خان کو دیکھا جو بظاہر تو ناشتہ کر رہے تھے پر اُن کا فوکس وہ دونوں تھے۔

شہریار خاموشی سے ناشتہ کرو اور ارسلہ کو بھی کرنے دو۔سادیہ بی نے گھور کر کہا جس پہ شہریار مسکرا کر ارسلہ کو دیکھنے لگا جس کے چہرے پہ سکون چھایا ہوا تھا البتہ اُس کو بیٹھتا دیکھ کر نازش اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئ تھی۔

❤❤❤❤❤❤❤

عالمگیر اِس وقت ہاد کے ساتھ ہسپتال موجود تھا طوبیٰ کی طرف سے ابھی تک ڈاکٹر نے کوئی تسلی بخش جواب نہیں دیا تھا جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا ارمغان کو اپنا دل بند ہوتا محسوس ہو رہا تھا اپنی آنے والی اولاد کا صدمہ تو وہ برداشت کر گیا تھا جس کے لیے اُس نے بہت سے خواب دیکھے تھے پر طوبیٰ کو کھونے کا تصور ہی اُس کی جان نکال رہا تھا

ارمغان نے کچھ کھایا ہے؟ عالمگیر نے ہاد سے پوچھا۔

کل سے ایک گھونٹ پانی تک کا نہیں پیا۔ہاد نے افسوس سے بتایا۔

تو تم اُنہیں کھانے کے لیے کہو نہ۔عالمگیر پریشانی سے بولا

تمہیں لگتا ہے میں نے نہیں کہا ہو گا سب نے بہت کہا ہے پر وہ تو جیسے نہ بولنے کی قسم کھائے ہوئے ہیں۔ہاد گہری سانس خارج کرتا بولا۔

ایسے تو وہ اپنی حالت خراب کر لیں گے مانا کے اُن کے لیے صدمہ بہت بڑا ہے پر خود سے ایسے غافل ہونا کہا کی دانشمندی ہیں۔عالمگیر ترحم بھری نظروں سے ارمغان کو دیکھتا بولا

تم اگر بھائی کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ہادنے چہرہ عالمگیر کی جانب کیے سوال پوچھا پتا نہیں جب وقت آتا تب دیکھا جاتا ایسے پہلے کچھ کیا کہہ سکتا ہوں۔عالمگیر کندھے اُچکا کر کہا تو ہادنے نفی میں سر ہلایا۔

❤❤❤❤❤

زرنور اپنے کمرے میں بیٹھی عالمگیر کے بارے میں سوچ رہی تھی اُس دن کے بعد عالمگیر سے اُس کا سامنا نہیں ہوا تھا جہاں اُس بات پہ دل میں اطمینان آیا تھا فکر مندی بھی ہو رہی تھی کے آخر دو دنوں سے اُس نے کوئی میسج یا کال کیوں نہیں کیا تھا وہ عالمگیر کو سوچنا نہیں چاہتی تھی پر غیر شعوری طور پہ اُس کی سوچ کا مرکز عالمگیر بنتا جا رہا تھا۔

آجائے۔دروازہ نوک ہونے پہ اُس نے کہا

ہائے کیسی ہو؟سیف مسکرا کر اندر آتا حال دریافت کرنے لگا۔

میں ٹھیک۔زرنور اُس کے چہرے کا جائزہ لیتی بولی احسان صاحب کے بات کرنے کے بعد اُس نے سوچا تھا سیف اُس کے مطلق کوئی بات ضرور کرے گا پر سیف کا رویہ

ویسے کا ویسے تھا دوستانہ کبھی کبھی اُس کو شک ہوتا کے شاید سیف ساری بات سے لاعلم تھا۔

کمرے تک خود کو محدود کر لیا ہے طبعیت تو ٹھیک ہے نہ۔ سیف نے نرمی سے پوچھا

ہاں طبعیت ٹھیک ہے باہر جانے کو دل نہیں کرتا اِس لیے پر آج سوچ رہی ہوں اپنی فرینڈ کی طرف جاؤں۔ زرنور نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے اگر تمہیں کوئی ایشو نہ ہو تو میں ڈراپ کر دوں گا تمہیں۔ سیف نے خوشدلی سے کہا تو زرنور نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

❤❤❤❤❤❤

میں اندر آسکتا ہوں؟ ارسلہ اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب مہتاب خان کمرے کے دروازے پہ نوک کرتے بولے ارسلہ بے یقین نظروں سے اپنے کمرے کے پاس اُن کو دیکھنے لگی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں اُن کی موجودگی کا مہتاب خان کو اپنا آپ زمیں دھنستا محسوس ہو رہا تھا ارسلہ کی آنکھوں میں بے یقینی اور حیرانگی دیکھ کر۔

ج جی ڈی ڈیڈ۔ ارسلہ بیڈ سے اُترتی بولی اُس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا دل خوش گمان ہونے لگا تھا۔

کیا کر رہی تھی؟ مہتاب خان کو کچھ اور سمجھ نہیں آیا تو یہی پوچھ لیا۔

کالج کا کام کر رہی تھی۔ ارسلہ نے جواب دیا

کھڑی کیوں ہو بیٹھ جاؤ باپ ہوں تمہارا۔ مہتاب خان نے اُس کو کھڑا دیکھا تو ہلکہ سا مسکرا کر بولے۔

جی۔ارسلہ یہ کہتی فاصلے پہ بیٹھ گئ۔

میں جانتا ہوں تمہارے معاملے میں بہت کھٹور پن کا مظاہرہ کر چُکا ہوں تمہارا بچپن میری وجہ سے بے رونق سا ہے تمہارے حصے کا پیار تمہارے حصے کا وقت میں نے کبھی تمہیں نہیں دیا ہمیشہ محروم رکھا تمہاری معصومیت کو نظر انداز کر گیا یہ تک فراموش کر گیا تم نے بھی اپنی ماں کھوئی ہے جب تم ایک منٹ کی بھی نہیں تھی میری اور تمہاری ماں کی پسند کی شادی تھی۔ مہتاب خان کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ آ گئ تھی پُرانے دنوں کے بارے میں سوچتے ہوئے ارسلہ غور سے اُن کا چہرہ دیکھنے لگی اُس کو اچھا لگ رہا تھا مہتاب خان کو سننا اُس کی سالوں پرانی خواہش پوری ہو گئ تھی کے اُس کا باپ اُس کے ساتھ بیٹھے اُس سے باتیں کریں اور اُس کو وقت دے۔

کالج لائیف سے میں تمہاری ماں کو چاہتا تھا پر ہمارا ساتھ شاید کم تھا اِس لیے تو شادی کے سات سال بعد مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گئ تمہاری پیدائش سے پہلے ڈاکٹر نے کہہ دیا تھا کے کچھ پیچیدگیاں ہیں وہ بچہ گرادے پر وہ نہیں مانی میرے لاکھ کہنے کے باوجود بھی پھر وہ ہوا جس کے بارے میں کسی نے سوچا بھی نہیں تھا نازش میرا عکس ہے جب کی تم

اپنی ماں کا عکس ہو صرف چہرے سے نہیں ہر لحاظ سے جس کا اندازے مجھے اب ہو رہا ہے میں نے کوشش کی تھی نازش کو بھی ویسا بنانے کی جیسا تم لوگوں کی ماں چاہتی تھی پر نازش کو یہ سب پسند نہیں تھا جس پہ زبردستی میں نے بھی نہیں کی میں یہاں اتنے سالوں بعد تمہارے پاس آیا ہوں اِس اُمید کے ساتھ کہ تم اپنے باپ کو معاف کر دوں گی۔ مہتاب خان نے اُس کے سامنے ہاتھ جوڑنے چاہے ارسلہ نے تڑپ کر اُن کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔

ڈیڈ یہ آپ کیا کر رہے ہیں کیوں مجھے گنہگار بنا رہے ہیں میں آپ کی بیٹی ہوں بیٹیاں تو باپ کا مان باپ کا غرور ہوتی ہیں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں بلکہ آپ کو یہاں دیکھ کر جو کیفیت میں محسوس کر رہی ہوں وہ میں آپ کو بتانا چاہوں بھی تو نہیں بتا سکتی اِس لیے پلیز آپ پُرانی باتوں کو بھول جائے۔ ارسلہ نے نم لہجے میں کہا مہتاب خان نے نرمی سے اُس کی آنکھیں صاف کیے اپنے ساتھ لگایا۔

تمہارا دل بہت وسیع ہے ارسلہ کاش میں قسمت کا لکھا ہوا سمجھ کر تمہیں قصوروار نہ سمجھتا۔ مہتاب خان ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

ڈیڈ میں نے کہا نہ آپ پُرانی باتیں بھول جائے میرے لیے کل نہیں آج معنے رکھتا ہے آج میرے ساتھ آپ ہیں مجھ سے پیار سے بات کر رہے ہیں میرے لیے یہ بہت ہے

اگر آپ بار بار ایسے بات کرے گے تو میں نے ناراض ہو جانا ہے۔ارسلہ نے لاڈ سے کہا تو مہتاب خان ہنس پڑے۔ارسلہ دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی جس نے آج اتنے سالوں بعد باپ کی شفقت بخشی تھی بیشک مشکل کے بعد آسانی ہے۔

❤❤❤❤❤❤❤

دو دنوں بعد طوبیٰ کی حالت ٹھیک ہوئی تھی جب سے اُس کو ہوش آیا تھا سب باری باری اُس کا حال دریافت کر رہے تھے اپنے بچے کے ضائع ہونے کا سن کر جتنا وہ روئی تھی سب لوگوں کے لیے مشکل ہو گیا اُس کو سنبھالنے کے لیے اب وہ بار بار وارڈ کے دروازے پہ نظر جمائے بیٹھی تھی بہت وقت ہو گیا تھا اُس کو ہوش آیا تھا ارمغان اُس سے ملنے نہیں آیا تھا وہ جانتی تھی ارمغان ضرور اُس سے ناراض ہو گا پر وہ اُس سے ملنے بھی نہیں آئے گا یہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا پہلے دکھ سب سے بڑا تھا اُپر سے ارمغان کی لاتعلقی نے اُس کو توڑ کے رکھ دیا تھا اپنی غلطی کا احساس اُس کو شدت سے ہو رہا تھا اگر وہ ارمغان کی بات مان لیتی تو آج سب بہت مختلف ہوتا۔

طوبیٰ۔فیضان صاحب کی رنجیدہ آواز سن کر طوبیٰ اپنی سوچو سے باہر آئی اپنے پاس فیضان صاحب کو بیٹھا دیکھ کر اُس کو حیرانی ہوئی کیا وہ اِتنی گم تھی اپنی سوچو میں جو کسی کی موجودگی محسوس نہیں کر پائی۔

جی ڈیڈ۔طوبیٰ زبردستی مسکراہٹ سجا کر بولی

مجھے معاف کر دے یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ فیضان صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا طوبیٰ جلدی سے اُن کے ہاتھ نیچے کرنے چاہے پر ایسا کرنے سے اُس کو اپنے پیٹ میں شدید درد کا احساس ہوا۔

آآآ۔

اُس کی کراہ پر فیضان صاحب اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے پاس آئے۔

درد ہو رہا ہے ڈاکٹر کو بلاؤ؟ فیضان صاحب نے پریشانی سے کہا

نہیں ڈیڈ آپ یہاں بیٹھے۔ طوبیٰ اُن کا ہاتھ تھامتی بیٹھنے کا اِشارہ کرتی بولی

آپ معافی مت مانگے میری قسمت میں پہلے بچے کی خوشی نصیب نہیں تھی اِس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ طوبیٰ نے آہستہ آواز میں کہا

تمہیں نہیں پتا میرا مقصد تمہیں اپنے ساتھ لیکر ارمغان سے دور کرنا تھا تاکہ جب تمہارا بیٹا ہو تو میں اُس کو اپنے ساتھ رکھتا ارمغان تمہیں اور اپنا بچہ کھو دیتا تو میرا بدلا پورا ہو جاتا پر خدا کا کرنا دیکھو میری ناپاک سوچ کی سزا تمہیں ملی۔ فیضان صاحب کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے تھے اپنے باپ کی بات پہ طوبیٰ کو لگا وہ اب دوبارہ سانس نہیں لے پائے گی مگر اُن کی شرمندگی دیکھ کر اُس نے کہا

ڈیڈ ایسا ہونا تھا اور وہ ہو گیا آپ کی وجہ سے نہ تو میری وجہ سے یا کسی اور کی وجہ سے۔ طوبیٰ کی بات پہ فیضان صاحب نے اُس کی طرف دیکھا

میں تمہارے سامنے نظر اُٹھانے کے لائق تو نہیں پر اپنے بد نصیب باپ کو معاف کر دینا۔ اب کی طوبیٰ کی آنکھوں سے بھی آنسو لڑیوں کی مانند بہتے چلے گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ہادا ایک بار سوچ لو پلیز ایسے کسی اور کے لیے انکار مت کرو۔ نازش ہاد کو کال کرتی بے بسی سے بولی۔

نازش پلیز تم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو میرا ساتھ تمہیں سوائے اذیت کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ ہادا اپنی پیشانی مسلتا بولا

تم مجھے ایک بات واضح طور پہ بتا دے تم ارسلہ سے محبت کرنے لگے ہو نہ اس کی وجہ سے میرا وجود میری فریادیں تمہیں نظر نہیں آ رہی۔ نازش بڑی مشکل سے اپنا لہجہ نارمل کرتی بولی۔ ہادا ارسلہ کی بات پہ کشمکش میں مبتلا ہو گیا اُس کو سمجھ نہیں آیا نازش سے کیا کہے پر ایک نہ ایک دن تو بات سب کو پتا چل جانی تھی۔

نازش

جھوٹ مت بولنا۔ نازش نے پہلے سے وارن کیا۔

ہاں میں محبت کرتا ہوں ارسلہ سے اُس کے علاوہ کسی اور کا خیال بھی میرے دماغ میں نہیں آتا میں اُس کو پانا چاہتا ہوں میں اُس کے بنا نہیں رہ پاؤں گا پلیز تم مجھے سپورٹ کرنا۔ہاد کی اِتنی بات پہ نازش کو اپنا ضبط ٹوٹتا محسوس ہوا۔

ایم سو ہیپی فار یو۔زرنور زور سے ارسلہ کو ہگ کرتی بولی

تمہیں پتا ہے مجھے اب تک اپنی قسمت پہ یقین نہیں ہو رہا میرے ڈیڈ اب میرے ساتھ ویسے ہیں جیسا میں ہمیشہ سے چاہتی آ رہی تھی۔ارسلہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

پاگل میں نہ کہتی تھی ہر چیز کا وقت ہوتا ہے زندگی میں اگر کبھی مشکلیں آتی ہیں تو اللہ بعد میں آسانیاں بھی دیتا ہے تا عمر کے لیے سب کچھ نہیں ہوتا اب دیکھنا تمہاری زندگی میں خوشیوں کی بہار ہو گی۔زرنور نے صدق دل سے کہا

بس آپی کا رویہ بھی ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ گہری سانس خارج کرتی بولی۔

ہو جائے گا فکر نہیں کرو۔زرنور نے تسلی دی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

زرنور ارسلہ کے گھر سے نکلتی واپس اپنے گھر جا رہی تھی جب ایک گاڑی اُس کی گاڑی کے آگے آئی زرنور گاڑی سے اُتر کر باہر آئی تو عالمگیر تھا اُس کو دیکھ کر زرنور واپس گاڑی میں بیٹھنے والی تھی پر عالمگیر نے ایک ہی جست میں اُس کو جا لیا۔

بھاگ رہی ہو مجھ سے۔عالمگیر اُس کا بازوں پکڑ کر بولا

میں بھاگنے والوں میں سے نہیں۔زرنور مضبوط لہجے میں بولی

محبت کرتی ہو نہ مجھ سے۔عالمگیر اُس کے کان کے پاس جھکتا بولا زرنور نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

نہیں۔عالمگیر کو دور کرتی وہ بس اتنا بول پائی۔

جھوٹ بولنے والا دوزخ میں جاتا ہے اِس لیے سچ بولو۔عالمگیر شریر نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولا

ایک بار نہیں کہا تو مطلب نہیں بار بار فورس کرنے پہ میرا جواب ہاں نہیں ہو جائے گا۔زرنور نے گھور کر کہا۔

تم مجھے سے محبت کرتی ہو۔عالمگیر اُس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر دلکش انداز میں بولا۔

نہیں کرتی۔زرنور نظریں چُرا کر بولی

کرتی ہوں

نہیں کرتی

کرتی ہو

نہیں کرتی

یولومی

آے ڈونٹ

کرتی ہو

نہیں کرتی

کرتی ہو۔

نہیں کرتی۔

اچھا نہیں کرتی

کرتی ہوں۔زرنور کے منہ سے بے ساختہ پھسلا عالمگیر کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آ گئی تھی بالآخر اُس نے زرنور کے منہ سے سچ اُگلوا لیا تھا

جانتا تھا۔عالمگیر کالر جاڑ کر بولا

تم نے مجھے اُلجھایا ورنہ ایسا کچھ نہیں۔زرنور نے اپنا بھرم رکھان چاہا۔

یولومی آے نو۔عالمگیر اپنی بات پہ قائم تھا زرنور زور سے اُس کو پرے کرتی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئی۔

اُس کی گاڑی کو دور ہوتا دیکھ کر عالمگیر مسکرا رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

دیکھا دی نہ اپنی اوقات چھین لیا نہ مجھ سے میرا پیار۔ نازش دندناتی ارسلہ کے سر پہ کھڑی ہوتی بولی۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ ارسلہ نا سمجھی سے اُس کا چہرہ دیکھ کر بولی

میرے سامنے یہ معصومیت کا ڈرامہ مت کرو سب جانتی ہوں منحوس تو تھی پر آوارہ ہو گی اِس بات کا بھی اب یقین ہو گیا۔ نازش زہر خند لہجے میں بولی۔

چٹاخ۔

ارسلہ جو اپنے کردار پہ لگے وار پہ نہیں سنبھلی تھی اچانک مہتاب خان کا نازش پہ ہاتھ اُٹھانا اُس کو مزید پریشان کر گیا۔

ڈیڈ۔ نازش اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی بے یقینی نظروں سے مہتاب خان کو دیکھنے لگی جن کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا

میری تربیت ایسی تو نہ تھی جو تم اپنی چھوٹی بہن پہ اِس طرح کا گھٹیاں بہتان لگاؤ پتا بھی ہے کتنا بڑا گناہ ہے کسی کے کردار پہ بہتان لگانا وہ بھی بے قصور پہ بے قصور پر بہتان لگانا آسمان سے بھی زیادہ بھاری گناہ ہے۔ مہتاب خان آج پہلی بار نازش سے تیز آواز میں بات کر رہے تھے ارسلہ اپنے منہ ہاتھ رکھتی وہاں سے بھاگ گئی۔

آپ کو کچھ نہیں پتا ہاد مجھ سے اب شادی نہیں کرنا چاہتا وہ کہتا ہے اُس کو ارسلہ سے محبت ہو گئی ہے ڈیڈ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ تو میرا ہے ہماری شادی ہونے والی تھی۔ نازش اپنے بالوں کو جکڑتی عجیب لہجے میں بولی۔

اگر وہ نہیں کرنا چاہتا تو نہ کریں مردوں کا کونسا قال پڑ گیا ہے۔ مہتاب خان سر جھٹک کے بولے۔

نو ڈیڈ نو اونلی ہاد وہ میرا نہیں تو کسی کا نہیں۔ نازش اٹل انداز میں کہتی باہر جانے کے لیے بڑھی مہتاب خان اُس کی حالت کی وجہ سے روکنا چاہتے تھے پر ارسلہ کا خیال آیا تو اُس کے کمرے کی طرح بڑھے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نازش غصے سے ریش ڈرائیونگ کرتی جا رہی تھی اُس کو اپنا سر درد پھٹتا محسوس ہو رہا تھا اُس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اپنے سر پہ رکھنا چاہا اُس کی ایک غفلت کی وجہ سے وہ سامنے آتی گاڑی نہ دیکھ پائی اور دھماکے کی آواز سے دونوں گاڑیوں کا ٹکراؤ ہو گیا تھا۔

یہ یہاں بھیڑ کیوں جمع ہے؟ سیف پولیس اسٹیشن سے سیدھا گھر جا رہا تھا جب اُس نے لوگوں کو جمع دیکھا تو پوچھا

ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ ایک آدمی نے بتایا

واٹ تو تم سب ایمبولینس بولانے کے بجائے یہاں تماشا دیکھ رہو۔ سیف اُن کو ملامت کرتا ایک نمبر ڈائل کرنے لگا اُس کے بعد اُس کا اِرادہ ایکسیڈنٹ ہونے والی جگہ پہ جانے کا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

طوبیٰ ڈسچارج ہو کر گھر واپس آ گئی تھی پر ارمغان نے اُس سے کوئی بات نہیں کی تھی رات کو دیر سے کمرے میں آتا اور صبح اُس کے جاگنے سے پہلی چلا جاتا۔

ارمغان۔ارمغان اپنی فائل لینے گھر آیا تو طوبیٰ موقعے کو غنیمت جانتی اُس سے بات کرنے کا سوچا۔

پلیز۔ارمغان اُس کو نظر انداز کرتا جانے لگا جب طوبیٰ نے اُس کا بازوں تھام کر التجا کی۔ارمغان نے ایک نظر اپنے بازوں پہ رکھے اُس کے ہاتھ پہ ڈالی دوسری اُس کے مرجھائے چہرے پہ۔

بولوں۔ارمغان سرد لہجے میں بولا

آپ ناراض ہیں مجھ سے۔طوبیٰ نے نم لہجے میں پوچھا

تمہیں اُس سے کیا۔ارمغان بنا دیکھے بولا

آپ نے اکیلے نہیں میں نے بھی اپنا بچہ کھویا ہے۔طوبیٰ نے شکوہ کیا

اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ سے سمجھی تم۔ارمغان غصے سے بولا

ارمغان سوری۔ طوبیٰ مجرمانہ انداز میں بولی

واٹ سوری تمہارے سوری کرنے سے میرا بچہ واپس مل جائے گا۔ارمغان سینے پہ بازوں باندھ کر سنجیدگی سے بولا

نہیں۔ طوبیٰ سر جھکا کر بولی

تو میں کیا کروں تمہارے اِس سوری کا میرے منع کے باوجود تم باہر کیوں آئی صبر نہیں ہوا۔ارمغان نے اُس کو جھنجھوڑ کر کہا

ارمغان پلیز مجھ سے ایسے بات مت کریں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔ طوبیٰ روتے ہوئے اُس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتی بولی۔

جو دو دن میں تڑپہ ہوں جس اذیت کی انتہا پہ گزر اچُکا ہوں وہ کیا اُس کا جواب کون دے گا۔ارمغان نے اُس کو نئی مشکل میں ڈالا

ارمغان میں اب آپ کی ہر بات مانوں گی آپ جو کہے گے وہ کروں گی آپ بس اپنی ناراضگی ختم کر دے آپ کی بات نا ماننے کی سزا بہت بڑی میں حاصل کر چکی ہوں پر آپ کی یہ بے رخی میری جان نکال رہی ہے۔ طوبیٰ نے التجا کی۔

تمہیں معاف کرنا ابھی میرے اختیار میں نہیں۔ارمغان نے سنگدلی کا مظاہرہ کیا۔

ارمغان نے آپ نے تو ہمارے بچے کا آخری دیدار کیا میں نے تو اُس کا لمس تو کیا ایک سیکنڈ کا دیدار بھی نہیں کیا پھر بھی آپ میرے ساتھ ایسے کر رہے ہیں۔ طوبیٰ اپنے آنسو پیتی شکوہ کناں نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولی

وہ بچہ جس کو تمہاری کوکھ میں پلے نو ماہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ارمغان طنزیہ بولا۔

ارمغان

بس طوبیٰ تمہیں اپنے باپ سے بہت محبت ہے ہونی بھی چاہیے آخر ماں باپ کا مقام ہی اتنا بلند ہے تمہارا دل بھی کرتا ہے اُن کی طرف جانے کا تو میری طرف سے اِجازت ہے جتنا وقت چاہو وہاں رہ سکتی ہو۔ارمغان طوبیٰ کی بات بیچ میں تو کتا حکم دیتا وہاں سے چلا گیا پیچھے طوبیٰ ساکت سی ارمغان کی باتوں کو سوچنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

مہتاب خان کو انون نمبر سے کال آئی تھی پھر جو انہوں نے سُنا وہ اُن کی جان نکالنے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ ارسلہ کو اپنے ساتھ لیکر ہسپتال روانہ ہوئے کال پہ اُن کو نازش کے ساتھ ہوئے حادثے کا بتایا گیا تھا سارا راستہ اُن کو دھڑکا لگا رہا ارسلہ روتے ہوئے نازش کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی جب کی شہریار واپس لوٹ گیا تھا ساتھ میں سادیہ بی کو بھی لے گیا تھا وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی پر شہریار کے بار بار اِسرار کرنے پہ وہ منع نہیں کر پائی۔

ہسپتال آکر مہتاب خان رسیپشن پہ آکر ایکسیڈنٹ میں آنے والے مریض کے بارے میں پوچھا وارڈ نمبر پتا چلتے وہ وہاں کی طرف گئے

میری بیٹی کیسی ہے؟ مہتاب خان نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا ان کو ملال نے آگھیرا تھا صبح اُس کے ساتھ ہونے والی تکرار پھر یہ سب

سیف جو خاموش بیٹھا اُن کی جانب متوجہ ہوا نازش کو ہسپتال وہ لیکر آیا نازش کا چہرہ کچھ خراب تو ہوا تھا پر سیف اُس کو ایک نظر میں پہچان گیا تھا پہلی ملاقات پھر دوسری ملاقات ایسی جان کر اُس کو حقیقتاً نازش کے لیے دلی ہمدرد محسوس ہو رہی تھی۔

آپ اُن پیشنٹ کے کیا لگتے ہیں! ڈاکٹر نے سوال کیا۔

بیٹی ہے وہ میری۔ مہتاب خان نے فورن سے جواب دیا۔

جی اُن کی حالت ابھی اسٹیبل نہیں۔ ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں جواب دیا

ڈیڈ پلیز حوصلہ کریں۔ ارسلہ اُن کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی غمزدہ ہوتی بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤

ہاد۔

عالمگیر ہاد کی آفس کے کیبن کا دروازہ دھڑام سے کھولتا اندر آتا اُس کا نام لیا۔

کیا ہوا اتنے بوکھلائے ہوئے کیوں ہو؟ ہاد تعجب سے بولا

ہاد وہ نازش کا بہت بُرا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔ عالمگیر نے پریشانی سے کہا

کیا مطلب کب کیسے ؟ہاد شد ہوتا بولا

پتا نہیں میں ہو سپٹل جا رہا ہوں تمہیں چلنا ہے ساتھ تو چلو۔عالمگیر نے کہا

ہاں کیوں نہیں چلو۔ہاد ٹیبل سے اپنا سیل فون اُٹھاتا بولا۔

عالمگیر کے قدم ہو سپٹل میں بیٹھے سیف کو دیکھ کر ٹھٹکے تھے مگر ماحول دیکھ کر اُس نے نظر انداز کیا۔

انکل یہ سب کیا۔ہاد مہتاب خان کے ساتھ بیٹھ کر بولا جو خاموش سے تھے۔

بس بیٹا دعا کرو میری بچی ٹھیک ہو جائے۔مہتاب خان سرد سانس خارج کرتے بولے۔

آپ کو ڈاکٹر نے کچھ بتایا کیسی ہے کنڈیشن اُس کی؟ہاد نے دوسرا سوال کیا۔

ابھی کچھ بتا نہیں رہے مگر جس گاڑی سے اُس کا ٹکر ہوا تھا وہ اُسی وقت اپنا دم توڑ گیا میری بیٹی پر اللہ اپنا کرم فرمائے۔مہتاب خان کے دل کو دھڑکا سا لگا تھا۔

فکر مت کریں اللہ سب بہتر کرے گا۔ہاد نے اُن کو حوصلہ دینا چاہا تب تک ارسلہ جو پرے روم میں تھی وہ بھی وہاں آ گئی ارسلہ کی سوجھی سرخ آنکھیں دیکھ کر ہاد کا دل ڈوب کے اُبھرا۔

آپ کا بہت شکریہ آپ میری بہن کو وقت پہ ہوسپٹل لیکر آئے اور پولیس کیس ہونے سے بھی بچایا ورنہ زیادہ وقت تو ایسے ہی برباد ہو جاتا ہے۔ارسلہ نے مشکور نظروں سے سیف کو دیکھ کر کہا

اِس میں شکریہ کی کیا بات انسانیت کے لحاظ سے یہ میرا فرض تھا اور میں خود پولیس مین ہوں تو بس اللہ نے وسیلہ بنایا۔سیف ارسلہ کی آواز پہ چونک کر بولا۔

بیٹا اب آپ جا سکتے ہیں آپ نے ہماری بہت مدد کی اُس کا شکریہ۔مہتاب خان سیف سے بولے۔

جی انکل۔سیف بس یہ بول پایا واپس جانے کے لیے اُس کا دل نہیں مان رہا تھا تب تک جب تک ڈاکٹر نازش کے بارے میں کوئی بات نہیں بتاتا۔

آپ روئے نہیں۔ہادنے ارسلہ کو دیکھ کر بے بسی سے کہا۔

میں رونا نہیں چاہتی پر رونا آرہا ہے آپ دعا کیجئے گا آپی ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ نے اپنی نم آنکھیں صاف کیے کہا۔

میں کروں گا ہم سب کر بھی رہے ہیں پر رونے سے کیا ہو گا ابھی نازش کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے انکل کو دیکھو وہ کتنے خاموش سے ہیں ایسے میں تم بھی اگر روؤ گی تو اُن کو کون حوصلہ دے گا۔ہادنے ارسلہ کا دھیان مہتاب خان کی جانب کروایا

میں نہیں روتی اب۔ارسلہ اپنا چہرہ صاف کیے معصومیت سے کہا تو ہاد نے بے اختیار نظریں چُرائی۔

ارمغان گھر میں آیا تو گھر میں سناٹا سا محسوس ہوا اُس کو کسی گڑ بڑ کا احساس ہوا اپنی طوبیٰ سے کہی بات یاد آئی تو وہ بھاگنے والے انداز میں کمرے میں داخل ہوا جہاں بیڈ پہ طوبیٰ کمفرٹیبل اُڑھے سکون سے سو رہی تھی طوبیٰ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اُس نے گہری سانس لی پھر واشروم چلا گیا فریش ہونے کے لیے دروازہ بند ہونے کی آواز سے طوبیٰ کی آنکھ کھل گئی۔

ارمغان بیس منٹ بعد واشروم سے آیا تو طوبیٰ کو جاگتا دیکھا تو نظر انداز کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

آپ کے لیے کھانا لگاؤ؟ طوبیٰ ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی ارمغان سے مخاطب ہوئی۔

گھر میں سب کہاں ہیں؟ارمغان اُس کا سوال نظر انداز کرتا پوچھنے لگا۔

وہ میں آپ کو بتانا بھول گئی ہاد کی جو دوست ہے نازش اُس کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے تو سب ہو سپٹل گئے ہوئے ہیں۔طوبیٰ نے بتایا تو ارمغان کو یقین نہ آیا۔

واٹ ایکسیڈنٹ۔ارمغان کو لگا شاید اُس نے غلط سُنا ہو۔

جی صبح سے وہی ہے ہاد اور اب چچی جان اور چچا جان بھی گئے۔طوبیٰ نے بتایا۔

رات ہو گئی ہے کسی نے مجھ بتایا کیوں نہیں مجھے وہ بس ہاد کی دوست نہیں اُس کی منگیتر بھی ہے۔ارمغان پریشان سا ہو گیا

آپ کو کیا بتاتے آپ کو نسا ڈاکٹر ہیں۔طوبیٰ کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تو ارمغان نے گھور کر اُس کو دیکھا جس پہ طوبیٰ نے کمرے سے باہر جانے میں عافیت جانی۔

❤❤❤❤❤❤❤

پورا دن گزر گیا اب تو بتائے میری بیٹی کسی ہے؟ڈاکٹر جیسے ہی ایمر جنسی وارڈ سے باہر آیا مہتاب بے چینی سے پوچھنے لگے۔

جیسے آپ کو تحمل سے ہماری بات سننی ہو گی۔ڈاکٹر کی سنجیدگی سے بھرپور آواز پہ وہاں موجود سب لوگوں کا رواں رواں کان بن گیا تھا

آپ کی بیٹی کی تو ہم نے اللہ کے کرم سے جان بچالی پر اُن کی دونوں ٹانگیں پیرالائیز ہو گئی ہیں۔بات تھی یا بم جو اُن سب کو اپنے اُپر گرتا محسوس ہوا مہتاب خان کے قدم لڑکھڑا سے گئے تھے اگر اُن کے پیچھے ہاد یا عالمگیر نہ ہوتے تو یقیناً وہ زمین بوس ہو جاتے۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔سب کو سکتے میں دیکھ کر عالمگیر نے ڈاکٹر سے پوچھا

دیکھے ایکسیڈنٹ شدید قسم کا تھا ایسے میں اُن کا زندہ بچنا کسی معجزے سے کم نہیں دوسری بات کے وہ عمر بھر کے لیے چلنے پھرنے سے قاصر نہیں ہو گی اگر آپ لوگ

اُن کا پروپر علاج کروائے گا تو انشااللہ وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ڈاکٹر کی بات پہ ارسلہ کا اٹکا سانس بحال ہوا۔

کیا ہم مل سکتے ہیں۔عالمگیر نے پوچھا۔

ابھی تو وہ نیم بیہوشی میں ہیں کل آپ مل سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

آر یو اوکے ؟زرنور نے حال میں سیف کو خاموش بیٹھا دیکھا تو ساتھ بیٹھ کر پوچھنے لگی۔

ہاں کیوں ؟سیف زبردستی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر بولا۔

ویسے ہی آج کچھ پریشان سے نظر آرہے ہو ورنہ تو ہر وقت ایکٹو نظر آتے ہو۔زرنور نے وجہ بتائی

سیف !آج کام زیادہ تھا تو بس تھکان سی ہو گئی ہے۔

تو کمرے میں جا کر آرام کرو نہ رات کے اِس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔زرنور نے جیسے اُس کی عقل پہ ماتم کیا۔

ہاں میں بس جا رہا تھا۔سیف کھوئے ہوئے انداز میں بولا زرنور کو آج سیف اپنے حواسوں میں نہیں لگا۔

❤❤❤❤❤❤

نیا دن طلوع ہوا تو سب نازش کے ہوش میں آتے ہی باری باری ملنے لگے نازش سپاٹ تاثرات سے سب کا چہرہ یک ٹک دیکھتی اگر کوئی کچھ بات کرتا بھی تو وہ جواب نہ دیتی مہتاب خان اُس کے ساتھ ہی بیٹھ تھے جب کی ارسلہ نازش کے غصے کی وجہ سے اندر نہیں گئی تھی کے کیا پتا اب بھی ہو جائے۔

آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟ ہادنے کوریڈور میں ارسلہ کو اکیلا بیٹھا دیکھا تو کہا

کیا یہاں نہیں بیٹھ سکتی میں؟ ارسلہ نے اُلٹا اُس سے سوال داغا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ کو نازش کے پاس جانا چاہیے تھا۔ ہادنے ہلکہ سے مسکرا کر کہا

وہ غصے کرے گی۔ ارسلہ نے پریشانی سے اپنا مسئلا بتایا۔

نہیں کرتی وہ غصہ وہ تو خاموش ہے بلکل۔ ہادافسوس سے بولا

حادثہ ہوا بھی تو ایسا ہے نہ اللہ جلدی آپی کو صحتیاب کرے۔ ارسلہ دکھی لہجے میں بولی۔

تمہارے ساتھ نازش کا رویہ میں نے کبھی ٹھیک نہیں دیکھا کیا تمہیں اُس پہ غصہ نہیں آتا۔ ہادنا چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھا۔

وہ میری بڑی بہن ہے اُن کا حق ہے مجھ پہ غصہ کریں رعب رکھے یا ڈانٹے مجھے کیوں اُن پہ غصہ آئے گا میں اُن سے بہت پیار کرتی ہوں میری بس ایک ہی تو بہن ہے ڈیڈ اور

آپی کے علاوہ میرا کون ہے۔ارسلہ افسردہ ہوتی بولی ہاد جہاں اُس کے جواب پہ لاجواب ہوا تھا وہی دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی کے وہ بولے میں بھی تو ہوں۔

آپ بہت اچھی ہیں۔ہاد بے اختیاری میں بول پڑا تو ارسلہ کو نازش کی باتیں یاد آئی تو وہ جھٹ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اُس کا اِس طرح اُٹھنا دیکھ کر ہاد نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھنے لگا پر ارسلہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئ۔

ارسلہ کو کیا ہوا؟ ہاد اُس کی پشت دیکھتا خود سے سوال کرنے لگا۔

مہتاب خان نماز پڑھنے کے لیے گئے تو ہاد نازش کی طرف آیا جو چھت کو گھور رہی تھی کچھ ہی دنوں میں نازش بدل سی گئ تھی چہرے کا رنگ زردی مائل ہو گیا تھا ہاد کو نازش کی حالت پہ رحم سا آیا تھا۔

اب تو تمہیں مجھے چھوڑنے کی بہت بڑی وجہ مل گئ۔نازش کی آواز پہ ہاد حیران ہوا اُس کو جب سے ہوش آیا تھا یہ وہ پہلے الفاظ تھے جو اُس کے منہ سے ادا ہوئے تھے۔

نازش یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں۔ہاد گہری سانس بھر کر بولا

مجھے میرے گناہوں کی سزا کتنی بد صورتی سے ملی ہے۔نازش اپنے ہاتھوں سے ڈرپ کھینچتی عجیب لہجے میں بولی

نازش پاگل ہو گئی ہو کیا کر رہی ہو۔ہادُاس کے ہاتھوں کو تھامتا بازر کھنے کی کوشش کرنے لگا

میں مر کیوں نہیں گئی اِس محرومی کی زندگی جینے سے تو اچھا تھا مجھے موت آجاتی۔نازش پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچتی بولی شور کی آواز سے ڈاکٹر کے ساتھ نرس بھی آگئی تھی دروازے کے پاس ارسلہ نے روتی ہوئی آنکھوں سے نازش کی یہ حالت دیکھی تھی۔

یہ ایسے بیہیو کیوں کر رہی ہے۔دو نرسز نازش کو بیہوشی کا انجیکشن لگانے کی کوشش میں تھی تو ہادپریشانی سے ڈاکٹر سے بولا

اِن کی جو حالت ہوئی ہے اِن کا دماغ یہ بات قبول نہیں کر پا رہا اِس لیے ایسا برتاؤ کر رہی ہیں فکر کی کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ نارمل ہو جائے گی اِن کو بہت کیئر کی ضرورت ہے۔ڈاکٹر نے۔تسلی بخش جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

کیسی ہو گولڈن گرل؟زرنور پارک میں فوٹو کلک کرنے میں مصروف تھی جب عالمگیر عین اُس کے پیچھے کھڑا ہو کر بولا۔پر زرنور نے ایسے ظاہر کیا جیسے سُنا نہ ہو زرنور کے انداز پہ عالمگیر مسکرا پڑا۔

ناراض ہو؟عالمگیر نے پوچھا جس پہ زرنور نے زبردست گھوری سے نوازا تو عالمگیر نے ڈرنے کی اداکاری کی۔

یار ایمر جنسی ہو گئی تھی اِس لیے ایک ہفتے بعد تمہیں اپنا دیدار کا شرف بخشا ہے ورنہ روز تم سے ملنے آتا آے نو یو مسڈ می۔ عالمگیر مسکراہٹ ضبط کرتا بولا زرنور کو تو گویا عالمگیر کی بات پہ پتنگ ہی لگ گئے۔

او مسٹر کس خوشفہمی کا شکار ہو کے میں زرنور احسان تمہیں یاد کروں گی تمہارے نا ملنے پہ افسردہ ہو گی تم ہو کون جس کے لیے میں ایسے جذبات رکھوں گی ایسا محسوس کروں گی۔ زرنور نے تمسخرانہ لہجہ اپنا کر کہا مقصد عالمگیر کو خود سے دور کرنا تھا۔

میں عالمگیر شیخ ہوں جس کے لیے زرنور احسان پیار محبت پسندیدگی کے سارے جذبات اپنے اندر رکھے گی اُس کو یاد کرے گی اُس کے ملنے کا انتظار بھی کریں گی زرنور عالمگیر بن کر۔ عالمگیر ایک قدم اُس کی طرح بڑھا کر مضبوط لہجے میں بولا زرنور کا دل زور سے دھڑکا اُٹھا اپنے دل کی اِس بغاوت پہ وہ سخت جھجھنلا سی گئی تھی۔

بھول ہے تمہاری۔ زرنور نظریں چُرا کر بولی

بھول ہے تصور ہے گُمان ہے خواب ہے جو بھی ہے عالمگیر شیخ تا عمر اِس میں رہنا پسند کرے گا۔ عالمگیر گہری مسکراہٹ سے بولا تو زرنور لاجواب ہو گئی۔

سیف مجھے تم سے بات کرنی تھی۔ سیف پولیس اسٹیشن جانے سے پہلے ہوسپٹل جا کر نازش کی طبعیت معلوم کرنے کا اِرادہ رکھتا تھا وہ اُسی سلسلے میں آج جلدی تیار ہو رہا تھا جب اُس کے والد منور صاحب کی کال آئی۔

یس ڈیڈ بولیں۔ سیف نے کہا

میں نے تمہارے رشتے کی بات احسان صاحب سے کی تھی زرنور مجھے بہت پسند ہے کافی دنوں سے تم سے بات کرنا چاہتا تھا پر مصروفیت کچھ ایسی تھی میں بات کر نہیں سکا۔ منور۔ صاحب کی بات پہ سیف کچھ پل بول نہ سکا۔

ڈیڈ انکل سے بات کرنے سے پہلے آپ مجھ سے تو پوچھتے۔ سیف پریشان کن لہجے میں بولا

مجھے لگا تمہیں میرا فیصلہ پسند آئے گا زر بہت اچھی لڑکی ہے۔ منور صاحب سنجیدگی سے بولے

بیشک وہ اچھی ہے ڈیڈ پر میں اُس سے شادی نہیں کر سکتا آپ کو اِتنی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ سیف کو سمجھ نہیں آیا اپنی بات اُن کو کیسے سمجھائے۔

سیف جو بھی ہے بر حال تمہیں شادی زر سے ہو گی میں احسان کو زبان دے چُکا ہوں۔ منور صاحب اٹل انداز میں بولے

میں نہیں کر سکتا۔ سیف بے بس ہوا

کوئی معقول وجوہات بتاؤ۔ منور صاحب کی بات پہ اُس نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا

ڈیڈ کیا یہ وجہ کم ہے کے میں اُس کو ایسی نظر سے کبھی نہیں دیکھا مجھے بس زرنور سے شادی نہیں کرنی۔ سیف جھنجھلا کر بولا

برخوردار ہم نے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے اگر کسی اور لڑکی کا معاملہ ہے تو بتادو پھر شاید میں احسان سے معذرت کرلوں گا۔ منور صاحب سنجیدگی سے بولے جس پہ سیف سوچ میں پڑ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ایک ماہ بعد!

نازش ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئی تھی اُس کے لیے مہتاب خان نے خاص نرس کا بندوبست کیا تھا سادیہ بی بھی واپس آ گئی تھی اور بہت کوشش کرتی نازش کا خیال رکھنے میں ارسلہ کبھی کبھار اُس سے ملنے کمرے میں جاتی نازش سے بولنا چھوڑ دیا تھا بس ہاں ہوں میں جواب دیتی ورنہ سارا وقت خاموش کا قفل لگا بیٹھتی۔

آج موسم بہت اچھا ہے آپ کو لان میں لے چلوں۔ نرس نے ویل چیئر نازش کے سامنے کرتے کہا تو نازش نے کاٹ دار نظروں سے اُس کو گھورا۔

آپ جائے۔ارسلہ ہاتھ میں فروٹ کی پلیٹ لاتی نرس سے بولی۔

آپ نے آج صبح سے ناشتہ نہیں کیا تو میں یہ لے آئی۔ارسلہ نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

تمہیں بہت خوشی ہوئی ہو گی میری ایسی حالت دیکھ کر۔نازش نے بغور اُس کا چہرہ دیکھ کر کہا

مجھے کیوں آپ کی ایسی حالت پہ خوشی ہو گی میری تو دعا ہے آپ جلد ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ رسانیت سے بولی

رئیلی جس طرح میں نے تمہاری ساتھ ساری زندگی رویہ اختیار کیا اُس کے بعد بھی تم ایسا کہوں گی۔نازش کو جیسے یقین نہیں آیا۔

ساری زندگی کہاں گزری ہیں ابھی تو بہت سارا وقت ہے۔ارسلہ نرم مسکراہٹ سے بولی زندگی میں پہلی دفع نازش کو احساس ہوا تھا اُس نے اپنی زندگی میں کیا خسارہ کیا تھا کہتے ہیں دل خدا کا گھر ہوتا ہے انسان کی بنائی چیزیں بھلے توڑوں پر انسان کا دل کبھی مت توڑنا کیونکہ وہ اللہ نے بنایا ہے دل اللہ کا گھر ہوتا ہے جو کسی کے دل کو توڑتا ہے وہ سیدھا جہنم میں جائے گا میں نے بچپن سے تمہارا دل دکھایا سگی بہن ہونے کے باوجود میں نے تمہارا تعارف سوتیلی بہن بھی بلکہ ایسے تعارف کروایا جیسے ڈیڈ نے ایڈاپٹ کیا

ہو مجھے تم سے حسد نہیں تھا تمہارے پاس تھا ہی کیا جس سے میں جیلس ہوتی پر پھر بھی میں نے بچپن میں غصے میں آکر تمہیں چھت سے دھکا دیا ڈیڈ کو یہی بتایا گیا کے یہ حادثاتی بات تھی پر اللہ جانتا تھا میں نے جان بوجھ کر تمہیں گرایا تھا تم بہت چھوٹی تھی تمہاری ٹانگ متاثر ہو گئی جس سے تمہارے چلنے میں لڑکھڑاہٹ آ گئی تمہاری اِس محرومی کی وجہ میں ہوں۔ڈیڈ تم سے بہت غافل رہتے تھے اگر اُس وقت وہ تمہارے علاج میں کوتائی نہ کرتے تو شاید ایسا نہ ہوتا مجھے افسوس نہیں ہوا تمہارا بات بات پہ مزاق اُڑایا میرے دل میں کبھی تمہارے لیے پیار نہیں جاگا بچی میں تھی اُس وقت ڈیڈ کا رویہ جیسے تمہارے ساتھ دیکھا میں بھی ویسا کرتی رہی میں نے بھی اپنی ماں کھو دی پر اب لگتا ہے مجھے ہر چیز کی سزا ملی ہے میری تو دونوں ٹانگیں متاثر ہو گئی ہوں دوسروں کے سہارے پہ آ گئی ہوں۔نازش کا چہرہ آنسو سے تر ہو گیا تھا ارسلہ خاموش نظروں سے نازش کو دیکھ رہی تھی۔

آپی آپ پُرانی باتوں کو چھوڑے اور اللہ نے چاہا تو آپ جلد صحتیاب ہو جائے گی ڈیڈ نے بہت اچھے ڈاکٹر سے بات کی ہے آپریشن ہو جائے گا آپ کا تو آپ پہلے جیسی ہو جائے گی اِس لیے افسردہ مت ہو۔ارسلہ نے اُس کو تسلی کروانی چاہی۔

میں بہت مغرور تھی غرور ہمارے رب کو پسند نہیں مجھے سزا تو ملنی تھی۔نازش دھاڑے مار کر روتی بولی ارسلہ کو اُسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا کیا پلان ہے اب۔عالمگیر نے ہاد سے کہا

گھر میں بات کروں گا ارسلہ کے بارے میں۔ہاد نے جواب دیا۔

تم نے ارسلہ کو بتایا کے تمہیں اُس سے محبت ہے۔عالمگیر نے پوچھا

شادی ہو جائے خیر سے پھر بتا دوں گا۔ہاد عام انداز میں بولا تو عالمگیر نے خشمگین نظروں سے اُس کو گھورا

مجھے بتا دیا نازش کو پہلے سے بتا رکھا تھا اب گھر والوں کو بھی بتا دو گے مگر جس سے محبت ہے اُس کو بتایا تک نہیں مطلب جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے۔عالمگیر نے جیسے ہاد کی عقل پہ ماتم کیا۔

میں اُن کو کیا بتاؤ وہ بہت ریزرو سا رہتی ہیں۔ہاد پریشان ہوا۔

میری دعا ہے سب مان جائے ورنہ جو حالت اب بن گئے ہیں سب کو یہی لگے گا کے تم نازش کے ساتھ ہوئے حادثے کی وجہ سے انکاری ہوئے ہو۔عالمگیر نے اُس کو آگاہ کیا۔

اِس بات کا ڈر تو مجھے بھی ہے پر اللہ مالک ہے۔ہاد نے جیسے خود کو تسلی کروائی۔

میری مانوں تو ارسلہ اور انکل کو پہلے اپنے اعتماد میں لو جو مشکل ہے انکل کی تم ایک بیٹی کو ٹھکرا کر دوسری کا رشتہ مانگو گے تو وہ مشکل سے دے گے اور ارسلہ تو اللہ میاں کی گائے ہے بھلا وہ کیسے اپنی بہن کے سابقہ منگیتر سے شادی کے لیے ہاں کرے گی۔عالمگیر نے تو ہاد کا رہا سہا بھی سکون غارت کر دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

نیند نہیں آرہی کیا۔سادیہ بی نے بار بار ارسلہ کو کروٹ بدلتا دیکھا تو پوچھا

بی آپی کے ساتھ ایسا نہ ہوتا نہ وہ بہت ڈپریس رہنے لگتی ہیں۔ارسلہ نے اپنی بات کی۔

بس بیٹا اللہ کی جو مرضی نازش کے لیے آزمائش کا وقت ہے انشا اللہ جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔سادیہ بی نے نرمی سے کہا

آمین پر مجھے اُن کو ایسی حالت میں دیکھا نہیں جاتا بہت تکلیف ہوتی ہے۔ارسلہ نم لہجے میں بولی۔

مایوس مت ہو ارسلہ اللہ سے دعا کرو۔سادیہ بی نے اُس کو سمجھانے کی کوشش کی۔

وہ تو ہر وقت کرتی ہوں. ارسلہ نے گہری سانس بھر کر کہا

تو بس اللہ پر توکل رکھو وہ سب ٹھیک کر دے گا۔سادیہ بی اُس کو اپنے ساتھ لگاتی بولی۔

❤❤❤❤❤❤❤

ہادسب کے سامنے کسی مجرم کی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا باقی سب کی افسوس کرتا نظریں اُس پر تھی ہاد نے اُن کو ارسلہ کے بارے میں بتادیا تھا جس پہ سب ناراض ہو گئے تھے۔

ہادِاس حالت میں تمہیں نازش کے ساتھ ہونا چاہیے اُس کو اپنی موجودگی کا احساس کروانے کے بجائے تم اُس کی بہن کی محبت کا دعویٰ کر رہے ہو مجھے تم سے ایسی اُمید ہر گز نہ تھی۔زرغونہ بیگم ہاد کی بات پہ افسوس کرتی بولی۔

نازش کی کنڈیشن گزرتے وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی تم کیوں پھر اُس کو چھوڑنے کی بات کر رہے ہو اِتنے عرصے تم دونوں ایک ساتھ تھے اب بیچ راستے میں اُس کو چھوڑنا سراسر اُس کے ساتھ ناانصافی ہے۔ارمغان کو بھی ہاد کا یہ فیصلہ پسند نہیں آیا۔ارمغان کی بات پہ ہاد کی نظر طوبیٰ پہ پڑی جیسے کہہ رہا ہو آپ بھی بول دے۔

میں ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے یہی کہوں گی کے نازش تمہاری منگیتر ہے اُس کو چھوڑ کر تم غلط کر رہے ہو اُس کے والد تمہیں کبھی اپنی دوسری بیٹی کا رشتہ نہیں دے گے۔طوبیٰ نے بھی اُس کو سمجھانا چاہا۔

مجھے تو تم سے کوئی اُمید ہی نہیں تھی۔امتیاز صاحب کی بات پہ ہاد کا منہ بن گیا۔

آپ سب کی بات درست پر میں ایسا اُس کے لیے نہیں کر رہا یہ میں نے بہت پہلے نازش کو بھی بتا دیا تھا وہ اِس بات سے واقف ہے آپ سب میرا ساتھ دے گے نا کہ میرے خلاف ہو جائے۔ہاد سنجیدگی سے بولا

تم نے نازش کو بتا دیا تھا۔زرغونہ بیگم حیران ہوئی۔

جی وہ جان گئی تھی یہ بات۔ہاد نے بتایا۔

عشق اور مشق چُھپائے نہیں چُھپتے۔ارمغان بڑبڑایا تو طوبیٰ جو کچھ فاصلے پہ بیٹھی تھی اُس کو دیکھنے لگی ارمغان کی ناراضگی اُس سے ابھی تک برقرار تھی۔

وہ بچی راضی ہے؟امتیاز صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ نہیں جانتی یہ بات۔ہاد نے جواب دیا۔

ہم مناسب وقت دیکھ کر مہتاب سے بات کریں گے۔امتیاز صاحب کی بات پہ ہاد کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا زرغونہ بیگم نے دل ہی دل میں اُس کی مسکراہٹ دیکھ کر ماشااللہ کہا۔

آپ کی ناراضگی کب ختم ہو گی؟طوبیٰ ارمغان کی پشت پہ سر ٹکا کر بولی

کبھی بھی نہیں۔ارمغان نے جھٹ سے کہا

ارمغان پلیز اب معاف بھی کر دیں مانا کے میری غلطی تھی آپ کی بات مجھے ماننی چاہیے تھی پر میں نے نہیں مانی کیونکہ مجھے میرے ڈیڈ کے آنے کی خوشی تھی جو مجھ سے ناراض تھے ارمغان بچہ صرف آپ نے نہیں میں نے بھی کھویا جس کو اپنی کوکھ میں پال رہی تھی آپ کو میری دلجوئی کرنی چاہیے تھی آپ شوہر ہیں میرے پر آپ نے کیا کر دیا جس وقت مجھے آپ کی زیادہ ضرورت تھی تب آپ نے ناراض ہونا شروع کر دیا بنا میری حالت کی پرواہ کیا۔ طوبیٰ آج آخر کار پھٹ پڑی ارمغان حیران سا اُس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جو پہلی دفع دیکھنے کو مل رہا تھا۔

رلیکس طوبیٰ کیا ہو گیا ہے میں تو بس تمہیں تمہاری غلطی کا احساس کروانا چاہتا تھا۔ارمغان اُس کی طرف پلٹتا نرمی سے بولا

دو ماہ کم ہے جو ابھی تک آپ اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ طوبیٰ نے شکوہ کیا۔

اچھا ایم سوری آئیندہ نہیں ہو گا۔ارمغان اُس کے کان پکڑ کر بولا تو طوبیٰ نے گھور کر دیکھا۔

میرے نہیں اپنے۔ طوبیٰ نے کہا

شادی کے بعد میرا تیرا نہیں ہمارا ہوتا ہے۔ارمغان نے مزے سے کہا تو اِس بار طوبیٰ ہنس پڑی

❤❤❤❤❤❤❤

آپ وہی ہو نہ جو ایک دفع مراد کے ساتھ آئے تھے۔احسان صاحب پولیس اسٹیشن بیٹھے ہوئے تھے جب وہاں عالمگیر اُن سے ملنے آیا تو وہ اُلجھ کر بولے۔

جی میں وہی ہوں عالمگیر شیخ آپ سے کسی بات کے سلسلے میں آیا ہوں۔عالمگیر بُردباری کا مظاہرین کرتا بولا۔

ٹھیک بیٹھے کیا بات کرنی ہے آپ نے۔احسان صاحب سر ہلاتے بولے

میں آپ کی بیٹی زرنور سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوں۔عالمگیر ٹیبل پہ موجود اُن کی گن کو دیکھتا گلا خشک کیے بولا یہاں آنا اُس کو احمکانہ فیصلہ لگا۔

برخودار ہوش میں تو ہو جانتے بھی ہو کس سے اور کیا بات کر رہے ہو۔احسان صاحب کو عالمگیر کی بات پہ غصے تو بہت آیا مگر پھر بھی تحمل کا مظاہرہ کیا بولے۔

جی انکل میں جانتا ہوں میں کیا بات اور کس سے کر رہا ہوں دراصل میں آپ کی بیٹی سے بہت محبت کرتا ہوں آج سے نہیں تب سے جب اُس کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا ایک بیٹی کا باپ بس یہی چاہتا ہے کے اُس کی بیٹی جہاں شادی کر کے جائے وہاں خوش و خرم رہے تو میں آپ کو زرنور کی خوشیوں کی ضمانت دیتا ہوں۔عالمگیر سنجیدگی سے بولا۔

میں تمہیں یا تمہارے خاندان کے کسی فرد کو نہیں جانتا تو میں کیوں تمہاری بات پہ اعتبار کروں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ تمہیں دوں گا جب کی اُس کا رشتہ میں نے کر دیا تھا

ایس پی سیف منور سے۔احسان صاحب کی بات پہ اُس نے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لی۔

یہ آپ کا فیصلہ ہے کیا آپ جانتے ہیں زرنور کی اِس میں دلی خوشی ہے یا نہیں۔عالمگیر نے سنجیدگی سے پوچھا آج وہ سوچ آیا تھا آر یا پار۔

میری بیٹی راضی ہے تبھی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کون باپ ہو گا جو اپنی بیٹی پہ دباؤ ڈالے گا احسان صاحب کچھ سخت ہوئے

راضی ہونے میں اور دلی خوشی میں بہت فرق ہوتا ہے کیا پتا وہ بس آپ کی محبت میں آپ کی بات کا مان رکھ رہی ہو پر دل میں وہ ایسا نہ چاہتی ہو۔عالمگیر نے ان کو اپنی بات سمجھانا چاہی۔

کیا مطلب تمہارا اِس بات سے ؟احسان صاحب کا ماتھا اُس کی بات پہ ٹھٹکا۔

مجھے کہنا چاہیے یا نہیں لیکن کہی نہ کہی وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے۔عالمگیر نے بنا سانس لیے کہا

تمہاری بات جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔احسان صاحب نے اُس کو جانچا

جھوٹ ہوئی میری بات تو آپ اپنی پستول سے میرا سر بھون دیجئے گا۔یہ بات عالمگیر نے کس دل سے کی تھی وہ بس خود جانتا تھا۔

اگر تمہاری بات میں صداقت نہ ہوئی تو میں ایسا کرنے سے گریز بلکل نہیں کروں گا۔احسان صاحب کی بات پہ عالمگیر بس سر ہلاتا رہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

آپ کو کچھ اور چاہیے ؟ارسلہ نے ناشتے کے بعد نازش سے پوچھا

نہیں شکریہ۔نازش آہستہ آواز میں بولی اُس کو ارسلہ سے شرمندگی ہوتی تھی پچھتاوے کے احساس نے اُس کو چاروں طرح گھیر لیا تھا جس سے اُس کو اپنے اندر آئے دن بے چینی محسوس ہوتی۔

اگر کچھ چاہیے تو بتا دیجئے گا۔ارسلہ نے نرم مسکراہٹ سے کہا

ایک بات بتاؤ تمہیں سنگنگ کرنی آتی ہے نہ۔نازش کو اچانک یاد آیا تو کہا

ہاں بس وہ شوقیہ طور پہ کر لیا کرتی تھی۔ارسلہ نے سادہ لہجے میں بتایا۔

آج مجھے شوق ہوا ہے تمہاری آواز سننے کا کیا تو میرے لیے گانا گاؤ گی۔نازش نے آس بھری نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا

کیوں نہیں۔ارسلہ بس اتنا بول پائی۔

شکریہ میرا پسندیدہ گانا۔نازش نے فرمائش کی۔

میں اپنا گٹار لاؤ۔ارسلہ کہہ کر کمرے سے باہر گئ

Sang murshad maahi

Paich larha main nay

Mai nay ishq ko murshad

Maan lia

Ye ishq hai Dhada

Saain bara yeh

Yeh ishq hai

Peer karha

Yeh ishq hai

Peer karha

Yeh ishq hai

Peer karha

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسلہ اپنے کمرے سے گٹار لیکر آئی تو نازش نے مسکرا کر اُس کو دیکھا جس پہ جواباً ارسلہ مسکراتی اُس کا فیورٹ سونگ گانے کی شروعات کرنے لگی۔

Jab ishq ki mouj mein

Pair para

To jag bhar say phir

bair barha

Mojh matti sang

Doob chala

Mera kacha

Ishq garha

Ye ishq hai Dhada

Saain bara yeh

Yeh ishq hai

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسلہ جو آنکھیں بند کیے گانے میں مصروف تھی کلک کی آواز پہ جھٹ سے اپنی کھولی تو سامنے دروازے کے عین وسط ہاد کو کھڑا پایا جو پر شوق نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا

ارسلہ اپنا گٹار اُٹھاتی جانے لگی جب نازش نے کہا

گانا تو پورا کرو۔

مجھے بس یہی تک آتا ہے۔ارسلہ ہاد کو نظر انداز کرتی بولی وہ بس یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

کیسی ہو۔ہاد ارسلہ کے جانے کے بعد نازش سے حال دریافت کرنے لگا

تمہارے سامنے ہوں۔نازش نے سنجیدگی سے جواب دیا

ناراضگی بجا ہے تمہارا پر میں دل کے آگے مجبور ہوں۔ہاد سر جھکا کر بولا

میری طرف سے تمہیں کوئی روک ٹوک نہیں ارسلہ کو تم اپنا سکتے ہو۔نازش کی بات پہ ہاد نے جھٹکے سے سر اُٹھایا

تم سچ کہہ رہی ہو۔ہاد کو یقین نہ آیا

ہمم۔نازش بس اتنا بول پائی۔

مجھے دیکھ کر بھاگ کیوں گی آپ؟ہاد نازش سے ملنے کے بعد باہر آیا تو حال میں ارسلہ نظر آئی تو سوال کیا

میں کیوں آپ سے بھاگوں گی۔ارسلہ عام لہجے میں بولی

اِس بات کا جواب تو آپ بہتر دے سکتی ہیں۔ہاد مسکرا کر بولا

مجھے نہیں پتا۔ارسلہ جان چھڑوانے والے انداز میں بولی

تو کس کو پتا ہے۔ہاد شرارت سے بولا

آپ مجھ سے ایسے بات مت کریں۔ارسلہ اُٹھتی بولی۔

کیوں نہ کروں۔ہاد نے مسکراہٹ ضبط کیے کہا

کیونکہ مجھے نہیں پسند۔ارسلہ نے بتایا

تو جو پسند ہے وہ بتادے تاکہ میں وہ کہوں۔ہاد نے آرام سے کہا

میں کیوں آپ کو بتاؤاور آج آپ کیوں مجھ سے ایسے بات کر رہے ہیں۔ارسلہ تنگ آکر بولی

کیونکہ میں اب جیسے چاہے آپ سے بات کر سکتا ہوں۔ہاد کی بات پہ ارسلہ نے نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھا۔

میں آپ کا ہاتھ انکل سے مانگنے والا ہوں نازش کو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ہاد نے خوشی سے بتایا ارسلہ کو لگا اُس کو سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ارسلہ نفی میں سر کو جنبش دیتی بولی

کیا مطلب کیوں نہیں ہو سکتا ایسا میں محبت کرتا ہوں آپ سے۔ہاد کی خوشی پل بھر میں مانند ہوئی۔

آپ نازش آپی کے ہیں آپ پلیز اُس سے شادی کرے وہ آپ کو بہت چاہتی ہیں میں آپ کو نہیں چاہتی آپ پلیز ہمارے درمیان کچھ غلطفہمی مت لائیے گا مشکل سے آپی کا رویہ میرے ساتھ اچھا ہوا ہے۔ارسلہ پریشانی سے بولی

رلیکس ارسلہ ایسا کچھ نہیں ہو گا ٹرسٹ می نازش بھی مان گئی ہے۔ہاد نے اُس کو سمجھانا چاہا۔

میں نہیں جانتی آپ بس آپی سے شادی کر لیں۔ارسلہ دوٹوک بولی

میں آپ کو چاہتا ہوں۔ہاد اپنی بات پہ زور دے کر بولا

پر میں نہیں چاہتی یہ بات آپ کو سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔ارسلہ تیز آواز میں بولی۔

آپ جانتی ہیں میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی جانتا ہوں آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں میری طرح۔ہاد اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو ارسلہ نے بے اختیار نظریں چُرائی۔

آپ کا نظریں چُرانا اِس بات کی گواہی ہے کے آگ دونوں طرف سے ہے۔ہاد مسکراہٹ دبا کر بولا تو ارسلہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے رفو چکر ہوئی ہاد بالوں میں ہاتھ ڈالتا مسکرا کر اُس کو جاتا دیکھنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤

سیف کب تم مجھے اُس لڑکی سے ملوا رہے ہو ایک ماہ سے کہہ رہا ہوں اور تم ہر بار بہانا بناتے ہو اگر دل بدل گیا ہے تو بتا دو میں احسان سے تم دونوں کی بات کروں جب تک میں لڑکی اور اُس کے خاندان سے نہیں مل لیتا تب تک احسان سے بات نہیں کروں گا۔منور صاحب نے سنجیدگی سے سیف سے کہا جو ابھی پولیس اسٹیشن سے آیا تھا ڈیڈ جلدی کیا ہے ملوا دوں گا۔سیف نے کہا

میری مانو تو اُس لڑکی کی ضد چھوڑ دو جو چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔منور حسن کی بات پہ سیف نے تڑپ کر اُن کی طرف دیکھا سیف کو ہوسپٹل سے نازش کی حالت کا پتا چل گیا تھا اُس نے پھر حس صاحب کو بھی بتا دیا تھا۔

آپ ایسی بات کر کے مجھے تکلیف ہو رہی ہے میں اُس لڑکی سے محبت کرتا ہوں اور میرا ایمان ہے وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی اگر نہ بھی ہوئی تو اُس کا ساتھ میرے لیے کافی ہو گا۔ سیف نے سنجیدگی سے کہا

مرضی تمہاری میرا کام تھا تمہیں سمجھانا پر اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے۔ منور صاحب گہری سانس بھر کر بولے۔

❤❤❤❤❤❤

عالمگیر ترحم بھری نظروں سے ارمغان کو دیکھتا بولا

تم اگر بھائی کی جگہ ہوتے تو کیا کرتے۔ ہادنے چہرہ عالمگیر کی جانب کیے سوال پوچھا پتا نہیں جب وقت آتا تب دیکھا جاتا ایسے پہلے کچھ کیا کہہ سکتا ہوں۔ عالمگیر کندھے اُچکا کر کہا تو ہادنے نفی میں سر ہلایا۔

❤❤❤❤❤

زرنور اپنے کمرے میں بیٹھی عالمگیر کے بارے میں سوچ رہی تھی اُس دن کے بعد عالمگیر سے اُس کا سامنا نہیں ہوا تھا جہاں اُس بات پہ دل میں اطمینان آیا تھا فکر مندی بھی ہو رہی تھی کے آخر دو دنوں سے اُس نے کوئی میسج یا کال کیوں نہیں کیا تھا وہ عالمگیر کو سوچنا نہیں چاہتی تھی پر غیر شعوری طور پہ اُس کی سوچ کا مرکز عالمگیر بنتا جا رہا تھا۔

آجائے۔ دروازہ نوک ہونے پہ اُس نے کہا

ہائے کیسی ہو؟ سیف مسکرا کر اندر آتا حال دریافت کرنے لگا۔

میں ٹھیک۔ زرنور اُس کے چہرے کا جائزہ لیتی بولی احسان صاحب کے بات کرنے کے بعد اُس نے سوچا تھا سیف اُس کے مطلق کوئی بات ضرور کرے گا پر سیف کا رویہ ویسے کا ویسے تھا دوستانہ کبھی کبھی اُس کو شک ہوتا کے شاید سیف ساری بات سے لاعلم تھا۔

کمرے تک خود کو محدود کر لیا ہے طبعیت تو ٹھیک ہے نہ۔ سیف نے نرمی سے پوچھا ہاں طبعیت ٹھیک ہے باہر جانے کو دل نہیں کرتا اِس لیے پر آج سوچ رہی ہوں اپنی فرینڈ کی طرف جاؤں۔ زرنور نے مسکرا کر کہا۔

ٹھیک ہے اگر تمہیں کوئی ایشو نہ ہو تو میں ڈراپ کر دوں گا تمہیں۔ سیف نے خوشدلی سے کہا تو زرنور نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔

❤❤❤❤❤❤

میں اندر آ سکتا ہوں؟ ارسلہ اسائنمنٹ بنا رہی تھی جب مہتاب خان کمرے کے دروازے پہ نوک کرتے بولے ارسلہ بے یقین نظروں سے اپنے کمرے کے پاس اُن کو دیکھنے لگی جیسے یقین کرنا چاہ رہی ہوں اُن کی موجودگی کا مہتاب خان کو اپنا آپ زمیں دھنستا محسوس ہو رہا تھا ارسلہ کی آنکھوں میں بے یقینی اور حیرانگی دیکھ کر۔

ج جی ڈی ڈیڈ۔ارسلہ بیڈ سے اُترتی بولی اُس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا دل خوش گمان ہونے لگا تھا۔

کیا کر رہی تھی؟ مہتاب خان کو کچھ اور سمجھ نہیں آیا تو یہی پوچھ لیا۔

کالج کا کام کر رہی تھی۔ارسلہ نے جواب دیا

کھڑی کیوں ہو بیٹھ جاؤ باپ ہوں تمہارا۔مہتاب خان نے اُس کو کھڑا دیکھا تو ہلکہ سا مسکرا کر بولے۔

جی۔ارسلہ یہ کہتی فاصلے پہ بیٹھ گئ۔

میں جانتا ہوں تمہارے معاملے میں بہت کھٹور پن کا مظاہرہ کر چُکا ہوں تمہارا بچپن میری وجہ سے بے رونق سا ہے تمہارے حصے کا پیار تمہارے حصے کا وقت میں نے کبھی تمہیں نہیں دیا ہمیشہ محروم رکھا تمہاری معصومیت کو نظر انداز کر گیا یہ تک فراموش کر گیا تم نے بھی اپنی ماں کھوئی ہے جب تم ایک منٹ کی بھی نہیں تھی میری اور تمہاری ماں کی پسند کی شادی تھی۔مہتاب خان کے چہرے پہ خوبصورت مسکراہٹ آ گئ تھی پُرانے دنوں کے بارے میں سوچتے ہوئے ارسلہ غور سے اُن کا چہرہ دیکھنے لگی اُس کو اچھا لگ رہا تھا مہتاب خان کو سننا اُس کی سالوں پرانی خواہش پوری ہو گئ تھی کے اُس کا باپ اُس کے ساتھ بیٹھے اُس سے باتیں کریں اور اُس کو وقت دے۔

کالج لائیف سے میں تمہاری ماں کو چاہتا تھا پر ہمارا ساتھ شاید کم تھا اِس لیے تو شادی کے سات سال بعد مجھے اکیلا چھوڑ کر چلی گی تمہاری پیدائش سے پہلے ڈاکٹر نے کہہ دیا تھا کے کچھ پیچیدگیاں ہیں وہ بچہ گرادے پر وہ نہیں مانی میرے لاکھ کہنے کے باوجود بھی پھر وہ ہوا جس کے بارے میں کسی نے سوچا بھی نہیں تھا نازش میرا عکس ہے جب کی تم اپنی ماں کا عکس ہو صرف چہرے سے نہیں ہر لحاظ سے جس کا اندازے مجھے اب ہو رہا ہے میں نے کوشش کی تھی نازش کو بھی ویسا بنانے کی جیسا تم لوگوں کی ماں چاہتی تھی پر نازش کو یہ سب پسند نہیں تھا جس پہ زبردستی میں نے بھی نہیں کی میں یہاں اتنے سالوں بعد تمہارے پاس آیا ہوں اِس اُمید کے ساتھ کہ تم اپنے باپ کو معاف کر دوں گی۔ مہتاب خان نے اُس کے سامنے ہاتھ جوڑنے چاہے ارسلہ نے تڑپ کر اُن کے ہاتھوں پہ اپنے ہاتھ رکھ دیئے۔

ڈیڈ یہ آپ کیا کر رہے ہیں کیوں مجھے گنہگار بنا رہے ہیں میں آپ کی بیٹی ہوں بیٹیاں تو باپ کا مان باپ کا غرور ہوتی ہیں مجھے آپ سے کوئی شکایت نہیں بلکہ آپ کو یہاں دیکھ کر جو کیفیت میں محسوس کر رہی ہوں وہ میں آپ کو بتانا چاہوں بھی تو نہیں بتا سکتی اِس لیے پلیز آپ پُرانی باتوں کو بھول جائے۔ ارسلہ نے نم لہجے میں کہا مہتاب خان نے نرمی سے اُس کی آنکھیں صاف کیے اپنے ساتھ لگایا۔

تمہارا دل بہت وسیع ہے ارسلہ کاش میں قسمت کا لکھا ہوا سمجھ کر تمہیں قصور وار نہ سمجھتا۔ مہتاب خان ندامت بھرے لہجے میں کہا۔

ڈیڈ میں نے کہا نہ آپ پُرانی باتیں بھول جائے میرے لیے کل نہیں آج معنے رکھتا ہے آج میرے ساتھ آپ ہیں مجھ سے پیار سے بات کر رہے ہیں میرے لیے یہ بہت ہے اگر آپ بار بار ایسے بات کرے گے تو میں نے ناراض ہو جانا ہے۔ارسلہ نے لاڈ سے کہا تو مہتاب خان ہنس پڑے۔ارسلہ دل ہی دل میں اپنے رب کا شکر ادا کرنے لگی جس نے آج اتنے سالوں بعد باپ کی شفقت بخشی تھی بیشک مشکل کے بعد آسانی ہے۔

❤❤❤❤❤❤❤

دو دنوں بعد طوبیٰ کی حالت ٹھیک ہوئی تھی جب سے اُس کو ہوش آیا تھا سب باری باری اُس کا حال دریافت کر رہے تھے اپنے بچے کے ضائع ہونے کا سن کر جتنا وہ روئی تھی سب لوگوں کے لیے مشکل ہو گیا اُس کو سنبھالنے کے لیے اب وہ بار بار وارڈ کے دروازے پہ نظر جمائے بیٹھی تھی بہت وقت ہو گیا تھا اُس کو ہوش آیا تھا ارمغان اُس سے ملنے نہیں آیا تھا وہ جانتی تھی ارمغان ضرور اُس سے ناراض ہو گا پر وہ اُس سے ملنے بھی نہیں آئے گا یہ اُس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھا پہلے دکھ سب سے بڑا تھا اُپر سے ارمغان کی لاتعلقی نے اُس کو توڑ کے رکھ دیا تھا اپنی غلطی کا احساس اُس کو شدت سے ہو رہا تھا اگر وہ ارمغان کی بات مان لیتی تو آج سب بہت مختلف ہوتا۔

طوبیٰ۔ فیضان صاحب کی رنجیدہ آواز سن کر طوبیٰ اپنی سوچوں سے باہر آئی اپنے پاس فیضان صاحب کو بیٹھا دیکھ کر اُس کو حیرانی ہوئی کیا وہ اِتنی گم تھی اپنی سوچوں میں جو کسی کی موجودگی محسوس نہیں کر پائی۔

جی ڈیڈ۔ طوبیٰ زبردستی مسکراہٹ سجا کر بولی

مجھے معاف کر دے یہ سب میری وجہ سے ہوا۔ فیضان صاحب نے ہاتھ جوڑ کر کہا طوبیٰ جلدی سے اُن کے ہاتھ نیچے کرنے چاہے پر ایسا کرنے سے اُس کو اپنے پیٹ میں شدید درد کا احساس ہوا۔

آآآ۔

اُس کی کراہ پر فیضان صاحب اپنی جگہ سے اُٹھ کر اُس کے پاس آئے۔

درد ہو رہا ہے ڈاکٹر کو بلاؤ؟ فیضان صاحب نے پریشانی سے کہا

نہیں ڈیڈ آپ یہاں بیٹھے۔ طوبیٰ اُن کا ہاتھ تھامتی بیٹھنے کا اِشارہ کرتی بولی

آپ معافی مت مانگے میری قسمت میں پہلے بچے کی خوشی نصیب نہیں تھی اِس میں آپ کا کوئی قصور نہیں۔ طوبیٰ نے آہستہ آواز میں کہا

تمہیں نہیں پتا میرا مقصد تمہیں اپنے ساتھ لیکر ارمغان سے دور کرنا تھا تاکہ جب تمہارا بیٹا ہو تو میں اُس کو اپنے ساتھ رکھتا ارمغان تمہیں اور اپنا بچہ کھو دیتا تو میرا بدلا پورا

ہو جاتا پر خدا کا کرنا دیکھو میری ناپاک سوچ کی سزا تمہیں ملی۔ فیضان صاحب کی آنکھوں کے گوشے نم ہو گئے تھے اپنے باپ کی بات پہ طوبیٰ کو لگا وہ اب دوبارہ سانس نہیں لے پائے گی مگر اُن کی شرمندگی دیکھ کر اُس نے کہا

ڈیڈ ایسا ہونا تھا اور وہ ہو گیا آپ کی وجہ سے نہ تو میری وجہ سے یا کسی اور کی وجہ سے۔ طوبیٰ کی بات پہ فیضان صاحب نے اُس کی طرف دیکھا

میں تمہارے سامنے نظر اُٹھانے کے لائق تو نہیں پر اپنے بدنصیب باپ کو معاف کر دینا۔ اب کی طوبیٰ کی آنکھوں سے بھی آنسو لڑیوں کی مانند بہتے چلے گئے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ہادا ایک بار سوچ لو پلیز ایسے کسی اور کے لیے انکار مت کرو۔ نازش ہاد کو کال کرتی بے بسی سے بولی۔

نازش پلیز تم مجھے سمجھنے کی کوشش کرو میرا ساتھ تمہیں سوائے اذیت کے اور کچھ حاصل نہیں ہو گا۔ ہادا اپنی پیشانی مسلتا بولا

تم مجھے ایک بات واضح طور پہ بتا دے تم ارسلہ سے محبت کرنے لگے ہو نہ اس کی وجہ سے میرا وجود میری فریادیں تمہیں نظر نہیں آ رہی۔ نازش بڑی مشکل سے اپنا لہجہ نارمل کرتی بولی۔ ہادا ارسلہ کی بات پہ کشمکش میں مبتلا ہو گیا اُس کو سمجھ نہیں آیا نازش سے کیا کہے پر ایک نہ ایک دن تو بات سب کو پتا چل جانی تھی۔

نازش

جھوٹ مت بولنا۔نازش نے پہلے سے وارن کیا۔

ہاں میں محبت کرتا ہوں ارسلہ سے اُس کے علاوہ کسی اور کا خیال بھی میرے دماغ میں نہیں آتا میں اُس کو پانا چاہتا ہوں میں اُس کے بنا نہیں رہ پاؤں گا پلیز تم مجھے سپورٹ کرنا۔ہاد کی اِتنی بات پہ نازش کو اپنا ضبط ٹوٹتا محسوس ہوا۔

ایم سوہیپی فار یو۔زرنور زور سے ارسلہ کو ہگ کرتی بولی

تمہیں پتا ہے مجھے اب تک اپنی قسمت پہ یقین نہیں ہو رہا میرے ڈیڈ اب میرے ساتھ ویسے ہیں جیسا میں ہمیشہ سے چاہتی آ رہی تھی۔ارسلہ کھوئے ہوئے انداز میں بولی۔

پاگل میں نہ کہتی تھی ہر چیز کا وقت ہوتا ہے زندگی میں اگر کبھی مشکلیں آتی ہیں تو اللہ بعد میں آسانیاں بھی دیتا ہے تاعمر کے لیے سب کچھ نہیں ہوتا اب دیکھنا تمہاری زندگی میں خوشیوں کی بہار ہو گی۔زرنور نے صدق دل سے کہا

بس آپی کا رویہ بھی ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ گہری سانس خارج کرتی بولی۔

ہو جائے گا فکر نہیں کرو۔زرنور نے تسلی دی۔

زرنور ارسلہ کے گھر سے نکلتی واپس اپنے گھر جا رہی تھی جب ایک گاڑی اُس کی گاڑی کے آگے آئی زرنور گاڑی سے اُتر کر باہر آئی تو عالمگیر تھا اُس کو دیکھ کر زرنور واپس گاڑی میں بیٹھنے والی تھی پر عالمگیر نے ایک ہی جست میں اُس کو جا لیا۔

بھاگ رہی ہو مجھ سے۔عالمگیر اُس کا بازوں پکڑ کر بولا

میں بھاگنے والوں میں سے نہیں۔زرنور مضبوط لہجے میں بولی

محبت کرتی ہو نہ مجھ سے۔عالمگیر اُس کے کان کے پاس جھکتا بولا زرنور نے زور سے اپنی آنکھیں میچ لی۔

نہیں۔عالمگیر کو دور کرتی وہ بس اتنا بول پائی۔

جھوٹ بولنے والا دوزخ میں جاتا ہے اِس لیے سچ بولو۔عالمگیر شریر نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولا

ایک بار نہیں کہا تو مطلب نہیں بار بار فورس کرنے پہ میرا جواب ہاں نہیں ہو جائے گا۔زرنور نے گھور کر کہا۔

تم مجھے سے محبت کرتی ہو۔عالمگیر اُس کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر دلکش انداز میں بولا۔

نہیں کرتی۔زرنور نظریں چُرا کر بولی

کرتی ہوں

نہیں کرتی

کرتی ہو

نہیں کرتی

یولومی

آے ڈونٹ

کرتی ہو

نہیں کرتی

کرتی ہو۔

نہیں کرتی۔

اچھا نہیں کرتی

کرتی ہوں۔زرنور کے منہ سے بے ساختہ پھسلا عالمگیر کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ

آ گئی تھی بالآخر اُس نے زرنور کے منہ سے سچ اُگلوالیا تھا

جانتا تھا۔عالمگیر کالر جاڑ کر بولا

تم نے مجھے اُلجھایا ورنہ ایسا کچھ نہیں۔زرنور نے اپنا بھرم رکھان چاہا۔

یولومی آے نو۔عالمگیر اپنی بات پہ قائم تھا زرنور زور سے اُس کو پرے کرتی اپنی گاڑی میں بیٹھ گئ۔

اُس کی گاڑی کو دور ہوتا دیکھ کر عالمگیر مسکرا رہا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

دیکھا دی نہ اپنی اوقات چھین لیا نہ مجھ سے میرا پیار۔نازش دندناتی ارسلہ کے سر پہ کھڑی ہوتی بولی۔

یہ آپ کیا کر رہی ہیں؟ارسلہ نا سمجھی سے اُس کا چہرہ دیکھ کر بولی

میرے سامنے یہ معصومیت کا ڈرامہ مت کرو سب جانتی ہوں منحوس تو تھی پر آوارہ ہو گی اِس بات کا بھی اب یقین ہو گیا۔نازش زہر خند لہجے میں بولی۔

چٹاخ۔

ارسلہ جو اپنے کردار پہ لگے وار پہ نہیں سنبھلی تھی اچانک مہتاب خان کا نازش پہ ہاتھ اُٹھانا اُس کو مزید پریشان کر گیا۔

ڈیڈ۔نازش اپنے گال پہ ہاتھ رکھتی بے یقینی نظروں سے مہتاب خان کو دیکھنے لگی جن کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا تھا

میری تربیت ایسی تو نہ تھی جو تم اپنی چھوٹی بہن پہ اِس طرح کا گھٹیاں بہتان لگاؤ پتا بھی ہے کتنا بڑا گناہ ہے کسی کے کردار پہ بہتان لگانا وہ بھی بے قصور پہ بے قصور پر بہتان لگانا

آسمان سے بھی زیادہ بھاری گناہ ہے۔ مہتاب خان آج پہلی بار نازش سے تیز آواز میں بات کر رہے تھے ارسلہ اپنے منہ ہاتھ رکھتی وہاں سے بھاگ گئی۔

آپ کو کچھ نہیں پتا ہاد مجھ سے اب شادی نہیں کرنا چاہتا وہ کہتا ہے اُس کو ارسلہ سے محبت ہو گئی ہے ڈیڈ ایسا کیسے ہو سکتا ہے وہ تو میرا ہے ہماری شادی ہونے والی تھی۔ نازش اپنے بالوں کو جکڑتی عجیب لہجے میں بولی۔

اگر وہ نہیں کرنا چاہتا تو نہ کریں مردوں کا کونسا قال پڑ گیا ہے۔ مہتاب خان سر جھٹک کے بولے۔

نو ڈیڈ نو او نلی ہاد وہ میرا نہیں تو کسی کا نہیں۔ نازش اٹل انداز میں کہتی باہر جانے کے لیے بڑھی مہتاب خان اُس کی حالت کی وجہ سے روکنا چاہتے تھے پر ارسلہ کا خیال آیا تو اُس کے کمرے کی طرح بڑھے۔

نازش غصے سے ریش ڈرائیونگ کرتی جا رہی تھی اُس کو اپنا سر درد پھٹتا محسوس ہو رہا تھا اُس نے اسٹیئرنگ سے ہاتھ ہٹا کر اپنے سر پہ رکھنا چاہا اُس کی ایک غفلت کی وجہ سے وہ سامنے آتی گاڑی نہ دیکھ پائی اور دھماکے کی آواز سے دونوں گاڑیوں کا ٹکراؤ ہو گیا تھا۔

یہ یہاں بھیڑ کیوں جمع ہے؟ سیف پولیس اسٹیشن سے سیدھا گھر جا رہا تھا جب اُس نے لوگوں کو جمع دیکھا تو پوچھا

ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ایک آدمی نے بتایا

واٹ تو تم سب ایمبولینس بولانے کے بجائے یہاں تماشا دیکھ رہو۔ سیف اُن کو ملامت کرتا ایک نمبر ڈائل کرنے لگا اُس کے بعد اُس کا اِرادہ ایکسیڈنٹ ہونے والی جگہ پہ جانے کا تھا۔

❤❤❤❤❤❤❤

طوبیٰ ڈسچارج ہو کر گھر واپس آ گئی تھی پر ارمغان نے اُس سے کوئی بات نہیں کی تھی رات کو دیر سے کمرے میں آتا اور صبح اُس کے جاگنے سے پہلی چلا جاتا۔

ارمغان۔ارمغان اپنی فائل لینے گھر آیا تو طوبیٰ موقعے کو غنیمت جانتی اُس سے بات کرنے کا سوچا۔

پلیز۔ارمغان اُس کو نظر انداز کرتا جانے لگا جب طوبیٰ نے اُس کا بازوں تھام کر التجا کی۔ارمغان نے ایک نظر اپنے بازوں پہ رکھے اُس کے ہاتھ پہ ڈالی دوسری اُس کے مرجھائے چہرے پہ۔

بولوں۔ارمغان سرد لہجے میں بولا

آپ ناراض ہیں مجھ سے۔طوبیٰ نے نم لہجے میں پوچھا

تمہیں اُس سے کیا۔ارمغان بنا دیکھے بولا

آپ نے اکیلے نہیں میں نے بھی اپنا بچہ کھویا ہے۔طوبیٰ نے شکوہ کیا

اپنی نادانی اور غفلت کی وجہ سے سمجھی تم۔ارمغان غصے سے بولا

ارمغان سوری۔طوبیٰ مجرمانہ انداز میں بولی

واٹ سوری تمہارے سوری کرنے سے میرا بچہ واپس مل جائے گا۔ارمغان سینے پہ

بازوں باندھ کر سنجیدگی سے بولا

نہیں۔طوبیٰ سر جھکا کر بولی

تو میں کیا کروں تمہارے اِس سوری کا میرے منع کے باوجود تم باہر کیوں آئی صبر نہیں

ہوا۔ارمغان نے اُس کو جھنجھوڑ کر کہا

ارمغان پلیز مجھ سے ایسے بات مت کریں مجھے تکلیف ہو رہی ہے۔طوبیٰ روتے ہوئے

اُس کے چہرے پہ ہاتھ رکھتی بولی۔

جو دو دن میں تڑپہ ہوں جس اذیت کی انتہا پہ گزر اچُکا ہوں وہ کیا اُس کا جواب کون دے

گا۔ارمغان نے اُس کو نئی مشکل میں ڈالا

ارمغان میں اب آپ کی ہر بات مانوں گی آپ جو کہے گے وہ کروں گی آپ بس اپنی ناراضگی ختم کر دے آپ کی بات نا ماننے کی سزا بہت بڑی میں حاصل کر چکی ہوں پر آپ کی یہ بے رخی میری جان نکال رہی ہے۔ طوبیٰ نے التجا کی۔

تمہیں معاف کرنا ابھی میرے اختیار میں نہیں۔ ارمغان نے سنگدلی کا مظاہرہ کیا۔

ارمغان نے آپ نے تو ہمارے بچے کا آخری دیدار کیا میں نے تو اُس کا لمس تو کیا ایک سیکنڈ کا دیدار بھی نہیں کیا پھر بھی آپ میرے ساتھ ایسے کر رہے ہیں۔ طوبیٰ اپنے آنسو پیتی شکوہ کناں نظروں سے اُس کو دیکھ کر بولی

وہ بچہ جس کو تمہاری کوکھ میں پلے نو ماہ بھی نہیں ہوئے تھے۔ ارمغان طنزیہ بولا۔

ارمغان

بس طوبیٰ تمہیں اپنے باپ سے بہت محبت ہے ہونی بھی چاہیے آخر ماں باپ کا مقام ہی اتنا بلند ہے تمہارا دل بھی کرتا ہے اُن کی طرف جانے کا تو میری طرف سے اِجازت ہے جتنا وقت چاہو وہاں رہ سکتی ہو۔ ارمغان طوبیٰ کی بات بیچ میں تو کتا حکم دیتا وہاں سے چلا گیا پیچھے طوبیٰ ساکت سی ارمغان کی باتوں کو سوچنے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

مہتاب خان کو انون نمبر سے کال آئی تھی پھر جو انہوں نے سُنا وہ اُن کی جان نکالنے کی صلاحیت رکھتا تھا وہ ارسلہ کو اپنے ساتھ لیکر ہسپتال روانہ ہوئے کال پہ اُن کو نازش کے

ساتھ ہوئے حادثے کا بتایا گیا تھا سارا راستہ اُن کو دھڑکا لگا رہا ارسلہ روتے ہوئے نازش کی سلامتی کی دعائیں مانگ رہی تھی جب کی شہریار واپس لوٹ گیا تھا ساتھ میں سادیہ بی کو بھی لے گیا تھا وہ جانا تو نہیں چاہتی تھی پر شہریار کے بار بار اِسرار کرنے پہ وہ منع نہیں کر پائی۔

ہسپتال آکر مہتاب خان رسیپشن پہ آکر ایکسیڈنٹ میں آنے والے مریض کے بارے میں پوچھا وارڈ نمبر پتا چلتے وہ وہاں کی طرف گئے

میری بیٹی کیسی ہے؟ مہتاب خان نے خوفزدہ لہجے میں پوچھا ان کو ملال نے آگھیرا تھا صبح اُس کے ساتھ ہونے والی تکرار پھر یہ سب

سیف جو خاموش بیٹھا اُن کی جانب متوجہ ہوا نازش کو ہسپتال وہ لیکر آیا نازش کا چہرہ کچھ خراب تو ہوا تھا پر سیف اُس کو ایک نظر میں پہچان گیا تھا پہلی ملاقات پھر دوسری ملاقات ایسی جان کر اُس کو حقیقتاً نازش کے لیے دلی ہمدرد محسوس ہو رہی تھی۔

آپ اُن پیشنٹ کے کیا لگتے ہیں! ڈاکٹر نے سوال کیا۔

بیٹی ہے وہ میری۔ مہتاب خان نے فورن سے جواب دیا۔

جی اُن کی حالت ابھی اسٹیبل نہیں۔ ڈاکٹر نے پروفیشنل انداز میں جواب دیا

ڈیڈ پلیز حوصلہ کریں۔ ارسلہ اُن کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی غمزدہ ہوتی بولی۔

ہاد۔

عالمگیر ہاد کی آفس کے کیبن کا دروازہ دھڑام سے کھولتا اندر آتا اُس کا نام لیا۔

کیا ہوا اتنے بوکھلائے ہوئے کیوں ہو؟ ہاد تعجب سے بولا

ہاد وہ نازش کا بہت بُرا ایکسڈنٹ ہوا ہے۔ عالمگیر نے پریشانی سے کہا

کیا مطلب کب کیسے؟ ہاد شد ہوتا بولا

پتا نہیں میں ہو سپٹل جا رہا ہوں تمہیں چلنا ہے ساتھ تو چلو۔ عالمگیر نے کہا

ہاں کیوں نہیں چلو۔ ہاد ٹیبل سے اپنا سیل فون اُٹھاتا بولا۔

عالمگیر کے قدم ہو سپٹل میں بیٹھے سیف کو دیکھ کر ٹھٹکے تھے مگر ماحول دیکھ کر اُس نے نظر انداز کیا۔

انکل یہ سب کیا۔ ہاد مہتاب خان کے ساتھ بیٹھ کر بولا جو خاموش سے تھے۔

بس بیٹا دعا کرو میری بچی ٹھیک ہو جائے۔ مہتاب خان سرد سانس خارج کرتے بولے۔

آپ کو ڈاکٹر نے کچھ بتایا کیسی ہے کنڈیشن اُس کی؟ ہاد نے دوسرا سوال کیا۔

ابھی کچھ بتا نہیں رہے مگر جس گاڑی سے اُس کا ٹکر ہوا تھا وہ اُسی وقت اپنا دم توڑ گیا

میری بیٹی پر اللہ اپنا کرم فرمائے۔ مہتاب خان کے دل کو دھڑکا سا لگا تھا۔

فکر مت کریں اللہ سب بہتر کرے گا۔ہادنے اُن کو حوصلہ دینا چاہا تب تک ارسلہ جو پرے روم میں تھی وہ بھی وہاں آ گئی اُرسلہ کی سوجھی سرخ آنکھیں دیکھ کر ہاد کا دل ڈوب کے اُبھرا۔

آپ کا بہت شکریہ آپ میری بہن کو وقت پہ ہوسپٹل لیکر آئے اور پولیس کیس ہونے سے بھی بچایا ورنہ زیادہ وقت تو ایسے ہی برباد ہو جاتا ہے۔ارسلہ نے مشکور نظروں سے سیف کو دیکھ کر کہا

اِس میں شکریہ کی کیا بات انسانیت کے لحاظ سے یہ میرا فرض تھا اور میں خود پولیس مین ہوں تو بس اللہ نے وسیلہ بنایا۔سیف ارسلہ کی آواز پہ چونک کر بولا۔

بیٹا اب آپ جا سکتے ہیں آپ نے ہماری بہت مدد کی اُس کا شکریہ۔مہتاب خان سیف سے بولے۔

جی انکل۔سیف بس یہ بول پایا واپس جانے کے لیے اُس کا دل نہیں مان رہا تھا تب تک جب تک ڈاکٹر نازش کے بارے میں کوئی بات نہیں بتاتا۔

آپ روئے نہیں۔ہادنے ارسلہ کو دیکھ کر بے بسی سے کہا۔

میں رونا نہیں چاہتی پر رونا آرہا ہے آپ دعا کیجئے گا آپی ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ نے اپنی نم آنکھیں صاف کیے کہا۔

میں کروں گا ہم سب کر بھی رہے ہیں پر رونے سے کیا ہو گا ابھی نازش کو ہماری دعاؤں کی ضرورت ہے انکل کو دیکھو وہ کتنے خاموش سے ہیں ایسے میں تم بھی اگر روؤ گی تو اُن کو کون حوصلہ دے گا۔ہادنے ارسلہ کا دھیان مہتاب خان کی جانب کروایا

میں نہیں روتی اب۔ارسلہ اپنا چہرہ صاف کیے معصومیت سے کہا تو ہادنے بے اختیار نظریں چُرائی۔

❤❤❤❤❤❤❤❤❤❤

ارمغان گھر میں آیا تو گھر میں سناٹا سا محسوس ہوا اُس کو کسی گڑبڑ کا احساس ہوا اپنی طوبیٰ سے کہی بات یاد آئی تو وہ بھاگنے والے انداز میں کمرے میں داخل ہوا جہاں بیڈ پہ طوبیٰ کمفرٹیبل اُڑھے سکون سے سو رہی تھی طوبیٰ کو اپنے کمرے میں دیکھ کر اُس نے گہری سانس لی پھر واشروم چلا گیا فریش ہونے کے لیے دروازہ بند ہونے کی آواز سے طوبیٰ کی آنکھ کھل گئی۔

ارمغان بیس منٹ بعد واشروم سے آیا تو طوبیٰ کو جاگتا دیکھا تو نظرانداز کرتا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

آپ کے لیے کھانا لگاؤ؟طوبیٰ ہاتھوں کی انگلیاں مڑورتی ارمغان سے مخاطب ہوئی۔

گھر میں سب کہاں ہیں؟ارمغان اُس کا سوال نظرانداز کرتا پوچھنے لگا۔

وہ میں آپ کو بتانا بھول گئی ہاد کی جو دوست ہے نازش اُس کا ایکسڈنٹ ہو گیا ہے تو سب ہو سپٹل گئے ہوئے ہیں۔ طوبیٰ نے بتایا تو ارمغان کو یقین نہ آیا۔

واٹ ایکسیڈنٹ۔ارمغان کو لگا شاید اُس نے غلط سُنا ہو۔

جی صبح سے وہی ہے ہاد اور اب چچی جان اور چچا جان بھی گئے۔ طوبیٰ نے بتایا۔

رات ہو گئی ہے کسی نے مجھ بتایا کیوں نہیں مجھے وہ بس ہاد کی دوست نہیں اُس کی منگیتر بھی ہے۔ارمغان پریشان سا ہو گیا

آپ کو کیا بتاتے آپ کو نسا ڈاکٹر ہیں۔ طوبیٰ کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تو ارمغان نے گھور کر اُس کو دیکھا جس پہ طوبیٰ نے کمرے سے باہر جانے میں عافیت جانی۔

❤❤❤❤❤❤❤

پورا دن گزر گیا اب تو بتائے میری بیٹی کسی ہے؟ڈاکٹر جیسے ہی ایمر جنسی وارڈ سے باہر آیا مہتاب بے چینی سے پوچھنے لگے۔

جیسے آپ کو تحمل سے ہماری بات سننی ہو گی۔ڈاکٹر کی سنجیدگی سے بھرپور آواز پہ وہاں موجود سب لوگوں کا رواں رواں کان بن گیا تھا

آپ کی بیٹی کی تو ہم نے اللہ کے کرم سے جان بچالی پر اُن کی دونوں ٹانگیں پیرالائیز ہو گئی ہیں۔ بات تھی یا بم جو اُن سب کو اپنے اُپر گرتا محسوس ہوا مہتاب خان کے قدم

لڑکھڑا سے گئے تھے اگر اُن کے پیچھے ہادیا عالمگیر نہ ہوتے تو یقیناً وہ زمین بوس ہو جاتے۔

ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔سب کو سکتے میں دیکھ کر عالمگیر نے ڈاکٹر سے پوچھا

دیکھیے ایکسیڈنٹ شدید قسم کا تھا ایسے میں اُن کا زندہ بچنا کسی معجزے سے کم نہیں دوسری بات کے وہ عمر بھر کے لیے چلنے پھِرنے سے قاصر نہیں ہو گی اگر آپ لوگ اُن کا پروپر علاج کروائے گا تو انشااللہ وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ڈاکٹر کی بات پہ ارسلہ کا اٹکا سانس بحال ہوا۔

کیا ہم مل سکتے ہیں۔عالمگیر نے پوچھا۔

ابھی تو وہ نیم بیہوشی میں ہیں کل آپ مل سکتے ہیں۔ڈاکٹر نے جواب دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

آر یو اوکے ؟زرنور نے حال میں سیف کو خاموش بیٹھا دیکھا تو ساتھ بیٹھ کر پوچھنے لگی۔

ہاں کیوں ؟سیف زبردستی مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر بولا۔

ویسے ہی آج کچھ پریشان سے نظر آرہے ہو ورنہ تو ہر وقت ایکٹو نظر آتے ہو۔زرنور نے وجہ بتائی

سیف !آج کام زیادہ تھا تو بس تھکان سی ہو گئی ہے۔

تو کمرے میں جا کر آرام کرو نہ رات کے اِس وقت یہاں کیا کر رہے ہو۔زر نور نے جیسے اُس کی عقل پہ ماتم کیا۔

ہاں میں بس جا رہا تھا۔سیف کھوئے ہوئے انداز میں بولا زر نور کو آج سیف اپنے حواسوں میں نہیں لگا۔

❤❤❤❤❤❤

نیا دن طلوع ہوا تو سب نازش کے ہوش میں آتے ہی باری باری ملنے لگے نازش سپاٹ تاثرات سے سب کا چہرہ یک ٹک دیکھتی اگر کوئی کچھ بات کرتا بھی تو وہ جواب نہ دیتی مہتاب خان اُس کے ساتھ ہی بیٹھ تھے جب کی ارسلہ نازش کے غصے کی وجہ سے اندر نہیں گئی تھی کے کیا پتا اب بھی ہو جائے۔

آپ یہاں کیوں بیٹھی ہیں؟ہادنے کوریڈور میں ارسلہ کو اکیلا بیٹھا دیکھا تو کہا

کیا یہاں نہیں بیٹھ سکتی میں؟ارسلہ نے اُلٹا اُس سے سوال داغا۔

میرا وہ مطلب نہیں تھا آپ کو نازش کے پاس جانا چاہیے تھا۔ہادنے ہلکہ سے مسکرا کر کہا وہ غصے کرے گی۔ارسلہ نے پریشانی سے اپنا مسئلا بتایا۔

نہیں کرتی وہ غصہ وہ تو خاموش ہے بلکل۔ہادافسوس سے بولا

حادثہ ہوا بھی تو ایسا ہے نہ اللہ جلدی آپی کو صحتیاب کرے۔ارسلہ دکھی لہجے میں بولی۔

تمہارے ساتھ نازش کا رویہ میں نے کبھی ٹھیک نہیں دیکھا کیا تمہیں اُس پہ غصہ نہیں آتا۔ہاد نا چاہتے ہوئے بھی پوچھ بیٹھا۔

وہ میری بڑی بہن ہے اُن کا حق ہے مجھ پہ غصہ کریں رعب رکھے یا ڈانٹے مجھے کیوں اُن پہ غصہ آئے گا میں اُن سے بہت پیاری کرتی ہوں میری بس ایک ہی تو بہن ہے ڈیڈ اور آپی کے علاوہ میرا کون ہے۔ارسلہ افسردہ ہوتی بولی ہاد جہاں اُس کے جواب پہ لاجواب ہوا تھا وہی دل میں ایک خواہش پیدا ہوئی تھی کے وہ بولے میں بھی تو ہوں۔

آپ بہت اچھی ہیں۔ہاد بے اختیاری میں بول پڑا تو ارسلہ کو نازش کی باتیں یاد آئی تو وہ جھٹ سے اُٹھ کھڑی ہوئی اُس کا اِس طرح اُٹھنا دیکھ کر ہاد نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھنے لگا پر ارسلہ بنا کچھ کہے وہاں سے چلی گئی۔

ارسلہ کو کیا ہوا؟ہاد اُس کی پشت دیکھتا خود سے سوال کرنے لگا۔

مہتاب خان نماز پڑھنے کے لیے گئے تو ہاد نازش کی طرف آیا جو چھت کو گھور رہی تھی کچھ ہی دنوں میں نازش بدل سی گئی تھی چہرے کا رنگ زردی مائل ہو گیا تھا ہاد کو نازش کی حالت پہ رحم سا آیا تھا۔

اب تو تمہیں مجھے چھوڑنے کی بہت بڑی وجہ مل گئ۔نازش کی آواز پہ ہاد حیران ہوا اُس کو جب سے ہوش آیا تھا یہ وہ پہلے الفاظ تھے جو اُس کے منہ سے ادا ہوئے تھے۔

نازش یہ وقت ایسی باتوں کا نہیں۔ہاد گہری سانس بھر کر بولا

مجھے میرے گناہوں کی سزا کتنی بد صورتی سے ملی ہے۔نازش اپنے ہاتھوں سے ڈرپ کھینچتی عجیب لہجے میں بولی

نازش پاگل ہو گئ ہو کیا کر رہی ہو۔ہاد اُس کے ہاتھوں کو تھامتا باز رکھنے کی کوشش کرنے لگا

میں مر کیوں نہیں گئ اِس محرومی کی زندگی جینے سے تو اچھا تھا مجھے موت آجاتی۔نازش پاگلوں کی طرح اپنے بال نوچتی بولی شور کی آواز سے ڈاکٹر کے ساتھ نرس بھی آگئ تھی دروازے کے پاس ارسلہ نے روتی ہوئی آنکھوں سے نازش کی یہ حالت دیکھی تھی۔

یہ ایسے بیہیو کیوں کر رہی ہے۔دو نرسز نازش کو بیہوشی کا انجیکشن لگانے کی کوشش میں تھی تو ہاد پریشانی سے ڈاکٹر سے بولا

اِن کی جو حالت ہوئی ہے اِن کا دماغ یہ بات قبول نہیں کر پا رہا اِس لیے ایسا برتاؤ کر رہی ہیں فکر کی کوئی بات نہیں آہستہ آہستہ نارمل ہو جائے گی اِن کو بہت کیئر کی ضرورت ہے۔ڈاکٹر نے۔تسلی بخش جواب دیا۔

کیسی ہو گولڈن گرل؟زرنور پارک میں فوٹو کلک کرنے میں مصروف تھی جب عالمگیر عین اُس کے پیچھے کھڑا ہو کر بولا۔پر زرنور نے ایسے ظاہر کیا جیسے سُنا نہ ہو زرنور کے انداز پہ عالمگیر مسکرا پڑا۔

ناراض ہو؟عالمگیر نے پوچھا جس پہ زرنور نے زبردست گھوری سے نوازا تو عالمگیر نے ڈرنے کی اداکاری کی۔

یار ایمرجنسی ہو گئی تھی اِس لیے ایک ہفتے بعد تمہیں اپنا دیدار کا شرف بخشا ہے ورنہ روز تم سے ملنے آتا آے نو یو مسڈ می۔عالمگیر مسکراہٹ ضبط کرتا بولا زرنور کو تو گویا عالمگیر کی بات پہ پتنگ ہی لگ گئے۔

او مسٹر کس خوشفہمی کا شکار ہو کے میں زرنور احسان تمہیں یاد کروں گی تمہارے نا ملنے پہ افسردہ ہو گی تم ہو کون جس کے لیے میں ایسے جذبات رکھوں گی ایسا محسوس کروں گی۔زرنور نے تمسخرانہ لہجہ اپنا کر کہا مقصد عالمگیر کو خود سے دور کرنا تھا۔

میں عالمگیر شیخ ہوں جس کے لیے زرنور احسان پیار محبت پسندیدگی کے سارے جذبات اپنے اندر رکھے گی اُس کو یاد کرے گی اُس کے ملنے کا انتظار بھی کریں گی زرنور عالمگیر بن کر۔عالمگیر ایک قدم اُس کی طرح بڑھا کر مضبوط لہجے میں بولا زرنور کا دل زور سے دھڑکا اُٹھا اپنے دل کی اِس بغاوت پہ وہ سخت جھجھنلا سی گئی تھی۔

بھول ہے تمہاری۔زر نور نظریں چُرا کر بولی

بھول ہے تصور ہے گُمان ہے خواب ہے جو بھی ہے عالمگیر شیخ تا عمر اِس میں رہنا پسند کرے گا۔عالمگیر گہری مسکراہٹ سے بولا تو زر نور لاجواب ہو گئ۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

سیف مجھے تم سے بات کرنی تھی۔سیف پولیس اسٹیشن جانے سے پہلے ہو سپٹل جا کر نازش کی طبعیت معلوم کرنے کا اِرادہ رکھتا تھا وہ اُسی سلسلے میں آج جلدی تیار ہو رہا تھا جب اُس کے والد منور صاحب کی کال آئی۔

یس ڈیڈ بولیں۔سیف نے کہا

میں نے تمہارے رشتے کی بات احسان صاحب سے کی تھی زر نور مجھے بہت پسند ہے کافی دنوں سے تم سے بات کرنا چاہتا تھا پر مصروفیت کچھ ایسی تھی میں بات کر نہیں سکا۔منور۔صاحب کی بات پہ سیف کچھ پل بول نہ سکا۔

ڈیڈ انکل سے بات کرنے سے پہلے آپ مجھ سے تو پوچھتے۔سیف پریشان کن لہجے میں بولا

مجھے لگا تمہیں میرا فیصلہ پسند آئے گا زر بہت اچھی لڑکی ہے۔منور صاحب سنجیدگی سے بولے

بیشک وہ اچھی ہے ڈیڈ پر میں اُس سے شادی نہیں کر سکتا آپ کو اِتنی جلد بازی کا مظاہرہ نہیں کرنا چاہیے تھا۔ سیف کو سمجھ نہیں آیا اپنی بات اُن کو کیسے سمجھائے۔

سیف جو بھی ہے بر حال تمہیں شادی زر سے ہو گی میں احسان کو زبان دے چُکا ہوں۔ منور صاحب اٹل انداز میں بولے

میں نہیں کر سکتا۔ سیف بے بس ہوا

کوئی معقول وجوہات بتاؤ۔ منور صاحب کی بات پہ اُس نے پریشانی سے بالوں میں ہاتھ پھیرا

ڈیڈ کیا یہ وجہ کم ہے کے میں اُس کو ایسی نظر سے کبھی نہیں دیکھا مجھے بس زر نور سے شادی نہیں کرنی۔ سیف جھنجھلا کر بولا

بر خودار ہم نے بال دھوپ میں سفید نہیں کیے اگر کسی اور لڑکی کا معاملہ ہے تو بتا دو پھر شاید میں احسان سے معذرت کر لوں گا۔ منور صاحب سنجیدگی سے بولے جس پہ سیف سوچ میں پڑ گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

ایک ماہ بعد!

نازش ہسپتال سے ڈسچارج ہو کر گھر آ گئی تھی اُس کے لیے مہتاب خان نے خاص نرس کا بندوبست کیا تھا سادیہ بی بھی واپس آ گئی تھی اور بہت کوشش کرتی نازش کا خیال

رکھنے میں ارسلہ کبھی کبھار اُس سے ملنے کمرے میں جاتی نازش سے بولنا چھوڑ دیا تھا بس ہاں ہوں میں جواب دیتی ورنہ سارا وقت خاموش کا قفل لگا بیٹھتی۔

آج موسم بہت اچھا ہے آپ کو لان میں لے چلوں۔نرس نے ویل چیئر نازش کے سامنے کرتے کہا تو نازش نے کاٹ دار نظروں سے اُس کو گھورا۔

آپ جائے۔ارسلہ ہاتھ میں فروٹ کی پلیٹ لاتی نرس سے بولی۔

آپ نے آج صبح سے ناشتہ نہیں کیا تو میں یہ لے آئی۔ارسلہ نے اپنے آنے کی وجہ بتائی۔

تمہیں بہت خوشی ہوئی ہو گی میری ایسی حالت دیکھ کر۔نازش نے بغور اُس کا چہرہ دیکھ کر کہا

مجھے کیوں آپ کی ایسی حالت پہ خوشی ہو گی میری تو دعا ہے آپ جلد ٹھیک ہو جائے۔ارسلہ رسانیت سے بولی

ریئلی جس طرح میں نے تمہاری ساتھ ساری زندگی رویہ اختیار کیا اُس کے بعد بھی تم ایسا کہوں گی۔نازش کو جیسے یقین نہیں آیا۔

ساری زندگی کہاں گزری ہیں ابھی تو بہت سارا وقت ہے۔ارسلہ نرم مسکراہٹ سے بولی زندگی میں پہلی دفع نازش کو احساس ہوا تھا اُس نے اپنی زندگی میں کیا خسارہ کیا تھا

کہتے ہیں دل خدا کا گھر ہوتا ہے انسان کی بنائی چیزیں بھلے توڑوں پر انسان کا دل کبھی مت توڑنا کیونکہ وہ اللہ نے بنایا ہے دل اللہ کا گھر ہوتا ہے جو کسی کے دل کو توڑتا ہے وہ سیدھا جہنم میں جائے گا میں نے بچپن سے تمہارا دل دکھایا سگی بہن ہونے کے باوجود میں نے تمہارا تعارف سوتیلی بہن بھی بلکہ ایسے تعارف کروایا جیسے ڈیڈ نے ایڈاپٹ کیا ہو مجھے تم سے حسد نہیں تھا تمہارے پاس تھا ہی کیا جس سے میں جیلس ہوتی پر پھر بھی میں نے بچپن میں غصے میں آکر تمہیں چھت سے دھکا دیا ڈیڈ کو یہی بتایا گیا کے یہ حادثاتی بات تھی پر اللہ جانتا تھا میں نے جان بوجھ کر تمہیں گرایا تھا تم بہت چھوٹی تھی تمہاری ٹانگ متاثر ہو گئی جس سے تمہارے چلنے میں لڑکھڑاہٹ آ گئی تمہاری اِس محرومی کی وجہ میں ہوں۔ڈیڈ تم سے بہت غافل رہتے تھے اگر اُس وقت وہ تمہارے علاج میں کوتائی نہ کرتے تو شاید ایسا نہ ہوتا مجھے افسوس نہیں ہوا تمہارا بات بات پہ مزاق اُڑایا میرے دل میں کبھی تمہارے لیے پیار نہیں جاگا بچی میں تھی اُس وقت ڈیڈ کا رویہ جیسے تمہارے ساتھ دیکھا میں بھی ویسا کرتی رہی میں نے بھی اپنی ماں کھو دی پر اب لگتا ہے مجھے ہر چیز کی سزا ملی ہے میری تو دونوں ٹانگیں متاثر ہو گئی ہوں دوسروں کے سہارے پہ آ گئی ہوں۔نازش کا چہرہ آنسو سے تر ہو گیا تھا ارسلہ خاموش نظروں سے نازش کو دیکھ رہی تھی۔

آپی آپ پُرانی باتوں کو چھوڑے اور اللہ نے چاہا تو آپ جلد صحتیاب ہو جائے گی ڈیڈ نے بہت اچھے ڈاکٹر سے بات کی ہے آپریشن ہو جائے گا آپ کا تو آپ پہلے جیسی ہو جائے گی اِس لیے افسردہ مت ہو۔ارسلہ نے اُس کو تسلی کروانی چاہی۔

میں بہت مغرور تھی غرور ہمارے رب کو پسند نہیں مجھے سزا تو ملنی تھی۔نازش دھاڑے مار کر روتی بولی ارسلہ کو اُسے سنبھالنا مشکل ہو گیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

تمہارا کیا پلان ہے اب۔عالمگیر نے ہاد سے کہا

گھر میں بات کروں گا ارسلہ کے بارے میں۔ہاد نے جواب دیا۔

تم نے ارسلہ کو بتایا کے تمہیں اُس سے محبت ہے۔عالمگیر نے پوچھا

شادی ہو جائے خیر سے پھر بتا دوں گا۔ہاد عام انداز میں بولا تو عالمگیر نے خشمگین نظروں سے اُس کو گھورا

مجھے بتا دیا نازش کو پہلے سے بتا رکھا تھا اب گھر والوں کو بھی بتا دو گے مگر جس سے محبت ہے اُس کو بتایا تک نہیں مطلب جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے۔عالمگیر نے جیسے ہاد کی عقل پہ ماتم کیا۔

میں اُن کو کیا بتاؤ وہ بہت ریزرو سا رہتی ہیں۔ہاد پریشان ہوا۔

میری دعا ہے سب مان جائے ورنہ جو حالت اب بن گئے ہیں سب کو یہی لگے گا کے تم نازش کے ساتھ ہوئے حادثے کی وجہ سے انکاری ہوئے ہو۔عالمگیر نے اُس کو آگاہ کیا۔

اِس بات کا ڈر تو مجھے بھی ہے پر اللہ مالک ہے۔ہادنے جیسے خود کو تسلی کروائی۔

میری مانوں تو ارسلہ اور انکل کو پہلے اپنے اعتماد میں لو جو مشکل ہے انکل کی تم ایک بیٹی کو ٹھکرا کر دوسری کا رشتہ مانگو گے تو وہ مشکل سے دے گے اور ارسلہ تو اللہ میاں کی گائے ہے بھلا وہ کیسے اپنی بہن کے سابقہ منگیتر سے شادی کے لیے ہاں کرے گی۔عالمگیر نے تو ہاد کا رہا سہا بھی سکون غارت کر دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

نیند نہیں آرہی کیا۔سادیہ بی نے بار بار ارسلہ کو کروٹ بدلتا دیکھا تو پوچھا

بی آپی کے ساتھ ایسا نہ ہوتا نہ وہ بہت ڈپریس رہنے لگتی ہیں۔ارسلہ نے اپنی بات کی۔

بس بیٹا اللہ کی جو مرضی نازش کے لیے آزمائش کا وقت ہے انشا اللہ جلد سب ٹھیک ہو جائے گا۔سادیہ بی نے نرمی سے کہا

آمین پر مجھے اُن کو ایسی حالت میں دیکھا نہیں جاتا بہت تکلیف ہوتی ہے۔ارسلہ نم لہجے میں بولی۔

مایوس مت ہو ارسلہ اللہ سے دعا کرو۔سادیہ بی نے اُس کو سمجھانے کی کوشش کی۔

وہ تو ہر وقت کرتی ہوں. ارسلہ نے گہری سانس بھر کر کہا

تو بس اللہ پر توکل رکھو وہ سب ٹھیک کر دے گا۔ سادیہ بی اُس کو اپنے ساتھ لگاتی بولی۔

❤❤❤❤❤❤

ہاد سب کے سامنے کسی مجرم کی طرح سر جھکائے بیٹھا تھا باقی سب کی افسوس کرتا نظریں اُس پر تھی ہاد نے اُن کو ارسلہ کے بارے میں بتا دیا تھا جس پہ سب ناراض ہو گئے تھے۔

ہادِاس حالت میں تمہیں نازش کے ساتھ ہونا چاہیے اُس کو اپنی موجودگی کا احساس کروانے کے بجائے تم اُس کی بہن کی محبت کا دعویٰ کر رہے ہو مجھے تم سے ایسی اُمید ہر گز نہ تھی۔ زرغونہ بیگم ہاد کی بات پہ افسوس کرتی بولی۔

نازش کی کنڈیشن گرتے وقت کے ساتھ ٹھیک ہو جائے گی تم کیوں پھر اُس کو چھوڑنے کی بات کر رہے ہو اتنے عرصے تم دونوں ایک ساتھ تھے اب بیچ راستے میں اُس کو چھوڑنا سراسر اُس کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ارمغان کو بھی ہاد کا یہ فیصلہ پسند نہیں آیا۔ ارمغان کی بات پہ ہاد کی نظر طوبیٰ پہ پڑی جیسے کہہ رہا ہو آپ بھی بول دے۔

میں ایک لڑکی ہونے کی حیثیت سے یہی کہوں گی کے نازش تمہاری منگیتر ہے اُس کو چھوڑ کر تم غلط کر رہے ہو اُس کے والد تمہیں کبھی اپنی دوسری بیٹی کا رشتہ نہیں دے گے۔ طوبیٰ نے بھی اُس کو سمجھانا چاہا۔

مجھے تو تم سے کوئی اُمید ہی نہیں تھی۔امتیاز صاحب کی بات پہ ہاد کا منہ بن گیا۔

آپ سب کی بات درست پر میں ایسا اُس کے لیے نہیں کر رہا یہ میں نے بہت پہلے نازش کو بھی بتا دیا تھا وہ اِس بات سے واقف ہے آپ سب میرا ساتھ دے گے نا کہ میرے خلاف ہو جائے۔ہاد سنجیدگی سے بولا

تم نے نازش کو بتا دیا تھا۔زرغونہ بیگم حیران ہوئی۔

جی وہ جان گئی تھی یہ بات۔ہاد نے بتایا۔

عشق اور مشق چُھپائے نہیں چُھپتے۔ارمغان بڑبڑایا تو طوبیٰ جو کچھ فاصلے پہ بیٹھی تھی اُس کو دیکھنے لگی ارمغان کی ناراضگی اُس سے ابھی تک برقرار تھی۔

وہ بچی راضی ہے؟امتیاز صاحب نے سنجیدگی سے پوچھا

وہ نہیں جانتی یہ بات۔ہاد نے جواب دیا۔

ہم مناسب وقت دیکھ کر مہتاب سے بات کریں گے۔امتیاز صاحب کی بات پہ ہاد کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ نے احاطہ کیا زرغونہ بیگم نے دل ہی دل میں اُس کی مسکراہٹ دیکھ کر ماشااللہ کہا۔

آپ کی ناراضگی کب ختم ہو گی؟طوبیٰ ارمغان کی پشت پہ سر ٹکا کر بولی

کبھی بھی نہیں۔ارمغان نے جھٹ سے کہا

ارمغان پلیز اب معاف بھی کر دیں مانا کے میری غلطی تھی آپ کی بات مجھے ماننی چاہیے تھی پر میں نے نہیں مانی کیونکہ مجھے میرے ڈیڈ کے آنے کی خوشی تھی جو مجھ سے ناراض تھے ارمغان بچہ صرف آپ نے نہیں میں نے بھی کھویا جس کو اپنی کوکھ میں پال رہی تھی آپ کو میری دلجوئی کرنی چاہیے تھی آپ شوہر ہیں میرے پر آپ نے کیا کر دیا جس وقت مجھے آپ کی زیادہ ضرورت تھی تب آپ نے ناراض ہونا شروع کر دیا بنا میری حالت کی پرواہ کیا۔طوبیٰ آج آخر کار پھٹ پڑی ارمغان حیران سا اُس کا یہ روپ دیکھ رہا تھا جو پہلی دفع دیکھنے کو مل رہا تھا۔

ریلیکس طوبیٰ کیا ہو گیا ہے میں تو بس تمہیں تمہاری غلطی کا احساس کروانا چاہتا تھا۔ارمغان اُس کی طرف پلٹتا نرمی سے بولا

دو ماہ کم ہے جو ابھی تک آپ اِس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔طوبیٰ نے شکوہ کیا۔

اچھا ایم سوری آئیندہ نہیں ہو گا۔ارمغان اُس کے کان پکڑ کر بولا تو طوبیٰ نے گھور کر دیکھا۔

میرے نہیں اپنے۔طوبیٰ نے کہا

شادی کے بعد میرا تیرا نہیں ہمارا ہوتا ہے۔ارمغان نے مزے سے کہا تو اِس بار طوبیٰ ہنس پڑی

آپ وہی ہو نہ جو ایک دفع مراد کے ساتھ آئے تھے۔احسان صاحب پولیس اسٹیشن بیٹھے ہوئے تھے جب وہاں عالمگیر اُن سے ملنے آیا تو وہ اُلجھ کر بولے۔

جی میں وہی ہوں عالمگیر شیخ آپ سے کسی بات کے سلسلے میں آیا ہوں۔عالمگیر بُردباری کا مظاہرین کرتا بولا۔

ٹھیک بیٹھے کیا بات کرنی ہے آپ نے۔احسان صاحب سر ہلاتے بولے

میں آپ کی بیٹی زرنور سے شادی کرنے کا خواہشمند ہوں۔عالمگیر ٹیبل پہ موجود اُن کی گن کو دیکھتا گلا خشک کیے بولا یہاں آنا اُس کو احمکانہ فیصلہ لگا۔

برخودار ہوش میں تو ہو جانتے بھی ہو کس سے اور کیا بات کر رہے ہو۔احسان صاحب کو عالمگیر کی بات پہ غصے تو بہت آیا مگر پھر بھی تحمل کا مظاہرہ کیا بولے۔

جی انکل میں جانتا ہوں میں کیا بات اور کس سے کر رہا ہوں دراصل میں آپ کی بیٹی سے بہت محبت کرتا ہوں آج سے نہیں تب سے جب اُس کو پہلی مرتبہ دیکھا تھا ایک بیٹی کا باپ بس یہی چاہتا ہے کے اُس کی بیٹی جہاں شادی کر کے جائے وہاں خوش و خرم رہے تو میں آپ کو زرنور کی خوشیوں کی ضمانت دیتا ہوں۔عالمگیر سنجیدگی سے بولا۔

میں تمہیں یا تمہارے خاندان کے کسی فرد کو نہیں جانتا تو میں کیوں تمہاری بات پہ اعتبار کروں گا اور اپنی بیٹی کا رشتہ تمہیں دوں گا جب کی اُس کا رشتہ میں نے کر دیا تھا ایس پی سیف منور سے۔احسان صاحب کی بات پہ اُس نے زور سے اپنے ہاتھ کی مٹھیاں بھینچ لی۔

یہ آپ کا فیصلہ ہے کیا آپ جانتے ہیں زرنور کی اِس میں دلی خوشی ہے یا نہیں۔عالمگیر نے سنجیدگی سے پوچھا آج وہ سوچ آیا تھا آر یا پار۔

میری بیٹی راضی ہے تبھی میں نے یہ فیصلہ کیا ہے کون باپ ہو گا جو اپنی بیٹی پہ دباؤ ڈالے گا احسان صاحب کچھ سخت ہوئے

راضی ہونے میں اور دلی خوشی میں بہت فرق ہوتا ہے کیا پتا وہ بس آپ کی محبت میں آپ کی بات کا مان رکھ رہی ہو پر دل میں وہ ایسا نہ چاہتی ہو۔عالمگیر نے ان کو اپنی بات سمجھانا چاہی۔

کیا مطلب تمہارا اِس بات سے ؟احسان صاحب کا ماتھا اُس کی بات پہ ٹھٹکا۔

مجھے کہنا چاہیے یا نہیں لیکن کہی نہ کہی وہ بھی مجھے پسند کرتی ہے۔عالمگیر نے بنا سانس لیے کہا

تمہاری بات جھوٹ بھی ہو سکتی ہے۔احسان صاحب نے اُس کو جانچا

جھوٹ ہوئی میری بات تو آپ اپنی پستول سے میرا سر بھون دیجئے گا۔یہ بات عالمگیر نے کس دل سے کی تھی وہ بس خود جانتا تھا۔

اگر تمہاری بات میں صداقت نہ ہوئی تو میں ایسا کرنے سے گریز بلکل نہیں کروں گا۔احسان صاحب کی بات پہ عالمگیر بس سر ہلاتا رہا۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

آپ کو کچھ اور چاہیے؟ارسلہ نے ناشتے کے بعد نازش سے پوچھا

نہیں شکریہ۔نازش آہستہ آواز میں بولی اُس کو ارسلہ سے شرمندگی ہوتی تھی پچھتاوے کے احساس نے اُس کو چاروں طرح گھیر لیا تھا جس سے اُس کو اپنے اندر آئے دن بے چینی محسوس ہوتی۔

اگر کچھ چاہیے تو بتا دیجئے گا۔ارسلہ نے نرم مسکراہٹ سے کہا

ایک بات بتاؤ تمہیں سنگنگ کرنی آتی ہے نہ۔نازش کو اچانک یاد آیا تو کہا

ہاں بس وہ شوقیہ طور پہ کر لیا کرتی تھی۔ارسلہ نے سادہ لہجے میں بتایا۔

آج مجھے شوق ہوا ہے تمہاری آواز سننے کا کیا تو میرے لیے گانا گاؤ گی۔نازش نے آس بھری نظروں سے اُس کو دیکھ کر کہا

کیوں نہیں۔ارسلہ بس اتنا بول پائی۔

شکریہ میرا پسندیدہ گانا۔نازش نے فرمائش کی۔

میں اپنا گٹار لاؤ۔ارسلہ کہہ کر کمرے سے باہر گئ

Sang murshad maahi

Paich larha main nay

Mai nay ishq ko murshad

Maan lia

Ye ishq hai Dhada

Saain bara yeh

Yeh ishq hai

Peer karha

Yeh ishq hai

Peer karha

Yeh ishq hai

Peer karha

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسلہ اپنے کمرے سے گٹار لیکر آئی تو نازش نے مسکرا کر اُس کو دیکھا جس پہ جواباً ارسلہ مسکراتی اُس کا فیورٹ سونگ گانے کی شروعات کرنے لگی۔

Jab ishq ki mouj mein

Pair para

To jag bhar say phir

bair barha

Mojh matti sang

Doob chala

Mera kacha

Ishq garha

Ye ishq hai Dhada

Saain bara yeh

Yeh ishq hai

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسلہ جو آنکھیں بند کیے گانے میں مصروف تھی کلک کی آواز پہ جھٹ سے اپنی کھولی تو سامنے دروازے کے عین وسط ہاد کو کھڑا پایا جو پر شوق نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا

ارسلہ اپنا گٹار اُٹھاتی جانے لگی جب نازش نے کہا

گانا تو پورا کرو۔

مجھے بس یہی تک آتا ہے۔ارسلہ ہاد کو نظر انداز کرتی بولی وہ بس یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔

کیسی ہو۔ہاد ارسلہ کے جانے کے بعد نازش سے حال دریافت کرنے لگا

تمہارے سامنے ہوں۔نازش نے سنجیدگی سے جواب دیا

ناراضگی بجا ہے تمہارا پر میں دل کے آگے مجبور ہوں۔ہاد سر جھکا کر بولا

میری طرف سے تمہیں کوئی روک ٹوک نہیں ارسلہ کو تم اپنا سکتے ہو۔نازش کی بات پہ ہاد نے جھٹکے سے سر اُٹھایا

تم سچ کہہ رہی ہو۔ہاد کو یقین نہ آیا

ہمم۔نازش بس اتنا بول پائی۔

مجھے دیکھ کر بھاگ کیوں گی آپ؟ہاد نازش سے ملنے کے بعد باہر آیا تو حال میں ارسلہ نظر آئی تو سوال کیا

میں کیوں آپ سے بھاگوں گی۔ارسلہ عام لہجے میں بولی

اِس بات کا جواب تو آپ بہتر دے سکتی ہیں۔ہاد مسکرا کر بولا

مجھے نہیں پتا۔ارسلہ جان چھڑوانے والے انداز میں بولی

تو کس کو پتا ہے۔ہاد شرارت سے بولا

آپ مجھ سے ایسے بات مت کریں۔ارسلہ اُٹھتی بولی۔

کیوں نہ کروں۔ہاد نے مسکراہٹ ضبط کیے کہا

کیونکہ مجھے نہیں پسند۔ارسلہ نے بتایا

تو جو پسند ہے وہ بتادے تاکہ میں وہ کہوں۔ہاد نے آرام سے کہا

میں کیوں آپ کو بتاؤاور آج آپ کیوں مجھ سے ایسے بات کر رہے ہیں۔ارسلہ تنگ آکر بولی

کیونکہ میں اب جیسے چاہے آپ سے بات کر سکتا ہوں۔ہاد کی بات پہ ارسلہ نے نا سمجھی سے اُس کی جانب دیکھا۔

میں آپ کا ہاتھ انکل سے مانگنے والا ہوں نازش کو بھی کوئی اعتراض نہیں۔ہاد نے خوشی سے بتایا ارسلہ کو لگا اُس کو سننے میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔

آپ کیا کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ارسلہ نفی میں سر کو جنبش دیتی بولی

کیا مطلب کیوں نہیں ہو سکتا ایسا میں محبت کرتا ہوں آپ سے۔ہاد کی خوشی پل بھر میں مانند ہوئی۔

آپ نازش آپی کے ہیں آپ پلیز اُس سے شادی کرے وہ آپ کو بہت چاہتی ہیں میں آپ کو نہیں چاہتی آپ پلیز ہمارے درمیان کچھ غلطفہمی مت لائیے گا مشکل سے آپی کا رویہ میرے ساتھ اچھا ہوا ہے۔ارسلہ پریشانی سے بولی

رلیکس ارسلہ ایسا کچھ نہیں ہو گا ٹرسٹ می نازش بھی مان گئی ہے۔ہاد نے اُس کو سمجھانا چاہا۔

میں نہیں جانتی آپ بس آپی سے شادی کر لیں۔ارسلہ دوٹوک بولی

میں آپ کو چاہتا ہوں۔ہاد اپنی بات پہ زور دے کر بولا

پر میں نہیں چاہتی یہ بات آپ کو سمجھ کیوں نہیں آ رہی۔ارسلہ تیز آواز میں بولی۔

آپ جانتی ہیں میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی جانتا ہوں آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں میری طرح۔ہاد اُس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بولا تو ارسلہ نے بے اختیار نظریں چُرائی۔

آپ کا نظریں چُرانا اِس بات کی گواہی ہے کے آگ دونوں طرف سے ہے۔ہاد مسکراہٹ دبا کر بولا تو ارسلہ بھاگنے والے انداز میں وہاں سے رفو چکر ہوئی ہاد بالوں میں ہاتھ ڈالتا مسکرا کر اُس کو جاتا دیکھنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤

سیف کب تم مجھے اُس لڑکی سے ملوا رہے ہو ایک ماہ سے کہہ رہا ہوں اور تم ہر بار بہانا بناتے ہو اگر دل بدل گیا ہے تو بتا دو میں احسان سے تم دونوں کی بات کروں جب تک میں لڑکی اور اُس کے خاندان سے نہیں مل لیتا تب تک احسان سے بات نہیں کروں گا۔منور صاحب نے سنجیدگی سے سیف سے کہا جو ابھی پولیس اسٹیشن سے آیا تھا ڈیڈ جلدی کیا ہے ملوا دوں گا۔سیف نے کہا

میری مانو تو اُس لڑکی کی ضد چھوڑ دو جو چلنے پھرنے سے قاصر ہے۔منور حسن کی بات پہ سیف نے تڑپ کر اُن کی طرف دیکھا سیف کو ہوسپٹل سے نازش کی حالت کا پتا چل گیا تھا اُس نے پھر حس صاحب کو بھی بتا دیا تھا۔

آپ ایسی بات کر کے مجھے تکلیف ہو رہی ہے میں اُس لڑکی سے محبت کرتا ہوں اور میرا ایمان ہے وہ جلدی ٹھیک ہو جائے گی اگر نہ بھی ہوئی تو اُس کا ساتھ میرے لیے کافی ہو گا۔ سیف نے سنجیدگی سے کہا

مرضی تمہاری میرا کام تھا تمہیں سمجھانا پر اگر تم ایسا نہیں چاہتے تو ٹھیک ہے۔ منور صاحب گہری سانس بھر کر بولے۔

زرنور احسان صاحب کے ساتھ رات کا کھانا کھا رہی تھی جب کچھ توقف کے بعد احسان صاحب نے اُس کو مخاطب کیا۔

زر ایک بات پوچھنی ہے تم سے۔

جی ڈیڈ پوچھے۔ زرنور پانی کا گلاس ہاتھ میں لیتی بولی۔

سیف سے شادی کے لیے تم دلی طور پہ راضی ہو یا بس میرے کہنے پہ ہاں کہی ہے۔ احسان صاحب کی بات پہ زرنور کے تاثرات یکدم بدلے تھے۔

آج آپ ایسا کیوں پوچھ رہیں ہیں افکورس میں راضی ہوں۔ زرنور مصنوعی مسکراہٹ سے بولی۔

زر تمہارے ساتھ نہ میں نے کل زور زبردستی کی تھی اور نہ آج کروں گا اِس لیے جو بھی بات ہے بلا جھجک مجھ سے کہہ دو شادی ایک بہت بڑی ذمیداری ہے اور میں نہیں

چاہتا اپنی زندگی کا ہمسفر چُننے کا حق میں تم سے چھینوں میرے لیے تمہاری خوشی اور تمہاری پسند اولین ترجیح ہو گی۔احسان صاحب کی بات پہ زرنور نم آنکھوں سے مسکرا دی۔

ڈیڈ میں نہیں جانتی میں دلی طور راضی ہوں یا نہیں پر ایک بات جانتی ہوں جس طرح میری خوشی آپ کے لیے ضروری ہے بلکل اُسی طرح میرے لیے آپ کی خوشی ضروری ہے آپ کا ہر حکم سر آنکھوں پہ اگر آپ نے میرے لیے سیف کا انتخاب کیا ہے تو ضرور آپ نے بہتر سوچا ہو گا اِس لیے مجھے کوئی اعتراض نہیں۔زرنور اپنے دل کی آواز کو دباتی مضبوط لہجے میں بولی۔

جیتی رہو۔احسان صاحب پر سکون ہو کر اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے۔

ڈنر کے بعد زرنور کمرے میں آئی تو اُس کا موبائیل بج رہا تھا اسکرین پہ عالمگیر کا نام دیکھ کر اُس نے گہری سانس لی۔

کیا مسئلا ہے۔زرنور بے زاری سے کال ریسیو کرت بولی۔

دردِ دل کا مسئلا ہے سینے میں ایک دل ہوتا ہے جواب کسی اور کا ہو گیا ہے ہر وقت اندر بے چینی پھیلی رہتی ہے اِس کا کوئی علاج ہیں تو بتادے۔دوسری طرف عالمگیر شریر لہجے میں بولا

دل کا مسئلا ہے تو کسی ہارٹ سرجن سے رابطہ کرو۔زرنور نے تنے ہوئے تاثرات سے کہا

افففف اب اِتنا بھی مسئلا نہیں کے سرجن کے پاس جاؤ میرا مسئلا تو پیار کا ہے جو تم سے ہو گیا ہے اے لو یو ٹو کہو تو میرا علاج ہو جائے۔عالمگیر کی بات پہ زرنور نے اپنا ماتھا مسلا۔

تمہارے پاس بس فضول باتیں ہوتی ہیں کرنے کو؟زرنور تنگ ہوتی بولی

پیار بھری رومانس سے بھرپور باتیں بھی ہیں پر یہ شادی سے پہلے کرنا زیب نہیں دیتا سو پلیز تھوڑا ویٹ۔عالمگیر اُس کو جلانے کی خاطر بولا تو زرنور غصے اور شرم سے سرخ ہوئی۔

بہت واحیات انسان ہو بے شرمی تم پہ شروع اور تم ختم ہیں۔زرنور نے غصے سے کہا نوازش ہے آپ کی ورنہ ہم ناچیز آپ کی اِتنی تعریف کے اہل کہاں۔عالمگیر یہ بات جلے پہ تیل کا کام کیا تھا زرنور نے بنا اب کچھ کہے کھٹاک سے فون رکھ لیا

ٹوں ٹوں کی آواز پہ عالمگیر نے فون کان سے ہٹا کر دیکھا کال کٹ ہو جانے کا جان کر ہنس دیا۔

گولڈن گرل کچھ بھی ہو جائے ہونا تو تم نے میرا ہے چاہے پھر تمہارا ڈی آے جی باپ مانے یا نہ مانے۔عالمگیر تصور میں زرنور کو مخاطب کیے بولا۔

❤❤❤❤❤❤

ارسلہ اپنے کمرے میں یہاں وہاں ٹہلتی پریشانی سے ہاد کے بارے میں سوچ رہی تھی اُس کو رہ رہ کر نازش کا عمل یاد آرہا تھا جو ایکسیڈنٹ پہ اُس نے کیا تھا

یااللہ اب میں کیا کروں گی آپی کا سامنا کیسے کروں گی وہ تو سمجھ رہی ہو گی میں نے اُن کے حق پہ ڈاکا ڈالا ہے۔ارسلہ پریشانی سے بڑبڑائی

کیوں اپنی ٹانگوں کو تھکا رہی ہو خاموشی سے ایک جگہ ٹِک جاؤ۔سادیہ بی جو بہت وقت سے اُس کی کاروائی ملاحظہ فرما رہی تھی آخر بول پڑی۔

بی آپ کو پتا ہے ہاد نے کہا وہ مجھ سے محبت کرتے ہیں بھلا ایسے کیسے ہو سکتا ہے کل تک تو اُن کو آپی سے پیار تھا اور آج مجھ سے آپی کیا سوچے گی میں نے اُن کے ساتھ اِتنا بڑا فراڈ کیا۔ارسلہ سادیہ بی کے پاس آتی عجیب انداز میں بولی۔

ارسلہ پہلے خود کو ریلیکس کرو اور مجھے یہ بتاؤ اصل بات کیا ہے جو تمہیں پریشان کر رہی ہے نازش کیا سوچے گی یہ بات یاہاد کو تم سے محبت ہو گئی ہے۔ سادیہ بی کی بات پہ ارسلہ سوچ میں پڑ گئی۔

دونوں باتیں اُن کو مجھ سے پیار نہیں ہونا چاہیے تھا آپی کا رویہ اتنے عرصے بعد مجھ سے سہی ہوا ہے ہاد کی وجہ سے وہ پہلے کی طرح نہ بن جائے۔ ارسلہ افسردہ ہوتی بولی۔

فکر کیوں کرتی ہو ہاد کو تم سے پیار ہے جس کا اظہار وہ نازش کے سامنے کر چُکا ہے اپنے گھر والوں کو بھی بتا چُکا ہے اگر ہاد تمہارا نصیب ہے تو وہ تمہارا ہو گا نازش یا کسی اور کا نہیں۔ سادیہ بی کی بات پہ وہ چپ کر گئی۔

تمہیں پتا ہے میں نے کہا تھا ایک دن تمہاری زندگی میں کوئی ایسا آئے گا جو تمہیں تم سے زیادہ چاہے گا اور وہ ایسا سمجھ لو ہاد اگر اللہ نے سالوں بعد تمہارے دامن میں محبت دی ہے تو اپنی کسی بے وقوفی کی نظر مت کرنا۔ سادیہ بی نے دوبارہ سے کہا

پر ہاد سے۔ ارسلہ بس اتنا بول پائی

میں نے تم جنا نہیں پر پالا ہے دودھ بھلے تم نے اپنی خالہ کا پیا تھا پر میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں میں جانتی ہوں تمہیں بھی ہاد سے محبت ہے بس تمہارے اندر جو

احساسِ کمتری ہے وہ یہ سب روک رہی ہے کے تم اِس بات کا اعتراف بلا جھجھک کرو۔ سادیہ بی نے مسکرا کر کہا تو ارسلہ نے اپنا سر جھکا دیا۔

❤❤❤❤❤❤❤

فیضان صاحب آج امتیاز صاحب کی طرف اپنی غلطیوں کی تلافی کرنے کے لیے آئے تھے جو جانے انجانے میں اُن سے سرزند ہوئی تھی۔

امتیاز میں جانتا ہوں میری غلطیاں بہت ہیں پر میں آج اپنی ساری انا کو دور کیے تم سے معافی کا طلبگار ہوں اُمید ہے تم مجھے معاف کر دو گے۔ فیضان صاحب آہستہ آواز میں بولے اُن کی بات پہ ڈرائینگ روم میں سناٹا چھا گیا تھا زرغونہ بیگم نازیہ بیگم ارمغان طوبیٰ ہادیہ سب خاموشی سے کبھی امتیاز صاحب کو دیکھتے تو کبھی فیضان صاحب کو۔

تمہیں تمہاری غلطیوں کا دیر سے ہی اندازہ ہوا تو سہی اور میرے دل میں تمہارے لیے کوئی ناراضگی نہیں بھائی ہو تم میرے بس افسوس ہوا تھا جب تم نے ہمارا آبائی گھر بیچنے کا کہا تھا جہاں ہماری ہر اچھی بُری یادیں جُڑی ہے اُس کے بعد تم نے میرا انکار کو اپنی انا کا مسئلا بنا کر سب کو لیکر چلے گئے یہ بول کر کے اب ارمغان اور طوبیٰ کا نکاح بھی ختم۔ امتیاز صاحب کی بات پہ فیضان صاحب شرمندگی کے احساس سے سر جھکا گئے پیسو کی لالچ نے اُن کو اپنے خونی رشتوں سے دور کر دیا تھا جن کا احساس سالوں بعد ہوا تھا۔

بھائی صاحب پُرانی باتیں بھول جاتے ہیں جو ہو گیا سو ہو گیا اب بیتے پل کو یاد کیا کرنا جس میں سوائے پچھتاوے اور شرمندگی کے کچھ نہیں۔زرغونہ بیگم کی بات سے سب متفق ہوئے۔

❤❤❤❤❤❤

ڈیڈ آج ہم مہتاب خان مینشن جائے گے تاکہ آپ میری رشتے کی بات کریں۔سیف نے اخبار پڑھتے منور صاحب سے کہا۔

ابھی نہیں پہلے میں احسان سے بات کروں گا وہ کیا کہتا ہے اُس کے بعد کچھ سوچا جا سکتا ہے۔منور صاحب نے سنجیدگی سے کہا

تو آپ ابھی اُن کو کال کریں میں مزید اب لیٹ نہیں کرنا چاہتا۔سیف بے صبری سے بولا

صبر سے کام لو اور یہ باتیں کال پہ کرنے جیسی نہیں ہوتی مل بیٹھ کر کریں گے۔منور صاحب نے سہولت سے انکار کیا

پر ڈیڈ آج شام ہم اُن کی طرف چلے گے انکل آپ کی بات سمجھ لیں گے بھلا وہ بھی ایسا کیوں چاہے گے کے اُن کی بیٹی کسی کی اِن چاہی بیوی بنے۔سیف کی بات احسان غفار نے بخوبی سن لی تھی وہ جو آج خود معذرت کرنے آئے تھے رشتے کے لیے یہاں سیف

کی بات سن کر انہوں نے گہری سانس ہوا میں خارج کی کل وہ زرنور کی اُداسی محسوس کر چُکے تھے بھلے اُس نے ایسا کچھ کہا نہیں تھا۔

اسلام علیکم۔احسان صاحب کی رعبدار آواز پہ دونوں الرٹ ہوئے تھے۔

وعلیکم اسلام احسان تم کیا سرپرائز دیا ہے۔منور صاحب خود کو کمپوز کرتے اُٹھ کھڑے ہوئے

ہاں بس ایک ضروری بات کرنی تھی۔احسان صاحب سیف پہ نظر ڈال کر بولے

بات تو ہمیں بھی کرنی تھی میں بھی تمہاری طرف آنے والا تھا۔منور صاحب نے کہا

شاید ہماری بات ایک ہی ہو۔احسان صاحب نے پُراسرار لہجے میں کہا تو سیف نے نا سمجھی سے اُن کی طرف دیکھا

مطلب۔منور صاحب نا سمجھی نظروں سے اُن کو دیکھ کر بولے۔

سیف کو اگر کوئی اور لڑکی پسند ہے تو کوئی بات نہیں وہ اپنی زندگی کے ہمسفر چُننے کا اختیار رکھتا ہے اور میں چاہوں گا زر کی شادی اُس سے ہو جو اُس کو خود سے چاہے جو مجھے مل گیا ہے اِس لیے میں زبردستی مسلط نہیں کروں گا اپنی بیٹی کو۔احسان صاحب نے اپنے ازلی لہجے میں کہا

یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ سیف کے منہ سے بے اختیار پھسلا تو منور حسن نے گھور کر اُس کو دیکھا۔

میں شرمندہ ہوں تم سے۔ منور صاحب نے کہا

شرمندگی کی کوئی بات نہیں جنہیں زندگی گزارنی ہے فیصلہ اُن کو کرنا چاہیے میرے لیے بس زر ہے اور میں نہیں چاہوں گا اُس کو کوئی تکلیف ہو۔ احسان صاحب نے اُن کی شرمندگی دور کرنا چاہی۔

زر کے لیے کس لڑکے کو پسند کیا ہے؟ منور حسن کو اچانک خیال آیا تو پوچھا

پتا چل جائے گا پہلے تم بتاؤ سیف کی شادی کی بات کرنے کب جا رہے ہو؟ احسان صاحب مسکرا کر بولے۔

آج شام۔ سیف بے صبری سے بولا تو وہ دونوں ہنس پڑے۔

❤❤❤❤❤❤❤❤

آپ انکل مہتاب سے بات کریں میری اور ارسلہ کے لیے نازش کو اعتراض نہیں ہے انکل کو بھی نہیں ہو گا۔ ہادنے زر غونہ بیگم سے کہا

وہ تو سہی پر کیا اب جانا مناسب لگتا ہے پہلے نازش کا علاج ہو جانے دو اُس کے بعد سوچتے ہیں۔ زر غونہ بیگم نے اپنی رائے دی۔

نہیں اب میں مزید دیر نہیں کرنا چاہتا یہی مناسب وقت ہے رہی بات نازش کے علاج کی تو اس وہ یہاں نہیں دوسرے ملک انکل کروانا چاہتے ہیں وہاں اُن کو زیادہ وقت بھی لگ سکتا ہے تبھی میں چاہتا ہوں اُن کے جانے سے پہلے بات ہو۔ہادنے جلدی سے کہا ٹھیک ہے امتیاز آئے تو اُن سے مشورہ کرتی ہوں۔زرغونہ بیگم ہار مانتی بولی تو ہاد بھی مطمئن ہوا۔

❤❤❤❤❤❤

سادیہ بی نازش کے کمرے میں اُس کو دوائی دینے آئی تو اُس کو روزانہ معمول کی طرح چپ دیکھ کر گہری سانس بھر کر رہ گئی۔

مہتاب نے ڈاکٹر سے بات کی ہے اگلے ماہ تم لوگوں کی فلائٹ ہے بہت اچھا ڈاکٹر ہے یقین دلایا ہے کے تم پہلے کی طرح ٹھیک ہو جاؤ گی۔سادیہ بی نے بات کرنے کی غرض سے کہا

آپ ہمیشہ کہتی تھی کسی کا دل مت دُکھایا کرو دل دکھانے والے دوزخ میں جاتے ہیں بہتان لگانا بہت بڑا الزام ہے میں نے وہ بھی گناہ کر دیا جانے وہ بھی میں جانتی تھی شہریار ارسلہ کا دودھ شریک بھائی ہے اُس کے باوجود میں نے ارسلہ کو تکلیف دینے کے لیے اُن دونوں کا نام جوڑ دیا اُس کو رولانے کی خاطر میں خود پستی سے گرتی گئی اخلاق سے ہٹ کی حرکتیں کی کبھی اُس کو اپنی بہن نہیں مانا بچپن میں اُس کو دھکا دیا جس سے وہ

محرومی کا شکار ہو گی میری زندگی کا وہ دن ایسا نہیں جس دن میں نے ارسلہ کو باتیں نہ سُنائی ہوں طعنہ نہ دیا ہوں منحوس نہ کہا ہو پر ان سب میں میرا جتنا قصور ہے اُس میں بڑا ہاتھ ڈیڈ کا ہے جب وہ پیدا ہوئی تھی میرا دل کرتا تھا میں اُس کے ساتھ کھیلوں اُس سے پیار کروں پر ڈیڈ مجھے اُس سے الگ کرتے کہتے وہ منحوس ہے میں بچی تھی منحوس کا مطلب نہیں جانتی تھی پورا ایک سال میں وہ وقت دیکھتی جس وقت ڈیڈ گھر نہ ہوتے میں ارسلہ کی طرح چلی آتی پھر ایک دن ڈیڈ نے کہا وہ منحوس ہے تمہاری ماں کو کھا گئی تم اُس کے قریب جاؤں گی تو تمہیں بھی نقصان پہچائے گی اُس دن کے بعد میرا دل بھی اکتا گیا ارسلہ سے اُس کو بُرا کہتے کہتے خود کب بُری بن گئی پتا ہی نہیں چلا اللہ مجھ سے ناراض ہو گیا اِس لیے مجھ سے میری پیاری چیز چھین لی ہاد جو میرا تھا اُس کو ارسلہ کی معصومیت اٹریکٹ کرنے لگی میں ہاد کو چاہتی تھی وہ بھی یہ بات بھی میں جانتی تھی میں اُس سے پیار کرتی ہوں وہ پسند کرتا ہے مجھے پر پسند کو پیار میں بدلتے وقت کہا لگتا ہے میں جیسی تھی اُس کو قبول تھی یہ میرے لیے بڑی بات تھی مجھے اندازہ نہیں تھا پسند پیار میں نہیں بلکہ وہ کسی اور کو چاہنے لگے گا۔ نازش ٹوٹے بکھرے لہجے میں سادیہ بی سے باتیں کرنے لگی جن کا دل اُس کی حالت اور باتیں سن کر کٹ کے رہ گیا تھا۔

نازش مایوس کیوں ہوتی ہو ہاد تمہاری قسمت میں نہیں تھا یہ بات قبول کر لوں سب آسان ہو جائے گا۔ سادیہ بی نے اُس کو سمجھانا چاہا

میں نے ہاد سے کہا وہ ارسلہ سے شادی کر لیں آپ بتائے کیا میں ارسلہ کو اُس جگہ دیکھ پاؤں گی جہاں خواب میں خود کو دیکھا ہو۔ نازش جیسے اُن کی باتیں سن ہی نہیں رہی تھی۔

نازش اللہ نے تمہارے لیے کچھ اور سوچا ہو گا

باہر کچھ مہمان آئے ہیں۔ سادیہ بی کی بات بیچ میں رہ گئی جب ارسلہ کمرے میں داخل ہوتی بولی اُس کو دیکھ کر نازش نے اپنا چہرہ صاف کیا۔

اچھا میں دیکھتی ہوں ڈرائینگ روم میں تو بیٹھا یا ہے نہ؟ سادیہ بی اُٹھتی بولی

جی وہ وہی ہیں۔ ارسلہ نے جواب دیا

❤❤❤❤❤❤

زرنور گارڈن میں پودوں کو پانی دے رہی تھی جب احسان صاحب بھی وہی آ گئے۔

زرا اِدھر بیٹھو۔ احسان صاحب کی بات پہ وہ مسکراتی اُن کی طرف آ گئی۔

کوئی بات ہے؟ زرنور غور سے اُن کا چہرہ دیکھتی بولی

مجھ سے ملنے ایک لڑکا ملنے آیا تھا عالمگیر شیخ نام تھا اُس کا۔ احسان صاحب کی اتنی سی بات پہ زرنور کے چہرہ کی رنگت حد درجہ فق ہو گئی تھی۔

ک کون ہے وہ۔زرنور نے خود کو لاتعلق ظاہر کرنا چاہا جب کی اُس کے اٹکنے پہ احسان صاحب مسکرا پڑے۔

مجھے بتانا چاہیے تھا تمہیں میں باپ ہوں تمہارا میرے لیے اولین تمہاری خوشی رہی۔ہے آگے بھی رہے گی۔احسان صاحب نے کہا

آپ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔زرنور کو ان کی بات سمجھ نہیں آرہی تھی اور جو آرہی تھی وہ سمجھنا چاہ نہیں رہی تھی تبھی پوچھا۔

یہی کے میں نے منور سے معذرت کر لی ہے سیف بھی کیسی اور کو چاہتا ہے اور میں یہ نہیں چاہوں گا تم زبردستی اُس کی زندگی میں رہو عالمگیر کی آنکھوں میں تمہارے لیے محبت دیکھی تھی میں نے پر اُس سے پہلے تم سے بات کرنا چاہتا تھا پر تم نے بتایا ہی نہیں کچھ۔اُن کی بات پہ زرنور نے اپنا سر جھکا دیا۔

میں آپ کا مان توڑنا نہیں چاہتی تھی ساری زندگی آپ نے میری ہر خواہش کو پورا کیا سوچا میں بھی زیادہ نہیں تو اِتنا آپ کے لیے کر سکتی ہوں میری زندگی میں رشتیداروں میں کوئی نہیں سب کچھ آپ ہے ماں بھی باپ بھی موم کے جانے کے بعد آپ نے اپنی اتنی ٹف جاب کو بھی دیکھا اور مجھے بھی وقت دیا شاید ہی ایسا کوئی باپ کرتا ہوں اپنی بیٹی کے لیے۔زرنور جذباتی ہو گئی تھی۔

پاگل اولاد ہو تم میری اگر تمہارے لیے نہیں کروں گا تو کس کے لیے کونسا میری ڈھیروں بیٹیاں ہیں ایک تم ہی تھی رہی بات تمہاری ماں کی تو اُس کا میں شکر گزار ہوں جو جاتے ہوئے تمہاری جیسی پری مجھے دے گئی۔احسان صاحب اُس کے سر پہ چپت لگا کر بولے تو وہ ہنس پڑی

آپ دُنیا کے بیسٹ فادر ہیں۔زرنور اُن کے سینے پہ سر رکھتی بولی

اور تم دنیا کی بیسٹ بیٹی ہو۔احسان صاحب نے بھی اُسی کے انداز میں کہا۔

❤❤❤❤❤

آپ۔مہتاب خان سیف کو پہچان گئے تھے جب اُس کے ساتھ موجود منور حسن سے وہ انجان تھے۔

اسلام علیکم انکل یہ میرے فادر ہیں منور حسن۔سیف احترام سے کھڑا ہوتا بولا

وعلیکم اسلام بیٹھے۔مہتاب خان نے کہا

دراصل ہم یہاں آپ سے کچھ مانگنے آئے ہیں۔سادیہ بی ملازمہ کے ساتھ کھانے کے لوازمات سیٹ لگوا رہی تھی جب منور حسن نے اصل بات کی طرف آئے۔

مجھ سے۔مہتاب خان کو تعجب ہوا

جی میں آپ کی بیٹی نازش کا ہاتھ اپنے بیٹے سے کرنا چاہتا ہوں۔منور صاحب نے سر جھکائے بیٹھے سیف کی طرف اِشارہ کیا

مہتاب خان اُن کی بات سننے کے بعد سادیہ بی کو دیکھا جو خود اُن کی طرف دیکھ رہی تھی

آپ کو شاید علم نہیں میری بیٹی کا ایکسیڈنٹ ہوا ہے جس وجہ سے فلحال ہو چلنے پھِرنے سے قاصر ہے پر انشااللہ وہ جلد ٹھیک ہو جائے گی۔ مہتاب خان ایک نظر سیف پہ ڈال کر منور حسن سے بولے

سیف مجھے ساری بات بتا چُکا ہے اگر وہ راضی ہے تو آپ یا مجھے اعتراض نہیں ہونا چاہیے اور انشااللہ آپ کی بیٹی جلد صحتیاب ہو جائے گی۔ منور صاحب نے بے تکلفی سے کہا

آپ کا بیٹا راضی ہے میری بیٹی کا رشتہ کہی اور طے تھا جو کسی بات کی وجہ سے ختم ہوا وہ شاید ابھی نا مانے تو آپ کو فلحال کوئی جواب نہیں دے سکتا۔ مہتاب خان نے سنجیدگی سے کہا

آپ کو بُرا نہ لگے تو میں اُن سے بات کرنا چاہوں گا دوسرا یہ کے میں نکاح جلد چاہتا ہوں تاکہ اُس کا علاج آپ نہیں میں کرواؤں میں ایس پی ہوں یہاں کسی کیس کی وجہ سے آیا تھا اور اب مجھے آسٹریلیا جانا پڑ رہا ہے تو۔ سیف ساری بات کہتا چپ ہو گیا۔ بات پکی ہوئی نہیں اور نکاح کی خواہشات اول کر لی۔ منور صاحب سیف کی بات پہ کڑھ کے رہ گئے۔

نازش میری بیٹی ہے میں ایسے ہی اُس کو تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔ مہتاب خان انکاری ہوئے

میرے نہیں اللہ کے کر دے اور یقین جانے اللہ مایوس نہیں کرتا۔ سیف نے جیسے اُن کو لاجواب کر دیا مہتاب خان کے پاس اب کچھ بچا نہیں تھا کہنے کو۔

کیا سوچ رہی ہو۔ ارمغان نے سوچ میں گم طوبیٰ کو مخاطب کیا

سب ٹھیک ہو گیا پر پتا نہیں اب ہمیں اولاد کی خوشی کب نصیب ہو۔ طوبیٰ اُداس لہجے میں بولی

ایسی باتیں مت سوچو اللہ نے جب دینا ہو ادیں دے گا۔ ارمغان نے نرمی سے کہا

انشااللہ پر میری کوتاہی کی وجہ آج ہم اپنی اولاد سے محروم ہے۔ طوبیٰ افسوس سے بولی

ایسا ہونا طے پایا تھا اب جب سب سہی ہوا ہے تو تم ایسی مایوسی والی باتیں مت سوچو۔ ارمغان اُس کو اپنے ساتھ لگائے بولا

سوری ارمغان میں نے آپ کو بہت ستایا ہے پر پھر بھی آپ میرے ساتھ رہے اُس کے لیے میں آپ کی مشکور ہوں۔ طوبیٰ تشکرانہ لہجے میں بولی

تمہارے لیے کچھ بھی۔ ارمغان اُس کے ماتھے پہ بوسا دیتے بولا۔

ان دیکھی ان جانی سی پگلی سی
دیوانی سی جانے وہ کیسی ہو گی رے

چپ بیٹھو۔زرنور نے عالمگیر کو آتے ہی گانا گاتا دیکھا تو ٹوکا

سپنوں میں آنے والی نیندیں چُرانے
والی جانے وہ کیسی ہو گی رہے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

عالمگیر ہی کیا جو زرنور کے کہنے پہ خاموش ہو جائے۔

کہہ دوں تمہیں یا چپ رہوں
دل میں میرے آج کیا ہے
جو بولوں تو جانوں
گر وو تم کو مانوں

ری میکس

دل نے یہ کہا ہے دل سے
محبت ہو گئی ہے تم سے۔

عالمگیر جو کوئی اور گانا سوچ رہا تھا زرنور کی خوبصورت آواز سن کر حیرت سے غوطہ زن ہو گیا اُس کو یقین نہیں ہو رہا تھا زرنور گانا گا رہی تھی کیونکہ ایسا پہلی بار ہوا تھا کے زرنور نے جواب میں گانا گایا ہو اور اب
عالمگیر اب اُس کے گانے کے الفاظ پہ غور کرنے لگا تو بیہوش ہوتے ہوتے بچا
گولڈن گرل کیوں بھری جوانی میں میرا ہارٹ فیل کروانا چاہتی ہو۔عالمگیر دل پہ ہاتھ رکھتا بولا
سِوائے فضول بولنے کے تمہیں کچھ نہیں آتا نہ۔زرنور بے زار شکل بنا کر بولی
آتا ہے نہ تمہیں دیکھنا تمہیں سوچنا تم سے پیار کرنا اور میرا نہیں خیال یہ سب فضول ہے۔عالمگیر دلکش انداز میں بولا
باتیں کرلوں۔زرنور نے منہ بنایا۔

اچھا یہ تو پڑھ کے بتاؤ۔عالمگیر نے پارک میں موجود بچوں کو دیکھا تو اُس کے دماغ میں جھماکا ہوا تبھی اپنی جیب سے موبائیل نکال کر کچھ ٹائپ کرتا زرنور سے بولا جس نے بنا عالمگیر کے چہرہ کے تاثرات نوٹ کیے پڑھ کے سنایا

تیرا میرا بیٹا بڑا کیوٹ ہو گا۔پڑھتے پڑھتے اچانک زرنور کی نظریں عالمگیر کے چہرے پہ پڑی جس کی رنگت ہنسی ضبط کرنے چکر میں سرخ ہو گئ

گھٹیاں بد تمیز ڈیش انسان ہو تم۔زرنور اُس کے کندھے پہ مکے مارتی غصے سے بولی اُس کا رنگ غصے اور شرم کی وجہ سے سرخ انار ہو گیا تھا جب کی عالمگیر جتنی زور سے ہنس سکتا تھا ہنس رہا تھا

سیریسلی مجھے نہیں تھا پتا تمہیں بیٹے کا اتنا شوق ہے اتنی چاہ ہے اتنی تڑپ ہے۔عالمگیر پھر بھی باز نہیں آیا۔

تیرا میرا بیٹا بڑا کیوٹ ہو گا یہ سرمد قدیر کے ایک سونگ کا حصہ تھا جو پارک میں بچے کو دیکھ کر عالمگیر کو یاد آیا تبھی اُس نے زرنور کو تنگ کرنے کی خاطر اُس سے پڑھایا اور ہمیشہ کی طرح زرنور تپ بھی چکی تھی کیونکہ چاہے زرنور جتنا بھی اُس کو منہ توڑ جواب دے دیتی عالمگیر ایسی بات ضرور کرتا تھا جس پہ سوائے غصے کے زرنور کچھ نہ کر پاتی۔

آپ لوگوں نے سوچ بھی کیسے لیا میں شادی کروں گی۔نازش کو اپنے رشتے کی بات پتا چلی تو وہ آپے سے باہر ہوتی بولی۔

نازش تحمل سے ہماری بات سنو۔سادیہ بی نے اُس کو پر سکون کرنا چاہا ارسلہ پریشان سی اُس کا ردعمل دیکھ رہی تھی جب کی مہتاب خان گہری سوچ میں گم تھے۔

کیا سنوں میں آپ لوگ جانتے ہیں میری کنڈیشن بوجھ لگنے لگی ہوں میں تبھی یہاں سے نکالنے لگے ہیں۔نازش بدگمان ہوئی۔

ایسی سوچ کیسے تم نازش میری جان سیف بہت اچھا ہے ہاد کو بُھلا کر اُس کے ساتھ زندگی جینے کا سوچو ہاد نے تمہاری طرف سے انکار کیا ہے وہ نہیں کر سکتا تم سے شادی سمجھو بات کو۔مہتاب خان بیڈ پہ اُس کی جانب آتے نرمی سے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیر کر سمجھانے لگے

پر میں نہیں کروں گی ایسی حالت میں تو بلکل بھی نہیں۔نازش اُن کے سینے سے لگتی التجا کرنے لگی۔

تم ٹھیک ہو جاؤ گی جلدی اِس لیے ہاں کر دو کل وہ ملنے آئے گا تم سے ہاد کے والدین بھی آنا چاہ رہے ہیں میں تم دونوں کے فرض سے سبکدوش ہونا چاہتا ہوں۔مہتاب خان کی

بات پہ جہاں نازش نے تکلیف سے آنکھیں بند کر لی تھی وہی ارسلہ حیران سی اُن کو دیکھنے لگی۔

ڈیڈ۔

ارسلہ نے کچھ کہنا چاہا

جانتا ہوں ہمیشہ تم پہ اپنے فیصلے مسلط کیے ہیں پر یہ فیصلہ تمہارے بھلے کے لیے انکار مت کرنا بہت چاہت سے تمہارا رشتہ مانگا ہے انہوں نے انکار نہیں کرنا چاہتا میں۔ مہتاب خان نے سنجیدگی سے کہا تو ارسلہ نازش کو دیکھنے لگی جو ابھی بھی مہتاب خان کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔

ارسلہ کمرے میں آئی تو ہاد کی کال آنے لگی کچھ دیر تو وہ گم سم سی فون کی اسکرین کو دیکھتی رہی پھر کال اُٹھالی۔

مصروف تھیں؟ ہاد نے چھوٹتے ہی پوچھا

نہیں۔ ارسلہ نے بس اتنا کہا

ناراض ہیں؟ ہاد نے ایک اور سوال داغا

نہیں۔ وہی جواب۔

آپ کو کیا بات مجھ سے دور کر رہی ہے یہ بتا دے کونسی بات ہے ایسی جو آپ کو میری طرف قدم نہیں بڑھانے دے رہی۔ہاد نے گہری سانس بھر کر کہا

آپ کو جیسے نہیں پتا کچھ آپ نازش آپی سے رشتہ توڑ کر مجھ سے کیسے رشتہ جوڑ سکتے ہیں آپ تو پہلے اُن کو چاہتے تھے اور آج مجھے کل کو کوئی اور پسند آجائے گی۔ارسلہ نے شکوہ کیا

پہلے جو بھی پر مجھے آپ سے پیار ہے یہ بات دل سے نکال دے آپ کے علاوہ میری زندگی میں کوئی اور ہو گا۔ہاد نے مسکراتے لہجے میں کہا

ایسی باتیں تو آپ نے آپی سے بھی کی ہو گی۔ارسلہ کو اب بھی یقین نہیں آیا پوچھ لیں ایسا میں نے کبھی اُس سے نہیں کہا پہلی بار آپ سے کر رہا ہوں ایسی باتیں۔ہاد نے وضاحت دی۔

میں کیوں پوچھنے لگی اُن سے۔ارسلہ بُرا مان کر بولی۔

تو پھر مجھے پہ اعتبار کر لیں سارے خدشات اپنے اندر سے ہٹا کر کیونکہ ہاد امتیاز بس آپ کا ہے۔ہاد کی بات پہ ارسلہ کے چہرے پہ مسکراہٹ آگئی تھی تبھی بنا کچھ کہے کال کاٹ دی۔

❤❤❤❤❤❤

عالمگیر نے آج ہمت کر کے اپنی ماں کو کال کی تھی۔

اسلام علیکم امی کیسی ہیں آپ؟ عالمگیر نے پہلے حال چال دریافت کیا۔

وعلیکم اسلام! میں ٹھیک ہوں پر لگتا ہے تم گھر کا راستہ بھول چکے ہو۔ صالحہ بیگم خفا لہجے میں بولی

ایسی بات تو نہیں مجھے آپ سے ضروری بات کرنی تھی۔ عالمگیر نے آنکھیں بند کر کے کہا

کونسی بات؟ صالحہ بیگم نے اُلجھ کر پوچھا

دراصل امی آپ کا بیٹا جوان ہو گیا ہے اُس کو ایک لڑکی پسند آ گئی ہے آپ اُس کا ہاتھ مانگ لیں میرے لیے۔ عالمگیر نے آخر بول دیا۔

کہیں وہی لڑکی تو نہیں جس کا مریم نے بتایا تھا۔ کچھ دیر بعد صالحہ بیگم نے پوچھا

جی وہ ہے۔ عالمگیر نے بتایا

تب پھر مریم کو کیوں جھوٹ ثابت کیا اور تم مکر کیوں گئے تھے؟ صالحہ بیگم نے سخت لہجے میں پوچھا

امی اگر میں تب آپ کو بتاتا تو آپ لڑکی سے ملنے کی ضد کرتی میں پہلے اُس کو راضی کرنا چاہتا تھا اُس کے باپ سے بات کرنا چاہتا تھا تب آپ کو وہاں بھیجنا چاہتا تھا تاکہ بعد میں کوئی مسئلہ نہ ہو۔ عالمگیر نے اپنا دفاع کیا۔

سارے معاملے خود طے کر لیے تھے تو شادی بھی کر لیتے۔صالحہ بیگم نے طنزیہ کیا

اب ایسا تو نہ کریں اب آپ بتائے یہاں کب آ رہی ہیں کیونکہ ہاد کے ساتھ میں اپنی شادی بھی چاہتا ہوں۔عالمگیر دانتوں کی نمائش کرتے کہا

بے صبری اتنی اچھی چیز نہیں۔صالحہ بیگم نے پہلے فون کی اسکرین کو گھورا پھر عالمگیر سے کہا

زیادہ تاخیر بھی سہی نہیں۔عالمگیر بھی اُن کا بیٹا تھا فٹ سے جواب دیتے بولا

❤❤❤❤❤❤

نازش مہتاب خان کے اسرار کرنے پہ سیف سے ملنے کے لیے راضی ہو گئی تھی پر اُس کا دل مان نہیں رہا تھا وہ لان میں بیٹھی یہی سوچ رہی تھی جب اپنے پاس مردانہ خوبصورت آواز نے اُس کو اپنی طرف متوجہ کیا۔

اسلام علیکم۔سلام کی آواز پہ نازش نے سر اُٹھایا تو اُس کو اپنی آنکھوں پہ یقین نہیں آیا۔

تم۔نازش تقریبً چیخ پڑی جس پہ سیف مسکراتی نظروں سے اُس کو دیکھ رہا تھا جو آسمانی شرٹ میں ملبوس تھی بال کھلے ہوئی تھی جب کی وہ ویل چیئر پہ بیٹھی تھی ٹانگوں کے اُپر کپڑا تھا سیف کو کچھ دکھ ہوا پر اُس کو یقین تھا نازش پہلے جیسی ہو جائے گی۔

تو میں یہ سمجھوں مجھ ناچیز کو آپ نے یاد رکھا تھا۔سیف شرارت سے گویا ہوا۔

بد قسمتی سے۔نازش نخوت سے سر جھٹک کر بولی جس پہ سیف نے بُرا نہیں مانا

کیسی ہو۔ سیف پاس رکھی چیئر پہ بیٹھتا حال دریافت کرنے لگا

تم سے مطلب۔ نازش نے تڑاخ سے جواب دیا

بلکل اب تمہارے سارے مطلب میرے ساتھ ہی تو ہیں۔ سیف دلکش انداز میں بولا

دیکھو مسٹر

نازش نے بس اتنا کہا جب سیف نے کہا

ایس پی سیف حسن عرف مستقبل میں تمہارا ہونے والا شوہر۔ سیف کی بات پہ اُس نے آنکھیں گُھمائی۔

میری بات تم غور سے سنو میں تم سے پیار نہیں کرتی اِس لیے اپنا رشتہ واپس لو جو لیکر آئے تھے۔ نازش نے سخت تاثرات سے کہا

میں کرتا ہوں اور میری محبت ہمارے لیے کافی ہو گی۔ سیف کی بات پہ اُس کو اعتبار نہ آیا۔

محبت سیریسلی کونسا ہماری ملاقات رومانٹک تھی جو تمہیں مجھ سے محبت ہو گی ایک اتفاقی ملاقات کو محبت کا نام نہیں دیا جاتا۔ نازش نے ٹوک کر کہا

محبت کے لیے ایک نظر کافی ہوتی ہے میں تم سے ملنا اِس لیے چاہتا تھا تاکہ تمہیں بتا سکوں کے تم انکار مت کرنا میں تمہیں چاہتا ہوں تم بھلے مجھ سے محبت مت کرو پر میری چاہت کی قدر تا عمر کرنا۔ سیف اُس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا۔

میں کسی اور سے محبت کرتی تھی اور میں تو ٹھیک سے چل بھی نہیں سکتی تم کیسے ایسی لڑکی سے شادی کر سکتے ہو۔ نازش کا جانے کیوں دل چاہا سامنے بیٹھے ہوئے شخص کی بات پہ لبیک پڑھے۔

محبت کرتی تھی اب نہیں اللہ نے چاہا تو نکاح کے بعد تمہارے دل میں میرے لیے گنجائش نکل آئے گی اور آخری بات جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اُن کے عیب تک ہمیں نظر نہیں آتے محبوب کی ہر ادا خوبصورت لگتی ہے دل کو بھاتی ہے اور میرا ایمان ہے تم جلد پہلے جیسی ہو جاؤ گی۔ سیف مضبوط لہجے میں بولا تو نازش لاجواب ہوئی اُس کو اپنی قسمت پہ یقینی نہیں آیا کے اُس کی اتنی غلطیوں کے باوجود بھی اللہ اُس کی زندگی میں اتنا چاہنے والا انسان دے گا پر وہ شاید یہ بات نہیں جانتی تھی اللہ تعالیٰ تو انسان کو تب معاف کر دیتا ہے جب وہ بس دل میں ہی اپنی غلطیوں کو پچھتاتا ہے یا اُس کو احساس ہو جاتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کر لیتا ہے

صالحہ بیگم عالم کے کہنے پہ زر نور کا رشتہ احسان صاحب سے مانگ لیا تھا دوسری طرف امتیاز صاحب اور زر غونہ بیگم بھی ہاد کے لیے ارسلہ کا رشتہ مانگ لیا تھا جو انہوں نے خوشدلی سے دے دیا تھا نازش نے بھی رشتے کے لیے ہاں کر دی تھی وہ اب آگے بڑھنا چاہتی تھی اُس کو سیف سہی لگا اُس کے فیصلے پہ مہتاب خان مطمئن تھے وہی سادیہ بی ارسلہ کے لیے بے حد خوش تھی اللہ نے اُن کی سن لی تھی اور ارسلہ کی آزمائش ختم ہو گئی تھی سب بڑوں کی رضامندی اور عالمگیر کی ضد کی وجہ سے تینوں کا نکاح ساتھ میں ہال میں منعقد پایا تھا۔

❤❤❤❤❤❤

میں کیسا لگ رہا ہوں۔ہاد سفید کاٹن کے شلوار قمیض کے اُپر بلیک واسکٹ پہنے بالوں کو جیل کی مدد سے سیٹ کیے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا آج نکاح کا دن تھا سبھی اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے۔

ہاد کے سوال پہ عالمگیر جو کف ٹھیک کر رہا تھا اُس کی جانب متوجہ ہوا۔

سہی لگ رہے ہو۔عالمگیر مسکراہٹ ضبط کیے بولا

ہمم سہی لگ رہے ہو جیلیس انسان۔ہاد اُس کی نقل اُتار کر بولا

اب میں اپنے نکاح کے دن تو جھوٹ نہیں بول سکتا تھا نہ۔عالمگیر بازنہ آیا تو ہاد نے ڈریسنگ ٹیبل سے پرفیوم کی بوتل اُٹھا کر اُس کی طرح اُچھالی جو بروقت عالمگیر نے کیچ کرلی۔

مجھے فیل ہو رہا تھا کچھ مسنگ ہے اب یاد آیا میں نے پرفیوم نہیں لگایا تھا شکریہ میرے دوست۔عالمگیر مزے سے کہتا خود پہ پرفیوم چھڑکنے لگا ہاد تاسف سے سر ہلاتا خود کو مرر میں دیکھنے لگا۔

❤❤❤❤❤❤❤

ارسلہ کو بیوٹیشن نے تیار کیا تھا جس سے وہ حد درجہ خوبصورت لگ رہی تھی آج اُس نے ملٹی کلر کا شیرارہ پہنا تھا ہاد کی فرمائش پہ ورنہ اتنے بھاری ڈریس میں اُس کو اپنا سانس لینا مشکل لگ رہا تھا لمبے بالوں کا جوڑہ بنائے ڈوپٹہ سیٹ کیا گیا تھا گھبراہٹ سے اُس کے ماتھے پہ ہلکی ہلکی پسینے کی بوندیں چمک رہی تھی اُس کی ایک سائیڈ پہ بے تاثر چہرہ لیے نازش اپنا میک اپ کروا رہی تھی تو دوسری طرف پنک کلر کا لہنگا پہنے میچنگ جیولری اور نفاست سے کیے گئے میک اپ میں زرنور سیلفی لینے میں مصروف تھی آج وہ تینوں ایک سے بڑھ کر ایک لگ رہی تھی۔

میم آپ ایزی ہو کر بیٹھ جائے۔بیوٹیشن نے ارسلہ سے کہا تو زرنور بھی اُس کی طرف متوجہ ہوئی۔

ارسلہ گھبرا کیوں رہی ہو آرام سے بیٹھو بار بار نکاح کا دن نہیں آتا اِس لیے اچھے سے انجوائے کرو۔زرنور نے اپنے نیک مشورے سے اُس کو نوازا

نکاح ہے گھبرانے دو شادی کے بعد والے دن انجوائے کریں گی۔نازش نے بھی شرارت سے کہا

یہاں میری جان میں جان نہیں اور آپ لوگوں کو مذاق سوجھ رہا ہے۔ارسلہ خفگی سے بولی۔

جی اب تو آپ کی جان ہاد ہو گے۔زرنور نے اُس کو چھیڑا تو ارسلہ کا چہرہ لال قندیاری ہو گیا

چلیں جی آپ لوگوں کے نکاح کا وقت ہو گیا ہے۔ماریہ اور فائزہ اُن لوگوں کے پاس آتی بولی

ڈیئر تم دونوں کے دن بھی آئے گے ٹھنڈی آہیں کیوں بڑھ رہی ہو۔زرنور کی زبان کو آج بھی چین نہیں تھا۔

ہائے ہمارے ایسے نصیب کہاں جو ہمارے ہاتھ پہ قلم ہو اور ہم نکاح نامے پہ سائن کریں ہمیں تو اُس قلم سے رجسٹر پہ ڈائیا گرام بنانی ہوتی ہے۔فائزہ اپنے دل پہ ہاتھ

رکھتی غمگیں لہجے میں گویا ہوئی جہاں اُس کی بات پہ سب ہنس پڑے وہی ماریہ نے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اُس کو تسلی کروائی۔

ہادعالمگیر اور سیف تینوں اسٹیج پہ اپنی جگہ بیٹھ کر اپنی اپنی دولہن کے آنے کا شدت سے انتظار کر رہے تھے۔

سب سے پہلے زرنور کی طرف لائٹ روشن ہوئی تو عالمگیر کا دل بلیوں کی طرح اُچھل پڑا اِس لیے بنا ارد گرد کی پرواہ کیے اُس کو دیکھے جا رہا تھا جو نظریں جھکیں آہستہ آہستہ آ رہی تھی۔

یہ آج اِس کے پیروں کو کیا ہو گیا ہے اتنی آہستہ کیوں چل رہی ہے۔عالمگیر کو صبر نہ ہوا تو ہاد کے کان کے پاس سرگوشی نما آواز میں بولا

تم کیا چاہتے ہو لہنگا پہنے وہ بھاگ کر تمہارے پاس آتی۔ہاد اُس کی بات پہ گھورتا ہوا بولا

ایک تو ارسلہ کے آنے کا انتظار دوسرا عالمگیر کی بات نے سہی معنوں میں اُس کو تپا ڈالا تھا۔

میری والی بھی آ گئی۔سیف کی بات پہ دونوں نے پہلے اُس کو دیکھا پھر سامنے جہاں شہریار ویل چیئر گھسیٹ کر لا رہا تھا شہریار دوبارہ یہاں ارسلہ کی شادی کا سن کر آیا تھا۔

ہادنے شہریار کو آتا دیکھا تو اُس کا منہ بن گیا تھا یہ اُس کی شہریار سے دوسری ملاقات تھی جس وجہ سے ابھی وہ انجان تھا شہریار اور ارسلہ کے بھائی بہن ہونے سے

زرنور جیسے ہی اسٹیج کے پاس آئی تو عالمگیر نے اپنی چوڑی ہتھیلی اُس کے سامنے کی جب کی نظریں مسلسل زرنور کے چہرے کا طواف کر رہی تھی۔

تمہیں عشق بنا کر کے
روحِ دل میں ملا لیں گے
رکھوں ہاتھ تیرے سر پہ
تجھے اپنا بنا لیں گے۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زرنور نے جیسے ہی اپنا ہاتھ عالمگیر کے ہاتھ پہ رکھا بیک گراؤنڈ میں سونگ پلے ہوا

زرنور نے نظر اُٹھا کر عالمگیر کو دیکھا جو مسکراتی نظروں سے اُس کو ہی دیکھ رہا تھا جس پہ اُس نے زبردست گھوری سے نوازہ۔

تمہیں عشق بنا کر کے

روحِ دل میں ملالیں گے

رکھوں ہاتھ تیرے سر پہ

تجھے اپنا بنالیں گے۔

ارسلہ کو لڑکیوں کے بیچ آتا دیکھا تو ہاد کو اپنے دل کی دھڑکن کانوں میں گونجتی محسوس ہوئی جو سہج سہج کے قدم اُٹھا کر اُس کے پاس آرہی تھی ہاد کا گلا خشک ہوا تھا اُس کے تصور میں بھی نہیں سوچا تھا ارسلہ اتنی خوبصورت لگے گی اُس کے بس سادگی میں دیکھا تھا مگر آج تو۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیسی اور کے مت ہونا تم

جیتے جی میں مر جاؤں گا

جو تم نے فکر چھوڑی تو

میں ٹوٹ بکھر جاؤں گا

گانے کے یہ جُملے ارسلہ کے کانوں پہ پڑے تو اُس نے ہاد کی طرف التجا کرتی نظروں سے دیکھا جو جذبے لُٹاتی نظروں سے اُس کو ہی دیکھ رہا تھا۔ ہاد نے اُس کی نظروں کا مفہوم سمجھ کر اپنا ہاتھ اُس کے سامنے کیا

ہے دعا!!!!!!!!!

بن میر !!!!!!!!

توں میر !!!!!!

رہنما!!!!!!!!!!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ارسلہ نے جھجھک کر اپنا ہاتھ ہاد کی چوڑی ہتھیلی پہ رکھ لیا جس پہ ہاد نے اُس کا ہاتھ مضبوطی سے تھام لیا اُور اُس کو اسٹیج پہ چڑھنے میں مدد دینے لگا۔

ہے دعا!!!!!!!!!

بن میر !!!!!!!!

توں میر !!!!!!

رہنما!!!!!!!!!!!!

نازش کو سب کے سامنے اپنی حالت ایسے دیکھ کر شرمندگی ہو رہی تھی جب کی اُس کے برعکس سیف پر سکون تھا اُس کے لیے نازش کا ہونا ضروری تھا لوگوں کی نظروں سے اُس کو فرق نہیں پڑ رہا تھا۔

میری دھڑکن تم کو چاہے
میرا دل بن جانا تم
کبھی روٹھ جو جائے دل تو
سینے سے تم لگانا

عالمگیر تھوڑا جھک کر زرنور کے کان کے پاس گانے لگا جس پہ زرنور ساری شرم بلائے طاق کیے بولی
آج تو اپنے مراثی کو سُلا دو۔

سنگر بولوں تمہیں فخر ہونا چاہیے تمہارا مجازی خدا ایک اچھا سنگر ہے۔عالمگیر نے آہستہ مگر فخریہ لہجے میں کہا

اچھا سنگر نہیں مراثی۔زرنور نے فورن سے تصدیق کی۔

مجھے اپنا بنا کے رکھنا

اپنوں کی طرح ہر دم

میرا دل تو جُدا ہے تم سے

جیسے سُر سے جدا سر ہم

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناپیار میرا جسمانی

سیدھا روح میں اُتارا ہے

نہ ہوش رہا اب ہم کو جانی

اب تو ہی سہارا ہے

ہے دعاااااااا

بن میر!!!!!!!!

توں میر!!!!!!

رہنما!!!!!!!!!!

ہے دعا!!!!!!!!

بن میر!!!!!!!!

توں میر!!!!!!

رہنما!!!!!!!!!!

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا آپ نازش مہتاب ولد مہتاب خان 'سیف منور ولد 'منور حسن کو پانچ لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے

امامہ صاحب نے سب سے پہلے نازش اور سیف کا نکاح پڑھانا شروع کیا انہوں نے جیسے ہی نکاح کے کلمات پڑھنا شروع کیے نازش نے زور سے اپنی آنکھیں بند کر کے

کھولی آج کے دن کے لیے اُس نے بہت کچھ سوچ رکھا تھا پر ہو سب اُس سے مختلف رہا تھا۔

تو میں یہ سمجھوں مجھ ناچیز کو آپ نے یاد رکھا تھا

قبول ہے

نازش کے کانوں میں سیف کا جُملا گونجا تو اُس نے پُرانی ساری سوچو کو جھٹک کر قبول ہے کہہ دیا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels | Afsana | Articles | Books | Poetry | Interviews

کیا آپ نازش مہتاب ولد مہتاب خان 'سیف منور ولد 'منور حسن کو پانچ لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے

میں کرتا ہوں اور میری محبت ہمارے لیے کافی ہو گی۔

قبول ہے۔

سیف کی باتوں کو یاد کیے نازش نے اِس بار اُس کی ہر بات پہ ایمان لائی اور قبول ہے کہہ دیا۔

کیا آپ نازش مہتاب ولد مہتاب خان' سیف منور ولد' منور حسن کو پانچ لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے

محبت کرتی تھی اب نہیں اللہ نے چاہا تو نکاح کے بعد تمہارے دل میں میرے لیے گنجائش نکل آئے گی اور آخری بات جب ہم کسی سے محبت کرتے ہیں تو اُن کے عیب تک ہمیں نظر نہیں آتے محبوب کی ہر ادا خوبصورت لگتی ہے دل کو بھاتی ہے اور میرا ایمان ہے تم جلد پہلے جیسی ہو جاؤ گی۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قبول ہے۔

آخری بار بھی اُس کو سوچ کر نازش نے اپنا آپ سیف کے نام کر دیا تھا جو آج خود کو ہواؤں میں محسوس کر رہا تھا نازش جیسے جیسے قبول ہے کہہ رہی تھی سیف کو اپنے اندر سکون کی لہر محسوس ہو رہی تھی۔

نازش سے پوچھنے کے بعد امام صاحب سیف کی جانب آئے جس پہ اس نے بھی باخوشی اپنی رضامندی کا اظہار کیا اُس کے بعد دعاؤں کا سلسلہ چلا۔

آپ زرنور احسان ولد احسان غفار' عالمگیر شیخ ولد حاجی شیخ کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے۔

امام صاحب کے پوچھنے پہ زرنور نے نظر اُٹھا کر سامنے بیٹھے عالمگیر کو دیکھا جس کے چہرے سے آج مسکراہٹ جانے کا نام نہیں لیں رہی تھی۔

اچھے خاصے رومانٹک موڈ کا بیرا غرق کر دیتی ہوں۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

قبول ہے

عالمگیر کے الفاظ یاد کر کے زرنور کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئی تھی تبھی بنا تاخیر کیے

قبول ہے کہا

آپ زرنور احسان ولد احسان غفار' عالمگیر شیخ ولد حاجی شیخ کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے۔

میں عالمگیر شیخ ہوں جس کے لیے زرنور احسان پیار محبت پسندیدگی کے سارے جذبات اپنے اندر رکھے گی اُس کو یاد کرے گی اُس کے ملنے کا انتظار بھی کریں گی زرنور عالمگیر بن کر۔

قبول ہے

امام صاحب کے دوسری بار پوچھنے پہ زرنور اپنی اور عالمگیر کی لڑائیاں یاد کرتی قبول ہے کہہ گئی۔

NEW ERA MAGAZINE .com

آپ زرنور احسان ولد احسان غفار' عالمگیر شیخ ولد حاجی شیخ کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے۔

بھول ہے تصور ہے گُمان ہے خواب ہے جو بھی ہے عالمگیر شیخ تاعمر اِس میں رہنا پسند کرے گا۔

قبول ہے۔

تیسری بار کہتے ہی زر نور نے اپنی آنکھیں بند کی تھی وہ نہیں جانتی تھی آگے کی زندگی کیسی ہو گی پر اُس کو اِتنا پتا تھا عالمگیر کبھی اُس کو نہیں چھوڑے گا ہمیشہ اُس کے ساتھ رہے گا۔

زر نور کی طرف سے رضامندی جان کر عالمگیر کے بے تاب دل کو کچھ سکون میسر ہوا اب اُس کو انتظار تھا کب امام صاحب اُس کی رضامندی جاننے آئے گے۔

عالمگیر کا انتظار بھی جلد ختم ہوا امام صاحب اُس کی طرف آئے جب کی ہاد بُری شکل بنائے کبھی سیف کو دیکھتا تو کبھی عالمگیر کو اُس کو سمجھ نہیں آرہا تھا اُس کو کیوں بیچ میں صبر کی سولی پہ لٹکایا جارہا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آپ ارسلہ مہتاب ولد مہتاب خان' ہادا متیاز ولد امتیاز علی کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے۔

امام صاحب کے پوچھنے پہ ارسلہ کی زبان تالو سے چپک گئی تھی زبان کچھ بولنے سے انکاری تھی جب کی ہاد بے چینی سے اُس کے جواب کا منتظر تھا۔

آپ آئے دیکھتا ہوں کوئی کیسے آپ کو کچھ کہتا ہے۔

ق قب قبول ہے۔

ہاد کا کہا جُملا یاد آتے ہی ارسلہ کو اپنا آپ معتبر محسوس ہوا تھا اِس لیے گہری سانس بھر کر اُس نے کہا

آپ ارسلہ مہتاب ولد مہتاب خان 'ہاد امتیاز ولد امتیاز علی کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔ قبول ہے۔

آپ ایسا کیوں سوچ رہی ہیں خود کو اتنا لیٹ ڈاؤن سمجھے گی تو دوسرے بھی آپ کو ایسے سمجھے گے اگر آپ تھوڑا لنگڑا کر چلتی ہے تو اِس میں نہ آپ کا قصور ہے اور نہ کوئی اِتنی بڑی بات.

قبول ہے۔

امام صاحب کے دوسری بار پوچھنے پہ ارسلہ کو پھر ہاد کی باتیں یاد آئی جس سے اُس کو ڈھارس ملی۔

آپ ارسلہ مہتاب ولد مہتاب خان 'ہادا متیاز ولد امتیاز علی کو سات لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت میں اپنے نکاح میں۔۔۔۔۔۔۔قبول ہے۔

آپ جانتی ہیں میں آپ سے محبت کرتا ہوں اور میں بھی جانتا ہوں آپ بھی مجھ سے محبت کرتی ہیں میری طرح۔

قبول ہے۔

تینوں دفع قبول ہے کہہ کر ارسلہ نے اپنی آنکھوں کو بند کر لیا تو اُس کی آنکھوں سے ایک موتی گرا جو اِس دفع خوشی کا تھا آج وہ رو رہی تھی تو خوشی سے وہ خوش تھی ہاد کا ساتھ پا کر۔

شہریار نے امام صاحب سے نکاح نامہ لیکر ارسلہ کے سامنے رکھا اُس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ دیکھ کر شہریار نے اپنے ہاتھ کا دباؤ ڈالا جس پہ ارسلہ نے آخری فرئضہ بھی انجام دیا۔

ہاد نے بھی دانتوں کی نمائش کے ساتھ قبول ہے کہا تو دعا کے بعد مبارکباد دینے کا دور چلا۔

خوش ہے میری بچی۔سب سے ملنے ملانے کے بعد مہتاب خان ارسلہ کے پاس آئے۔

جی ڈیڈ۔ارسلہ نم لہجے میں بولی

میرا اِرادہ تمہیں اتنی جلدی رخصت کرنے کا نہیں تھا پر حالات ایسے ہو گئے کے دونوں کی شادی کرنی پڑی۔ مہتاب خان اُس کے سر پہ ہاتھ رکھ کر بولے

مجھے کوئی شکایت نہیں آپ نے جو کیا ضرور ہماری بہتری کے لیے کیا ہو گا۔ارسلہ نے اُن کو پر سکون کرنا چاہا۔

جیتی رہو میری بیٹی۔ مہتاب خان اُس کے ماتھے پہ پیار کرتے بول کر اسٹیج سے نیچے چلے گئے

نکاح مبارک ہو۔ مہتاب خان کے جانے بعد ہاد سرگوشی نما آواز میں ارسلہ کے کان کے پاس بولا تو وہ خود میں سمیٹ سی گئ

خوبصورت لگ رہی ہیں آپ مجھے اندازہ نہیں تھا کوئی اتنا حسین بھی ہو سکتا ہے۔ارسلہ کو خاموش دیکھ کر کوئی جواب نا پا کر ہاد ارسلہ کی طرف رخ موڑ کر بولا تو ارسلہ کے ہاتھ غرق آلود ہوئے اُس کو اِس وقت ہاد سے بے حد شرم محسوس ہو رہی تھی اُپر سے سب کے سامنے اُس کا یوں مخاطب کرنا ارسلہ کو سمجھ نہیں آیا وہ کیا کہے؟

ش ش شکریہ۔ارسلہ اٹک اٹک کر بس یہی بول پائی ہاد کے چہرے پہ مسکراہٹ آ گئ اُس کو اپنی اور ارسلہ کی پہلی ملاقات یاد آ گئ تھی۔

بس شکریہ اور کچھ نہیں کہیں گی۔ہاد نے چھیڑنے والے انداز میں پوچھا

ااور ک کیا ک کہوں۔ارسلہ نظریں سامنے کیے بولی

پہلے ہکلانا بند کریں میری طرف دیکھے اُس کے بعد کہے نکاح مبارک۔ہاد کی فرمائش پہ

ارسلہ کو لگا وہ اب بیہوش ہوئی تو کب ہوئی۔

ن نک نکاح م مبارک۔ارسلہ بنا اُس کی جانب دیکھے بولی

ناٹ فیئر میری طرف تو دیکھا ہی نہیں۔ہاد اُس کا حنائی والا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتا بولا

چھ چھوڑے لوگ دیک دیکھ رہے ہیں۔ارسلہ گھبراہٹ کا شکار ہوتی اپنا ہاتھ آزاد

کرنے کی کوشش کرنے لگی

ظاہر ہے آنکھیں ہیں تو دیکھے گے بھی آپ اُن کو نہیں اپنے مجازی خدا کو دیکھے جو آپ

کی ایک نظر کرم کا منتظر ہے۔ہاد کی بات پہ ارسلہ چہرہ موڑ کر ہاد کو دیکھا جس کا چہرہ اُس

کی خوشی کی گواہی دے رہا تھا۔

نکاح مبارک ہو مسز عالمگیر۔عالمگیر شوخ لہجے میں زرنور سے بولا جواب ایک جگہ بیٹھ

کر اکتا گئی تھی۔

کیا خاک مبارکباد میری کمر اکڑ گئی ہے تھکاوٹ الگ سے ہو رہی ہے۔زرنور کوفت سے بولی عالمگیر مدحم سا مسکرایا۔

مبارکباد دو پھر کھانے کا کہتا ہوں میں کسی کو۔عالمگیر کی بات پہ زرنور نے عالمگیر کو دیکھا جو اُس کی جانب ہی دیکھ رہا تھا۔

مبارک ہو آپ کو شادی کی۔زرنور نے جان چھڑانے والے انداز میں بولی

تمہارا یہ آپ کہنا سیدھا دل پہ ٹھاہ کر کے لگا ہے مطلب اتنی عزت۔عالمگیر ڈرامائی انداز میں بولا تو زرنور نے اُس کو گھورا۔

مست نظروں سے اللہ بچائے

آہ کیا کر رہی ہو۔عالمگیر جو گانا سٹارٹ کر چکا تھا زرنور نے اُس کے بازوں پہ زور سے چٹکی کاٹی تو وہ تلملا اُٹھا

مجھے یہ تمہارا بے وقت گانا گنگنانا بلکل نہیں پسند۔زرنور ناک چڑھا کر بولی۔

اپنے دولہن ہونے کا احساس کر لیتی یہ تک نہیں سوچا خوبصورت مرد کو تمہاری جھولی میں نوازا گیا ہے پر تم ناشکری۔عالمگیر منہ بنا کر بولا

افف یہ ایک تو تم اپنے حُسن کے قصیدے ذرہ کم پڑھا کرو۔زرنور چڑ کر بولی

کیا تم خوش نہیں۔ سیف نے نازش کو خاموش بیٹھا دیکھا تو کہا

ایسی بات نہیں میں خوش ہوں۔ نازش نے گہری سانس ہوا میں خارج کیے کہا

نازش اِس رشتے کی شروعات میں ہماری باہم رضامندی سے کروں گا جانتا ہوں مجھے قبول کرنا تمہارے لیے مشکل ہے پر میں اتنا بتا دوں میں تمہیں کبھی یہ نہیں کہوں گا مجھ سے محبت کرو بس تم سے اِس بات کی توقع کروں گا کے ساری عمر میری محبت کی وفا کرنا۔ سیف نے اُمید بھری نظروں سے اُس کی جانب دیکھ کر کہا

میں پوری کوشش کروں گی تمہیں میری طرف سے کوئی شکایت نہ ملے۔ نازش نے اُس کو یقین دلانا چاہا۔

شکریہ۔ سیف پر سکون ہوتا بولا۔

اندھے ہو کیا۔ فائزہ جو اپنا لہنگا سنبھالتی اسٹیج کی طرف جا رہی تھی سامنے وجود سے ٹکرانے کے باعث اُس کو اپنے سامنے تارے ناچتے دیکھائی دینے لگے تبھی غصے سے پھنکاری۔

میں الحمداللہ اندھا نہیں ہوں پر شاید آپ کا تعلق ان میں سے ہے تبھی مصنوعی تارے لگائے ہیں۔ شہریار اُس کی آنکھوں میں لینز دیکھتا طنزیہ بولا کیونکہ وہ اِتنا تو سمجھ چُکا تھا اصلی نہیں

یہ تارے کیا بول رہے ہو لینز کہتے ہیں اِس کو۔ فائزہ ناگواری سے بولی

آنکھوں کے لینز ہو یا کھانے کی لیز مجھے بتانے کا مقصد سامنے کالی بلی بن کر راستہ روک لیا ہے میرا ہٹو۔ شہریار اُس کو سائیڈ پہ جانے کا اِشارہ دیتا بولا

اوے تمہیز نہیں تم میں۔ فائزہ کمر پہ ہاتھ ٹِکاتی بولی

نہیں وہ کیا ہوتی ہے۔ شہریار دل جلانے والی مسکراہٹ سجا کر بولا

ہوتی تو پتا بھی ہوتا۔ فائزہ مذاق اُڑانے والے لہجے میں بولی

بلکل آپ میں ہوتی تو مجھے بھی بتا دیتی کے کیا ہوتی ہے پر آپ میں بھی نہیں اِس لیے جو تیرا حال ہے وہ میرا حال ہے اِس بات پہ تال سے تال مِلا۔ شہریار دوبدو جواب دیتا آخر میں اُس کو تپانے کی خاطر گانا گاتا اپنی چوڑی ہتھیلی اُس کے سامنے کی فائزہ غصے سے سرخ ہوتی زوردار تھپڑ اُس کے ہاتھ پہ مارتی چلی گئ

تیکھی مرچی۔ شہریار اپنے ہاتھ پہ پھونک مارتا بڑبڑایا

لگتا ہے اِن کی لو اسٹوری بھی ہماری طرح کھٹی میٹھی ہو گی۔عالمگیر اپنا کندھا زرنور کے کندھے سے ٹکراتا بولا جس پہ زرنور ناچاہتے ہوئے بھی مسکرادی

کیا ہوا اتنی غصے میں کیوں ہو۔ارسلہ نے فائزہ کا سرخ چہرہ دیکھا تو پوچھا

کچھ نہیں یار بس راستے میں جاہل مل گیا۔فائزہ بے زاری سے جواب دیا۔

ارسو۔شہریار ایک نظر فائزہ پہ ڈالتا ارسلہ سے مخاطب ہوا اور جو اپنے کسی دوست کے ساتھ باتوں میں مگن تھا شہریار کی جانب متوجہ ہوا اُس کو شہریار ایک آنکھ نہیں بھا رہا تھا وجہ اُس کا بار بار ارسلہ سے فرینک ہونا تھا۔

تم یہاں بھی آ گئے۔فائزہ نے جیسے ہی شہریار کو دیکھا تو کہا

جی مجھے لگا آپ میرا انتظار کر رہی ہو گی اِس لیے بنا تاخیر کیے حاضری دینے آ گیا۔شہریار نے اینٹ کا جواب پتھر سے دیا۔

یو۔

فائزہ نے کچھ کہنا چاہا پر ارسلہ بیچ میں بولی

تم لوگ کیوں بچوں کی طرح لڑ رہے ہو اور شہری یہ میری دوست ہے فائزہ تو تمیز سے۔ارسلہ نے آخر میں اُس کو وارن کیا۔

یہ کون ہے ارسلہ میرا مطلب تمہارا کیا لگتا ہے۔ہاد کو مزید برداشت نہیں ہوا پوچھ لیا

میں شہریار ہوں آپ کی زوجہ محترمہ کو ایکلوتا بھائی۔ارسلہ کے بولنے سے پہلے شہریار

نے اپنا تعارف کروایا جس پہ ہاد کی آنکھوں میں اُلجھن در آئی اور دل میں سکون۔

ہم نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے۔ارسلہ ہاد کی آنکھوں میں اُلجھن دیکھتی بتانے لگی۔

❤❤❤❤❤❤❤

تقریب ختم ہونے لگی تو ہر کوئی اپنے گھروں کو لوٹنے لگا رخصتی کے وقت زرنور نے

بے زاری نظروں سے ارسلہ کو دیکھا جو مہتاب خان کے گلے لگی روئے جا رہی تھی

جب کی اُس نے بہت کوششیں کی پر آنکھ سے ایک آنسو تک نہیں نکلا تھا نازش بھی

خاموش تھی بس ایک ارسلہ تھی۔

امی آپ لوگ گھر چلے جایئے گا میں اور ارسلہ بعد میں آجائے گے۔ہاد زرغونہ بیگم کو

سائیڈ میں لاتا بولا

بعد میں کیوں ابھی کہاں جا رہے ہو تم دونوں۔زرغونہ بیگم نے استفسار کیا

دراصل میں ارسلہ کو سرپرائز دینا چاہتا ہوں۔ہاد بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا تو وہ

مسکرا دی

ٹھیک ہے پر جلدی آنے کی کوشش کرنا۔زرغونہ بیگم اُس کے گال پہ ہاتھ رکھتی بولی۔

ساری رسموں کے بعد زرنور کو عالمگیر کے کمرے میں بیٹھایا گیا تھا جو گلاب کے پھولوں سے سجایا ہوا تھا پورے کمرے میں پھولوں کی مہک رچ بسی ہوئی تھی۔

افففف اِس جھنجھٹ سے تو پہلے خود کو آزاد کروادوں۔زرنور کمرے کا جائزہ لیتی بڑبڑائی ساتھ ہی ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہوئی

سب سے پہلے اپنا ڈوپٹہ اُتار کر بیڈ پہ اُچھالا پھر اپنا میک اپ ریمور اُٹھا کر اپنا میک اپ صاف کرنے لگی تبھی عالمگیر کمرے داخل ہوا زرنور کو دیکھ کر اُس نے آہ بھری اُس کو زرنور سے کچھ خاص توقع نہیں تھی کے وہ روایتی بیویوں کی طرح ڈوپٹہ نکالیں اُس کا انتظار کریں گی۔

آ گئے تم میری منہ دیکھائی دو۔زرنور نے عالمگیر کو دیکھا تو اپنا لہنگا دونوں ہاتھوں سے پکڑتی بولی

کونسی منہ دیکھائی کاہے کی منہ دیکھائی۔عالمگیر اُس کے چہرے پہ نظر ڈالتا بولا

کیا مطلب کونسی منہ دیکھائی وہی منہ دیکھائی جو شوہر اپنی بیوی کو دیتا ہے شادی کی رات اور یہ میرا حق ہے اِس لیے شرافت سے میری منہ دیکھائی دو۔زرنور لڑاکا انداز میں بولی

تم کونسا میرے انتظار میں بیٹھی تھی سو دفعے سے زیادہ تمہاری یہ شکل میں نے دیکھی ہوئی ہے ہاں اگر تم میرا انتظار کرتی تو میں شاید دیتا پر اب تو تم نے اپنا میک اپ تک ریموو کر دیا ہے۔عالمگیر سکون سے اُس کو بے سکون کر گیا۔

تم میرے حق پہ ڈاکا نہیں ڈال سکتے۔زرنور اُس کا گریبان پکڑتی غصے سے بولی۔

اور جو تم میرے حق پہ ڈاکہ ڈال چکی ہو اُس کا حساب کون دے گا۔عالمگیر اُس کی کمر کے گرد حصار قائم کرتا دوبدو بولا

میں تھک چکی تھی اور میک اپ اتنا ہیوی تھا مجھے آکورڈ لگ رہا تھا تبھی میں نے کیا۔زرنور معصوم شکل بنائے بولی۔

تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔عالمگیر اُس کے ماتھے پہ بوسہ دیتا بولا تو جواباً وہ مسکرائی

میں نے تمہارے لیے یہ لیا تھا۔عالمگیر سائیڈ ٹیبل کے دراز سے ایک مخملی کیس نکال کر بولا

کیا ہے اِس میں؟زرنور متجسس ہوئی۔

کھول کر دیکھ لو۔عالمگیر نے کہا تو زرنور نے جھٹ سے اُس کو کھولا تو حیران رہ گئی کیونکہ اُس کے اندر خوبصورت گولڈن کی پازیب تھی

کیسا لگا۔عالمگیر نے بے چینی سے پوچھا

سو بیوٹیفل اِس کی کیا ضرورت تھی بہت ایکسپینسو ہو گی نہ۔زرنور پہلے خوشی سے پھر کچھ پریشان سی بولی

زیادہ نہیں بس دو لاکھ۔عالمگیر نے آرام سے کہا پر زرنور کا منہ کھل گیا۔

منہ بند کرو ری ایکٹ ایسے کر رہی ہو جیسے پہلی بار اتنی مہنگی چیز دیکھی ہو۔عالمگیر کو زرنور کا اتنا حیران ہونا پسند نہیں آیا

ہاں پر وہ میرے ڈیڈ کی کمائی ہوتی ہے نہ۔زرنور نے ہنس کر وضاحت دی۔

تو تمہیں کیا لگا تمہارا شوہر غریب ہے سستی چیز تمہیں منہ دیکھائی میں دے کر ساری عمر تم سے طعنہ سنے گا۔عالمگیر نے مصنوعی غصے سے کہا

اب میرا وہ مطلب بھی نہیں تھا ویسے تمہارا فرسٹ گفٹ پسند آیا۔زرنور صاف گوئی سے بولی جس پہ عالمگیر مسکرا دیا۔

جینے لگا ہوں

پہلے سے زیادہ

پہلے سے زیادہ

تم پہ مرنے لگا ہوں

❤❤❤❤❤❤

ہم یہاں کیوں آئے ہیں۔ارسلہ مشکل سے اپنا شرارہ سنبھالتی ہاد کے ہمقدم ہوتی بولی

ہاد اُس کو لیکر سی ویو لایا تھا جہاں رات کے وقت سمندر خوبصورت منظر پیش کر رہا تھا

آسمان پہ تارے چمک رہے تھے خوبصورت ماحول اور پسندیدہ ہمسفر ساتھ میں ہاد کو یاد

نہیں آرہا تھا اُس کو کب اِتنا کسی کا ساتھ اچھا لگا تھا

کیونکہ یہ تاروں سے بھرا آسمان سمندر کی خوبصورت لہریں یہ سب میں آپ کے ساتھ

دیکھنا چاہتا تھا تبھی یہاں لیکر آیا۔ہاد نے مسکرا کر بتایا۔

منظر تو واقع بہت خوبصورت ہے۔ارسلہ اُس کی بات سے اتفاق کرتی بولی تو ہاد نے نظر

بھر اُس کو دیکھا

مجھے آپ اِن سب سے زیادہ خوبصورت لگ رہی ہیں۔ہاد کی بات پہ ارسلہ کی ہارٹ

بیٹ مس ہوئی۔

آپ میری طرف مت دیکھے۔ارسلہ اپنا سر جھکاتی بولی

کیوں نہ دیکھو تازہ تازہ سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے آپ کو دیکھنے آپ سے باتیں کرنا ہر چیز

کا حق رکھتا ہوں میں آپ پہ۔ہاد فورن سے بولا

آپ نے یہ ڈریس کیوں پسند کیا کوئی سادہ سا سوٹ پسند کرتے نہ مجھ سے کیری نہیں

ہو رہا تھا یہ۔ارسلہ بات بدل کر بولی

سادہ تو آپ ہمیشہ رہتی ہیں میں ہمارے اِس خوبصورت موومنٹ کو مزید دلکش بنانا چاہتا تھا اور کیری کی اب فکر نہیں کریں آپ سنبھال لوں گا۔ہاد نے کہتے ہی اُس کا نازک ہاتھ اپنے ہاتھ میں قید کیا۔

آپ کا ہاتھ خوبصورت ہے۔ہاد اپنے ہاتھ میں اُس کا ہاتھ دیکھ کر بولا

کیونکہ یہ آپ کے ہاتھ میں تبھی لگ رہا۔ارسلہ کے منہ سے بے ساختہ پھسلا تو ہاد کا جاندار قہقہہ بلند ہوا ارسلہ خجل ہوتی یہاں وہاں دیکھنے لگی۔

ویسے آپ نے کبھی سوچا نہیں ہو گا آپ اِتنی بورنگ اور آپ کا شوہر اتنا رومانٹک ہو گا۔ہاد شریر نظروں سے اُس کو دیکھتا اپنا کندھا اُس کے کندھے سے مس کرتا بولا۔

میں نے اپنے ہمسفر کے بارے میں کبھی نہیں سوچا تھا مجھے لگتا تھا مجھ جیسی لنگڑی سے کون شادی کرے گا بی ہمیشہ کہتی تھی میری زندگی میں ایسا کوئی آئے گا جو مجھے مجھ سے زیادہ چاہے پر مجھے لگتا تھا وہ میرا دل بہلانے کی خاطر بول رہی ہے پر آپ نے جب اظہار کیا اُس وقت پہلی بار مجھے اپنا وجود چاہے جانے کے قابل لگا۔ارسلہ سنجیدگی سے بولی تو ہاد بھی سنجیدہ ہو گیا۔

آپ کو یہاں لانے کی ایک اور وجہ بھی ہے۔ہاد کی بات پہ ارسلہ نے چونک کر اُس کو دیکھا

کونسی وجہ۔ارسلہ متحسس ہوئی

ولیمے کی تقریب کے بعد ہم آمریکا جائے گے۔ہاد نے بتایا

گھومنے کے لیے۔ارسلہ نے اندازہ لگایا

گھومنے کے لیے تو ساری زندگی پڑی ہے پر ابھی آپ کی ٹانگ کا علاج کروانے کے لیے جائے گے جس میں تھوڑی لڑکھڑاہٹ ہے یہ سب اِس ایک فریکچر کی وجہ سے ہو گیا اگر آپ کا علاج وقت پہ ہوتا تو نہ انفکشن ہوتا اور نہ آپ کبھی احساس کمتری کا شکار ہوتی۔ہاد کی بات سنتے ہی ارسلہ کی آنکھیں نم ہوئی۔

کیا میں پھر ٹھیک ہو جاؤ گی۔ارسلہ نے ایک اُمید سے ہاد کی جانب دیکھا

بلکل یہ میں تمہارے لیے کر رہا ہوں تمہیں یاد ہے جب ہم پہلی بار یہاں آئے تھے تو تم نے کہا تھا تم میرے ساتھ سہی سے چل نہیں سکتی اِس لیے میں نے سوچا تمہاری اس احساس کمتری سے جان چُھڑوانی چاہیے تاکہ تم میرے ساتھ قدم سے قدم ملا کر میرے ساتھ چلو تمہیں کوئی نہ ڈر ہو نہ کسی کا خوف ہو میں تمہیں بااعتماد بنانا چاہتا ہوں تمہیں ہر بار یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کے میں بس تمہارا ہوں۔ہاد اُس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیکر آہستہ آہستہ بول رہا تھا اُس کی باتوں کو سن کر ارسلہ کو اپنا اندر سکون اُترتا محسوس ہو رہا تھا گال الگ سے خون چھلکانے کی حد تک لال ہو گئے تھے۔

آپ بہت اچھے ہیں۔ارسلہ بس یہی بول پائی ہاد کے لیے اتنا ہی کافی تھا

تمہیں پتا ہے میں پہلے شہریار سے جیلیس ہوا تھا۔ہاد کی بات پہ ارسلہ نا سمجھی سے اُس کو دیکھنے لگی۔

مجھے نہیں تھا پتا وہ تمہارا دودھ شریک بھائی ہے تو بس میں کچھ پوزیسیو ہو گیا تمہارے لیے۔ہاد کان کی لو کُھجاتے بولا تو ارسلہ بے اختیار ہنس پڑی۔

آج آپ نے مجھے بہت بڑی خوشی دی ہے میں نے سوچا تھا اب میں بس لنگڑا کر ہی چلوں گی پر آپ کی باتوں سے مجھے اُمید کی ایک کرن نظر آنے لگی۔ارسلہ اپنا سر اُس کے کندھے پہ ٹِکاتی بولی

میں اِس امید کو یقین میں بدلوں گا۔ہاد اُس کے ماتھے پہ اپنا پہلا لمس چھوڑتا پُر یقین لہجے میں بولا

مجھے آپ پہ یقین ہے۔ارسلہ نے صدق دل سے کہا

چلیں۔ہاد نے اپنا ہاتھ اُس کے سامنے کیا کہا

کدھر؟ارسلہ کو سمجھ نہیں آیا۔

ساحل پہ آئے ہیں تو چہل قدمی تو کرنی پڑے گی۔ہاد نے مسکرا کر کہا

پر میں اِس حالت میں شرارہ پہنا ہوا ہے میں نے۔ارسلہ نے اپنی پریشانی بتائی ہاد نے غور سے ارسلہ کا جائزہ لیا جو بھاری ڈریس میں ملبوس تھکی ہوئی سی لگ رہی تھی ہاد کچھ سوچ کر مسکرا دیا اور بنا ارسلہ کو سمجھنے کا موقع دیا اُس کو بانہوں میں اُٹھا لیا ارسلہ کی آنکھیں حیرت سے پھیل گئ

نیچے اُتاریں یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ارسلہ احتجاجاً بولی

یہ بھی سہی ہے ہم ایسے ہی باتیں کریں گے۔ہاد نے مزے سے کہا

نہیں پلیز میں چل لوں گی۔ارسلہ کی سرخ رنگت مزید سرخ ہوئی

نہیں میں اُٹھالوں گا ایسے ہی چلتے ہیں۔ہاد بضد ہو کر چلنے لگا جب کی ارسلہ کا احتجاج رائیگاں گیا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہم تیرے بن اب رہ نہیں سکتے

تیرے بنا کیا وجود میرا

تجھ سے جُدا کبھی ہو جائے گے

تو خود سے بھی ہو جائے گے جُدا

بے خودی ناول لکھنے کا میرا مقصد یہ تھا کے میں جہاں تک میرا ناول پہنچ رہا ہے انہی تک ہی ہے کے بتانا چاہتی تھی کہ کوئی بھی انسان کسی دوسرے انسان سے برتر نہیں ہوتا اُس کو برتر اُس کے اپنے اعمال بنانے ہیں میں یہ سب ٹھیک سے بیان کر پائی یا نہیں پر میں سب کرداروں کے بارے میں بتانا چاہوں گی۔

ارسلہ

جس کو اُس بات کی سزہ مل رہی تھی جس میں اُس کا سَ ۔ رے سے کوئی ہاتھ نہیں تھا پر پھر بھی وہ اپنی بہن اور باپ کی نفرت کو برداشت کرتی رہی پر اللہ جو اپنے بندے سے بہت پیار کرتا ہے اُس نے اپنی بندی کی آزمائشوں کو ختم کیا۔

طوبیٰ

جو بڑوں کی لڑائی میں پِس کے رہ گئی تھی اُس کی زندگی میں ایسا وقت آیا کے اُس سے یہ فیصلہ لیا گیا کے باپ یا شوہر میں سے وہ کسی ایک کا انتخاب کریں جو دونوں ہی اُس کے لیے مشکل تھا وہ لمحہ تھا تو اُس کی زندگی کا کٹھن پر اللہ کے فضل سے اُس نے دونوں کو پالیا

زر نور

جس کی زندگی اُس کے باپ سے شروع اور باپ پہ ختم ہوتی تھی مگر پھر اُس کی زندگی میں ایک شخص آیا جس نے اُس کی خوبصورت زندگی کو مزید خوبصورت بنا دیا۔

نازش

ایک مغرور لڑکی جس کے لیے اُس کی اپنی زات کے علاوہ کوئی اور معنے نہیں رکھتا تھا پر غرور تو خدا کو پسند نہیں اِس لیے وہ پکڑ میں آ گئی پر کچھ لوگ ٹھوکر کھانے کے بعد سبق حاصل کر لیتے ہیں اور کچھ نہیں پر نازش اُن میں سے تھی جو پہلی ہی ٹھوکر میں سنبھل گی اُس کو اپنے گناہوں اور غلطیوں کا احساس ہو گیا جس کا انعام اللہ نے اُس کو خوبصورت ہمسفر کے طور پہ دیا

❤❤❤❤❤❤❤❤

****

❤ختم شدہ❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews